# تاثیر محبت

مہشبہ کشف

All rights are reserved by the author , you can't copy or steal any

of the scenes written in this novel

if you do so serious action will be taken

JazakAllah

NOVEL HUT

مسکراؤ کہ زندگی حسین ہے، ہر طرف روشنی اور ہر طرف بہار ہے" یہ کہنا تھا سب کی پیاری زرنش آپی کا جو پورا دن چڑیوں کی طرح چہکتی رہتی تھی۔ وہ گھر میں نہ ہوں تو علیانا اور اُن کے بابا جان کا دل ہی نہیں لگتا تھا۔ زرنش اور اُس کی چھوٹی بہن علیانا کو اُن کے بابا جان نے ہی پالا تھا بہت لاڈ پیار سے کیوں کہ اُن کی والدہ اس دنیا سے رخصت ہو گئی تھیں جب علیانا کی پیدائش ہوئی تھی۔ وہ دن جمعرات کا دن تھا جس دن زرنو یعنی زرنش خیرات بانٹا کرتی تھی غریب لوگوں میں۔ زرنش بہت خوش مزاج لڑکی تھی جس کو پیار کے علاوہ کچھ سمجھ نہیں آتا تھا۔ اُن کے بابا جان اُن کی بہت تعریف کیا کرتے تھے کہ یہ سب سے اچھی بیٹی ہے اور اُن کا بیٹا بن کر اُن کے ہر کام میں ہاتھ بٹاتی ہے۔ کہنے کو زرنش بہت سخت تھی پڑھائی کے معاملے میں اپنی چھوٹی بہن پر مگر دل

کی بہت اچھی تھی۔ اُن کو شعر و شاعری لکھنا، کُکنگ اور بیکنگ اور ساتھ میں آرٹ کا اور کروشیے کا بھی بہت شوق تھا۔ وہ اپنا پورا وقت ان کاموں کو دیتی تھی اور خوش رہتی تھی۔ ایک دن کھانے کی میز پر بیٹھی بھوکی علیانا سلاد میں سے کھیرے کھاتی ہوئی بولی "آپی آپ مجھے کبھی چھوڑ کر تو نہیں جائیں گی نا؟" تو زرنش نے حیرانی سے بولی "کیوں بھئی؟ میں اپنی پیاری سی گڑیا کو کیوں چھوڑوں گی بھلا" تو علیانا ایک دم سے مڑی اور غمگین چہرے کے ساتھ کہنے لگی "آپ کی شادی ہو جائے گی اور آپ کے میاں آپ کو لے جائیں گے اور پھر میں اکیلی ہی اس گھر میں رہ جاؤں گی"۔ یہ بولتے ہی زرنش بریانی کی ڈش اٹھا کر کچن سے باہر آئی اور کہنے لگی کہ "بہن چپ کر جاؤ، میں کوئی شادی وادی نہیں کر رہی اور نہ ہی چھوڑ کر جا رہی ہوں"۔ علیانا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ایک دم سے زرنو نے بات کاٹتے ہوئے کہا "چپ کرو اور کھانا کھاؤ"۔ نہ جانے کیوں

چھوٹی بہنوں کو بہت دکھ ہوتا ہے بڑی بہنوں کے چلے جانے سے۔ خیر اس دن کے بعد علیانا یہی سوچتی رہ گئی کہ زرنش آپی کی شادی کب ہوگی اور وہ کیسے دھاڑے مار کر روئے گی اُن کی شادی پر اور بریانی کھا رہی ہوگی بُوٹی کے ساتھ۔ اگلا دن جمعرات کا تھا اور زرنش کو یہ دکھ تھا کہ اُن کی ماں اُن کے قریب نہیں اور دھیمی آواز میں سارے گھر کو دیکھ کر کہنے لگی "ماں کے بغیر گھر قبرستان ہوتے ہیں"۔

NOVEL HUT

بہت اکثر، بہت زیادہ، بہت ہی یاد آتی ہو

کبھی تنہا جو میں بیٹھوں تو ماں تم یاد آتی ہو

***

آج جمعرات کا دن ہے اور اُس نے بھاری دل کے ساتھ ایک بڑا پتیلا چاولوں کا بنوا کر مظہر چچا جو گھر کے ساتھ ویلڈنگ والی دکان پر بیٹھے ہوتے اُن سے کہہ کر گاڑی میں رکھوایا، اور وہ اور اُس کے بابا جان مل کر نکل پڑے غریبوں کی تلاش میں۔ روڈ پر بہت سارے غریب لوگ اکثر مل ہی جاتے ہیں اور خاص طور پر چھوٹے بچے جن کو وہ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے پیارے کھلونے دے دیتی۔ راستے میں رش تھا بہت تو اُس نے منہ بناتے ہوئے بولا "بابا یہ

کیوں رش ہے اتنی اور کیا ہو رہا ہے میرے بنائے ہوئے چاول ٹھنڈے ہو جائیں گے"۔ تو فوراً جواب آیا "زرنو یہاں شاید کوئی بڑا سیاستدان آیا ہے تو اس لیے روڈ بلاک ہے"۔ زرنش نے پھر منہ بناتے ہوئے کہا "ایک تو مجھے ان لوگوں سے سخت نفرت ہے کیونکہ یہ لوگ اپنا فائدہ کرتے ہیں اور غریبوں کی پرواہ نہیں کرتے"۔ ایک گھنٹہ ہونے والا تھا کہ وہ روڈ اُسی طرح تھا تو زرنش ہماری ہے بھی تو ڈان جیسی جو گاڑی سے نکلی ایک رعب میں اور اپنے بازو اوپر کر لیے اور من ہی من میں بڑبڑانے لگی کہ "اس سیاستدان کے بچے کو میں اب نہیں چھوڑوں گی، سمجھتا کیا ہے خود کو بدتمیز انسان"۔ لوگوں کے ہجوم میں راستہ بناتے ہوئے آئی اور دیکھا کہ پوری روڈ کے درمیان اُس صاحب

زادے کی لمبی بڑی گاڑی کھڑی تھی اور اُس کے کالے شیشوں پر غصے والی زرنش کا پیارا سا کیوٹ سا منہ نظر آرہا ہے اور چمک بھی رہا ہے سورج کی وجہ سے۔ گاڑی کے شیشے کو ٹھکٹھکایا اور وہ شیشہ جب نیچے ہوا تو اندر اور کوئی نہیں بلکہ دی ون اینڈ اونلی سردار ابرار شاہ تھا جس کی شہد کے رنگ جیسی آنکھیں تھیں اور بال صحیح سنہری تھے اور ویل مینیجڈ داڑھی تھی، یہ وہ لڑکا تھا جس کے پیچھے لڑکیاں مرتی تھیں اور زیادہ ووٹ بھی لڑکیوں کے ہی آتے تھے اور اُن کی اماؤں کو لگتا تھا کہ ابرار شاہ اُن کی بیٹیوں سے شادی کرلے گا۔

NOVEL HUT

جب شیشہ نیچے ہوا تو دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور خاموشی چھا گئی، نہ جانے زرنش کا غصہ آخر کار کہاں چلا گیا تھا اُس پل؟ دھوپ میں چمکتی ہوئی ہیزل آنکھوں کا لطف ابرار شوق سے لے رہا تھا، نہ جانے اُس کا ایٹیٹیوڈ اور رعب و دبدبہ کہاں چلا گیا تھا؟ پیچھے سے آدمی بولا "چھٹائی نہیں ہیں ہمارے پاس بہن معاف کرو" تو ابرار کی ہنسی چھوٹ گئی "ہاہاہا" زرنش کے کانوں میں یہ بات جانے کی دیر تھی کہ اُس کا وہ غصہ واپس آگیا اور ایک دم سے پھٹ پڑی غصے سے "ایکسکیوز می؟ دماغ آپ کا ٹھیک ہے یہ نہیں؟ میں کوئی بھیک مانگنے والی لگتی آپ کو؟"۔ تو ابرار نے جواب دیا "ہاہا سو سوری ! نہیں بالکل نہیں" اور اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے بولا۔ تو زرنش نے جواب میں تلخی سے بولا

"آپ لوگوں کی گاڑی راستے میں کھڑی ہے اور ساری روڈ بلاک ہے اپنی بڑی سی شہر کے منہ والی گاڑی سائیڈ پر کر دیں تاکہ باقی لوگ جا سکیں"۔ یہ بولنا تھا کہ ابرار کے منہ پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی اور بولا "نواز سائیڈ پر لگواؤ ہماری گاڑی" اور بے تکلف ہو کر بولا "ہاہا ہو گیا کام آپ کا میم؟"۔ زرنش نے منہ یہاں وہاں کرتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔ روڈ اس کی وجہ سے کھل گیا تھا اور ساتھ آس پاس کی گاڑیوں نے اس کا شکریہ بھی ادا کیا کیونکہ لوگ لیٹ ہو رہے تھے اور کوئی بھی سردار صدام شاہ اور اُس کے بیٹے کے آگے آنے کی جرات نہیں کرتا۔ وہ آج لیٹ پہنچی تھی یتیم خانے تو وہاں کے بچے افسردہ حالت میں بیٹھے تھے اور اس کو دیکھتے ہی خوشی سے ناچنے لگے۔ اُن سب کو

زرنش نے پیارے پیارے کھلونے دیے اور کھانا پروسا۔ تھک کر شام کے وقت گھر آئی تو علیانا بولی "آپی کیسا تھا دن اور سب بتائیں آج کے دن کے بارے میں" تو علیانا بھی آتے ساتھ ہی شروع ہو گئی جس پر اُن کے بابا نے تھوڑا سا ڈانٹا کہ "زرنش کو بیٹھنے تو دو بیٹا" اور علیانا نے کہا "سوری بابا جان، آؤ آپی بیٹھو یہاں تخت پر میرے ساتھ"۔ جب علیانا نے سنا ابرار کے بارے میں تو جھومنے لگ گئ

NOVEL HUT

کیونکہ اُس کا فیورٹ سیاستدان تھا اور اُسی کی وجہ سے وہ سیاست میں بہت شوق رکھتی تھی۔ نے کہا

""""آپی اگر آپ کی اور ابرار کی شادی ہو گئی تو کتنا مزہ آئے گا

اُسی وقت اذان کی پکار ہوئی تو زرنش جو یہ بات سن کر چپ تھی ایک دم بولی

"چپ "اذان ہے اس وقت کیا بول رہی ہو

تو علیانا نے جھولا پورا کرتے ہی کہا

""""آمین

NOVEL HUT

تو زرنش ایک دم سے شرما گئی اور کچن کی طرف بھاگی۔ علیانا سارا وقت یہی سوچ رہی تھی کہ کاش اُس کی بہن کی شادی ابرار سے ہو جائے۔ کھانے کے لیے زرنش نے آواز لگائی تو اُس نے جواب دیا

"اچھا ہونے والی ابرار کی دلہن"

تو زرنش نے منہ پر انگلی رکھ کر اشارہ کیا کہ چپ کرو بابا سن لیں گے تو اُس نے کندھے اوپر کر کے ہلکی آواز میں بولا

"اوکے ہونے والی ابرار کی دلہن"

*

زرنش اپنے کمرے میں بیٹھی پینٹنگ کر رہی تھی اور یقین سے کوئی اور بندہ اتنا اچھا آرٹ ورک نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ جس نزاکت اور خوبصورتی سے اپنی تصویر بناتی تھی، اس کا جواب واقعی نہیں تھا۔ جبکہ اس کی چھوٹی اور چلبلی

بہن علیانا اس سے مختلف تھی۔ اسے گیمز کھیلنا اور مووی دیکھنا بہت پسند تھا اور یقین سے وہ ان میں ماہر تھی۔ زرنش کو تو وہ ابرار والی بات کب کی بھول گئی تھی جب ایک دم سے فون چلاتی علیانا اٹھی اور بولنے لگی

"آپی آپی دیکھو یہ سردار ابرار کا انٹرویو آرہا ہے اور کالے جوڑے اور بھورے رنگ کی ویسٹ کوٹ میں کتنا حسین دیکھ رہا ہے ہے نا آپی؟"

زرنش کی گود میں چڑھی ہوئی اپنے کھلونوں میں گم علیانا بول ہی رہی تھی کہ اسے کاٹتے ہوئے زرنش نے فوراً کہا

"اے ہائے دور ہو جاؤ مجھ سے اور اس ابرار کو بھی دور کرو میری نظروں کے سامنے سے"۔"آپی کیا ہو گیا ہے، میری تو خیر ہے مگر میرے پیارے سے سپر مین کو تو کچھ نہ کہیں" یہ بول کر بستر پر بیٹھی ہوئی علیانا بستر پر لوٹ پوٹ کر "اے ہائے" "اے ہائے" کہنے لگی۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر زرنش حیران تھی اور اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ ہنسے یا غصہ کرے؟ اس کی ہنسی چھوٹ ہی گئی علیانا کی حرکتوں کو دیکھ کر اور بولی "توبہ ہے بھائی اس میں ایسا کیا خاص ہے؟ اٹیٹیوڈ تو اتنا کہ حور پڑا ہو اور غصہ اتنا کہ آگ نکالنے والا ڈائنوسار ہو اور ابھی کسی غریب کو کھا جائے گا" یہ بولنا تھا کہ بستر پر لیٹی ہوئی اور کہنے لگی

"آپی اس دن تو اس نے کوئی اٹیٹیوڈ نہیں دکھایا آپ کو اور ہنسے بھی تھے" تو زرنش خاموش ہو گئی اور ہلکی آواز میں کہنے لگی "ہاں "علیانا اٹھ کر بیٹھ گئی اور اس کے تاثرات بدل گئے تو اس سے کیا ہوتا ہے؟ ہے تو وہ خروس اور بد مزاج ہی"

اِن باتوں کے درمیان اِن کے ابا حضور تشریف لائے اور فرمایا "میری پاگل بیٹیوں، تمہاری سہیلی آئی ہے، اُس کے لیے کوئی چائے پانی کا بندوبست کرو"

تو زرنش علیانا کے آگے منہ بناتی ہوئی کچن میں چلی گئی اور چائے بنانے لگی۔ چائے بن گئی تو اُس نے کپ میں ڈالی جس کے باقی چار کپ علیانا میڈم توڑ

چکی تھیں بے دھیانی میں، یہ تو ایسا کہنا جائز ہوگا کہ ابرار کے خیالات میں۔

زرنش غصہ دکھاتی ہوئی بولی "اللہ اس لڑکی کا میں کیا کروں؟ شادی کر کے جائے گی اور اگلے دن ساس نے اسے گھر سے نکال دیا ہوگا"۔ یہ بات پیچھے کھڑی نازو یعنی نازش نے سن لی تھی جو زرنش کی بہترین دوست تھی اور پڑوسی بھی وہ بولی "بہن، تمہاری بہن نے ساس کو ہی گھر سے نکال باہر پھینکا ہوگا، جس طرح کے حالات ہیں"۔ زرنش نے یہ سنا اور ہنسنے لگی اور مڑ کر نازش کو گلے لگایا اور کہا "بہن، اتنے وقت بعد کیسے آنا ہوا؟ تم تو شاید راستہ بھول گئی تھی میرے گھر کا اور فون بھی نہیں اُٹھاتی تھی میرا"۔ تو نازش نے کہا بتاتی ہوں سب، تم میرے ساتھ کمرے میں چلو۔ زرنش نے ٹرے اُٹھایا

اور دونوں کمرے کی طرف روانہ ہوئے اور کمرے کا دروازہ کھولتے ہی سامنے کالے ماسک پہنے ہوئے آدمی کو دیکھ کر زرنش تو اُچھل ہی گئی، ساتھ میں ٹرے بھی اُچھل گیا یعنی چائے اور بسکٹ نے ایک دوسرے کی جگہ لے لی تھی اور ٹرے میں بھی چائے یہاں سے وہاں بہ رہا تھا۔ "لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کیا بدتمیزی ہے علیانا؟"۔ نازش بیچاری ڈر سے پیچھلی دیوار پر چپک گئی اور کہنے لگی "اللہ میری توبہ! پلیز مجھے معاف کر دے، میری بڑی چھوٹی عمر ہے اور ، اللہ پلیز مجھے معاف کر دے"۔ حیران علیانا اور زرنش دونوں نے مڑ کر نازش کو دیکھا اور جب دماغ جگہ پر آیا تو اُس کی باتوں کو غور کیا تو بہت زیادہ ہنسنے لگ

گئے۔ وہ جو ٹرے زرنش کے ہاتھوں میں تھا، اب ہنسنے سے لرز رہا تھا اور جھٹکے کھا رہا تھا۔

زرنش نے ٹرے کو ٹیبل پر رکھا اور دیکھا کہ ٹرے کا نظام تو اُلٹا ہوگیا ہے، ہنستی ہوئی بولی "لو نازش، تم چائے کے کپ میں ڈوبے ہوئے بسکٹ اور ٹرے میں تیرتی ہوئی چائے پیو"۔ علیانا نے بھر کر صاف بسکٹ اُٹھایا تو زرنش نے ہاتھ پر مارتے ہوئے کہا "دور ہو یہاں سے، یہ مہمان کے لیے ہیں، کیا تم مہمان ہو؟"۔ "نہیں، یہ کالا جن بابا ہے جس نے مجھے ڈرا دیا"، نازش فوراً سے بولی۔

"ہاہاہا، آپ کی باتوں سے زیادہ آپ کو دیکھ کر ہنسی آئی جیسے آپ دیوار پر ایک ہاتھ اوپر اور ایک ہاتھ نیچے کر کے دیوار پر چڑھنے کی کوشش کر رہی تھیں"۔

"ہاہا، بہت مضحکہ خیز! چپ کرو بس اور کمرے سے باہر جاؤ"، زرنش ایک دم سے سنجیدہ نظر دیتے ہوئے بولی۔

NOVEL HUT

"اُف اللہ، ایک تو آپ لوگوں کی باتیں نہیں ختم ہوتیں"، علیانا منہ بناتے ہوئے کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے بولی۔

زرنش کے کان اس بات کو سننے کے لیے بیتاب تھے اور اسے کسی طرح کی امید تھی کہ نازش جو بھی بولے گی وہ اچھی ہی بات ہوگی جیسے کہ رشتہ کی بات یا کچھ اور مگر ایسا نہ ہوا کیونکہ نازش کا اداس چہرہ دیکھ کر زرنش کی امیدوں پر پانی پھر گیا اور وہ اور بھی زیادہ پرجوش نظروں سے نازش کی طرف دیکھنے لگی۔

نازش نے فوراً باتیں بتانا شروع کیں۔

تم جانتی ہو نا عُمَر کو؟ وہ جو دودھ والے کی دکان پر بیٹھا ہے، وہ میرے پیچھے پڑ گیا ہے، میرا ہر جگہ پیچھا کرتا ہے اور میرے گھر کے آگے سے بھی گزرتا ہے بار بار۔ بہت لوگوں نے اس کو نوٹ کیا ہے، میرا تو گھر سے نکلنا مشکل ہو گیا ہے... مجھے ڈر لگتا ہے اس سے اب اور یہ نہ ہو کہ میں اس کو کچھ کہوں، یہ تھپڑ مار دوں تو کچھ اس سے زیادہ بُرا نہ ہو جائے۔

بہن میں اس کو سبق سکھا کر آتی ہوں، تم صبر کرو یہ میرے ہاتھوں نہیں بچائے گا۔ غصے میں بولتی ہوئی اور اپنی آستینیں دونوں بازوؤں کے اوپر کرتے

ہوئے اور نیلے رنگ کے دوپٹے کو اپنے کندھے سے پیٹ تک باندھتے ہوئے کھڑی ہو گئی۔

نازش مشکلوں سے اس کو واپس صوفے پر بیٹھاتے ہوئے بولی، چپ کر کے بیٹھ جا میری ماں، تجھے رب کا واسطہ، یہ بات کسی کو نہیں پتہ اور تم کو پتہ ہے نا میرے ابو اور بھائی دونوں کتنے غصے والے ہیں وہ تو مجھے مار ہی دیں گے۔

زرنش نے اپنے غصے پر قابو رکھتے ہوئے کہا، کل ہم دونوں جائیں گے شاپنگ کرنے، کل دیکھنا تم اس کو میں سیدھا کیسے کرتی ہوں۔ نازش فوراً سے بولی، مگر

کل تو اتوار ہے ! ہماری ذرنش غصّے کی تیز تھی اور سب جانتے تھے کے اگر اُس کو غصّہ اہ گیا تو پھر دوسرے بندے کی شامت ہوتی ہے

***

اگلے دن زرنش پوری تیاری میں تھی لڑنے کے لیے اور اپنے بابا جان کو بھی بتایا تھا عمر کے بارے میں اور اُس کے ابا حضور ہر جائز ناجائز بات پر اُس کا ساتھ دیتے تھے کیونکہ اُن کی لاڈلی بیٹی جو تھی۔ زرنش باہر نکلی دروازے سے تو علیانا نے بھی ہامی بھر لی کہ اُس نے بھی عمر کا تماشا دیکھنا ہے۔ کیوں نہیں بھائی؟ آخر کار بہن کس کی ہے۔

علیانا نے نازش کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے اُس کی سوتیلی ماں نے دروازہ کھولا اور اُن دونوں کو دیکھتے ہی منہ چڑانے لگی تو علیانا نے سلام کیا جس کے جواب میں انہوں نے کہا "وعلیکم تمہارا سلام"۔

علیانا کچھ بولنے ہی والی تھی کہ کمر پر تیز چبھن محسوس ہوئی اور وہ زرنش کی ہی تھی جو اُس کو انگلی سے چپ ہونے کا اشارہ کر رہی تھی۔

سلام چچی ! کیسی ہیں آپ؟ اور کیسے ہیں باقی سب؟ تو فوراً جواب آیا "ہاں ہاں ٹھیک ہیں سب، بولو کس کام سے آئی ہو یہاں؟"۔ زرنش ہکلانے لگی، چچی "وہ نازش کو بلا دیں، ہمیں درزی تک جانا ہے"۔

"اچھا بی بی، صبر کرو کبھی گھر میں بھی پاؤں جما لیا کرو"۔

یہ سنتے ہی علیانا کو غصہ آگیا اور وہ کچھ منہ سے نکالنے ہی والی تھی کہ زرنش نے دوبارہ چٹکی کاٹی، اس بار تو اُس کے منہ سے نکل ہی آیا "اُف۔۔۔"

دروازے پر کھڑے رہنے کے بعد جب نازش آئی تو زرنش نے خوب بددعائیں دیں اس کی سوتیلی ماں کو کیونکہ وہ عورت ایک نمبر کی چڑیل تھی اور بہت بدسلوکی سے پیش آتی تھی اُس کے ساتھ۔

دکان کے قریب پہنچے تو دودھ کی دکان پر دوبارہ عمر کو بیٹھا پایا، آنکھوں میں کالا اور بہت زیادہ سرمہ ڈالا ہوا تھا جو آنکھوں کے نیچے بہ رہا تھا اور ٹوپی سر پر بالوں سے پھنسی ہوئی

تھی جیسے آگے مَتھے پر بال ہی نہیں ہیں۔ علیانا تو دیکھ کر ایسے ہنسی جیسے کوئی پاگل ہنستا ہے اور زرنش کو جھٹکے دینے لگی جس پر زرنش نے بھی ایک سر پر لگا دیا "چپ، تمہارے ابا کا گھر ہے یہ جو ہنس رہی اس طرح؟"

NOVEL HUT

زرنش کو معلوم تھا کہ عمر نازش کو گندی نظر سے دیکھے گا، اس لیے اُس نے خود کو آگے کر دیا، جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ عمر زرنش کو دیکھ رہا ہے۔ بس پھر کیا تھا، زرنش نے بھی بازو اوپر کیے اور میدان میں اُتر آئی اور تیز آواز میں کہنے لگی "اوہ کسی سرکس کے ہیرو! خود کو کیا سمجھتے ہو؟ تم اس طرح کیوں دیکھ رہے تھے اپنی بڑی بڑی سرمے دانی والی آنکھوں سے؟ تمیز ہے یہ نہیں، یہ دودھ کے اندر ڈبکی دے دو یہ گائے کے بچھڑے کو چارے کے ساتھ کھلا دو؟" سب کے سب لوگ اُس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے اور وہ بندہ شرمندہ تھا کیونکہ سب کی ڈان زرنش باجی نے اتنا اچھا کام جو کیا تھا اور اتنے پیار سے عزت افزائی جو کی تھی۔

نازش کو دلی سکون تو ملا ہی تھا مگر اُس کو ڈر بھی تھا کہ یہ لوگ اُس کے باپ، بھائی یا ماں کو نہ بتا دیں کیونکہ وہ اس کا جینا حرام کر دیں گے۔

"دیکھا میرا جلوہ، میں نے کتنی مزے کی بے عزتی کی ہے" زرنش ہوا میں ہاتھ مارتی ہوئی اور سر بلند کر کے خوش ہوتے ہوئے بولی اور علیانا کو پھر سے ہنسنے کا دورہ پڑا ہوا تھا اور اس بار بیچاری نازش کو جھٹکے دے رہی تھی۔ زرنش بولی "اے ہائے ! سارا موڈ خراب دیا، ہنس کیوں رہی اور اس کو جھٹکے نہ دو، وہ

نازک ہے ٹوٹ جائے گی"۔ علیانا اس بات پر اور بھی زیادہ ہنسنے لگی اور ایک جگہ پر جھک گئی۔ پہلے تو دھیان نہیں دیا دونوں نے اس پر، مگر جب دیکھا تو بچ راستے میں یہ جھکی ہوئی تھی اور پاس جا کر دیکھا تو میڈم ہنس ہنس کر لال ہو گئی تھی اور پیٹ دُکھنے لگا تھا۔

"توبہ ہے بھائی، تم بھی نازک پھول کی کلی ہو؟"

دوسری طرف سب کا پیارا ابرار اپنے کمرے میں بیٹھا اپنے پالتو کتے کے ساتھ وقت گزار رہا تھا تو اُس کا چھوٹا بھائی آریان اُس کے پاس آکر بیٹھ گیا اور

بولنے لگا "بھائی، آپ کو پتہ ہے، میں فٹبال ٹیم کا ہیڈ بن گیا ہوں اور ہو سکتا ہے نیشنل لیول پر بھی کھیلیں ہم"۔

"واہ چھوٹے، کیا بات ہے تم تو بہت بڑے ہو گئے ہو اور ہمارا نام روشن کرنا، یہ نہ ہو بلب پر نام لکھ دو" ابرار نے کہتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا اور فوراً ہی جواب آیا "ہاہا بھائی، بہت مضحکہ خیز، میرے تو گردے میں درد شروع ہو گیا ہنس ہنس کر"۔

NOVEL HUT

ابرار نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا کہ لوگوں کو پیٹ میں درد ہوتا ہے اور اس شہزادے کو گردے میں درد ہوتا ہے۔

"اینڈ بھائی، آئی لو یو، پلیز میرا میچ نہ مس کرنا فرائیڈے کو، ابھی میں گیم کھیلنے جا رہا ہوں"۔

یہ کہتے ہوئے آریان چلا گیا اور یہاں سے اندازہ ہوتا ہے کہ علیانا کی طرح آریان بھی پاگل ہے۔ ابرار بیچارا زرنش کے بارے میں سوچتے ہوئے بولا "وہ تو کوئی سر پھری لڑکی تھی، اللہ اُس کے شوہر کی خیر کرے"۔یہاں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابرار بھی تھوڑا بہت زرنش کی طرح ہے مگر کسی کو کیا پتہ ابرار کی ڈارک سائیڈ بھی ہے جو لوگوں کے سامنے نہیں آئے خاص طور پر آریان کے، کیونکہ وہ اپنے چھوٹے بھائی سے بہت پیار کرتا ہے اور اُس کے سامنے اپنی عزت تو نہیں گنوانا چاہتا۔

زرنش اور علیانا بیٹھ کر ریلز دیکھ رہی تھیں کہ اتنی دیر میں اُن کے بابا کمرے میں آتے ہیں اور زرنش کو ڈانٹنے والے انداز میں کہتے ہیں "بیٹا، اُٹھ کر بیٹھو، میں

نے بات کرنی ہے آپ سے"۔ زرنش اور علیانا نے فون بند کر کے سیدھے بیٹھ گئے اور غور سے سننے لگے۔

"میں کیا سن رہا ہوں گلی والوں سے کہ آپ دونوں دودھ والے سے لڑ کر آرہے ہیں؟"

زرنش نے بات پر سے پردہ ہٹانے کی ہامی بھری اور کہا "بابا، یہ لڑکا عمر ہمیں گندی نظر سے دیکھ رہا تھا، اس وجہ سے میں نے اُس کو سنا دیا"۔ علیانا بھی اپنی گردن ہلاتے ہوئے ہامی بھر رہی تھی۔

"مگر ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، مجھے بتاتے، ہم مرد دیکھ لیتے اُس کو۔ آپ دونوں اب بڑے ہو گئے ہو اور لوگ غلط غلط باتیں بناتے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ

کوئی آپ کے بارے میں کچھ غلط کہے۔ اور آپ کو پتہ ہے کہ نازش کے گھر کے سامنے سے ہو کر آ رہا ہوں، وہاں اُس کا باپ بہت چیخ رہا تھا، بیچاری کو مار بھی پڑی ہوگی شاید کیونکہ اُس کے باپ اور بھائی کا جس طرح کا رویہ تھا، لگ تو یہی رہا ہے۔"

"اللہ خیر کرے اُس بیچاری کی، اور سوتیلی ماں کی لگائی ہوئی آگ ہوگی، اس کو تو میں دیکھ لوں گی"۔ علیانا غصے اور خفگی سے بولی تو زرنش نے ہامی بھرتے ہوئے سر ہلایا۔

ابرار اپنے چیئرمین کے ساتھ میٹنگ ختم کرنے کے بعد آفس میں بیٹھا کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ اُس کے پاس فون کال آئی اُس کے ہائی اسکول کے دوستوں کی جو اُسے پارٹی میں بلانا چاہتے تھے۔

"میں ابھی نہیں آسکتا، بعد میں کچھ مزہ کریں گے" ابرار نے کہہ کر فون رکھنا چاہا تو ایک دم سے اُس کا دوست بولا "جلدی آؤ، میں تمہاری بکواس کا انتظار نہیں کر رہا، میں تمہیں یہاں 10 بجے تک چاہتا ہوں، اور مجھے نہیں پتہ تم کیسے کرو گے، بس وقت پر پہنچو" اور فون بند کر دیا۔

"چلو جی، بلاوا آگیا ہے اور اب جانا پڑے گا ورنہ یہ لوگ مجھے نہیں چھوڑیں گے"۔

اُٹھ کر اپنی بڑی سی گاڑی کی طرف روانہ ہوا اور جا کر بیٹھ گیا، گھر پہنچتے ہی ابو کو ہیلو بول کر کمرے میں چلا گیا۔

رات کے وقت تیار ہوا، فل سوٹ وغیرہ پہن کر انگلش بوائے بن گیا، بوٹ اتنے چمک رہے تھے کہ اُس میں چہرہ نظر آجائے، تیز پرفیوم اتنا زیادہ لگایا سر

سے لے کر پاؤں تک کہ جیسے نہایا ہو پرفیوم سے، بالوں کو سنوار کر ہیئر سپرے مارا اور خوبصورت موٹی گھڑی پہن کر تیار ہو گیا۔ امیر ہی اتنا ہے کہ کچھ بول بھی نہیں سکتے، ورنہ مڈل کلاس لڑکوں کو تو لوگ "اوور"، "چپری" اور پتہ نہیں کیا کیا کہتے ہیں

پارٹی دیر رات تک اُس کے دوست کے گھر چلی اور صحیح امریکی ماحول بنایا ہوا تھا جس میں لڑکیاں ناچ رہی تھیں، شراب نوشی ہو رہی تھی وغیرہ وغیرہ۔ ان سب کے لیے یہ عام ہے کیونکہ باہر کے ملک سے پڑھے ہوئے ہیں، گوروں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا ہے جس کی وجہ سے اپنی روایات، تہذیب و ثقافت اور اسلامی تعلیمات سے بہت دور ہیں۔ اردو جیسی خوبصورت زبان بھی صحیح سے نہیں آتی اور زیادہ تر انگریزی ہی بولتے ہیں۔ یہ سب سے بڑا افسوس ہے ہمارے ملک کے لوگوں کے لیے کیونکہ وہ اپنے بچوں کو اردو نہیں سکھا سکتے۔

ان جیسے بڑے بڑے لوگ تو اردو کو فضول اور پاکستان کو غریبوں کا ملک کہہ کر حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ ابرار کی گاڑی میں اُس کے دوست یار بیٹھ کر نشے کی حالت میں گاڑی کے بڑے بڑے شیشوں سے نکل کر جھوم رہے تھے۔ اُن میں ایک ابرار ہی تھا جو ڈرائیونگ کر رہا تھا اور جو نشے کی حالت میں نہیں تھا۔ رات کے 3 بجے کا وقت تھا اور ان کی گاڑی کھلی روڈ پر کبھی یہاں، کبھی وہاں جا رہی تھی جس کی وجہ سے حادثہ ہونے کے بہت چانس تھے۔ اُس کا ایک دوست جو پیچھے بیٹھا تھا، اُس کو نشے اور چلتی ہوئی گاڑی کی وجہ سے اُلٹیاں لگ گئیں، جس کی وجہ سے ابرار کو جھٹکے سے آگے ہونا پڑا اور اُس کی بے دھیانی میں کسی بُزرگ آدمی کے ساتھ ٹکر ہو گئی، اُس کی حالت بہت خراب تھی اور جب گاڑی سے اُتر کر دیکھا تو ابرار ڈر سا گیا اور اُس کی مدد کیے بغیر ہی وہاں سے فرار ہو گیا۔ ڈرے سہمے ہوئے انداز میں گھر

پہنچا اور پرفیوم سے لپتہ گیا تھا پارٹی پر، اور واپسی میں پسینے میں بھیگا ہوا واپس آیا اور ڈر کر بیٹھ گیا، اُس کو ایک ہی غم کھایا جا رہا تھا کہ اُس کی شہرت عوام میں خراب نہ ہو جائے۔ بیچارا آدمی اُس کو تو پتہ بھی نہیں ہو گا کہ اُس کے ساتھ کیا ہو جائے گا ایک ہی رات میں اور اس شخص کو اُس کی جان کی پرواہ نہیں تھی بلکہ اپنی ہی شہرت کی فکر تھی جو اُسے کھائے جا رہی تھی۔ وہ سوچ سوچ کر پاگل سا ہو گیا تھا اور نیند بھی اُڑ سی گئی تھی۔

صبح اُٹھ کر میٹنگز اٹینڈ کرنی تھیں تو اُس میں اُس کا دھیان ہی کہیں اور تھا کہ نیوز آئی "کوئی بڑے باپ کا بگڑا ہوا بیٹا ایک بزرگ سفید پوش آدمی کو اپنی گاڑی کے بڑے بڑے ٹائروں کے نیچے کچل دیا اور مدد تک فراہم نہ کی، خدا ایسے آدمیوں کو دنیا و آخرت میں سزا عطا فرمائے"۔

یہ سنتے ہی ابرار کے پسینے بہنے لگے اور ایسا لگا کہ بس ابھی نیوز آئے گی کہ سردار صدام کا بیٹا سردار ابرار شاہ نے ایک بندے کو گاڑی سے کچل دیا۔ اُس وقت وہاں کیمرہ وغیرہ نہیں تھا جو اُس بندے کی شناخت کر سکیں اور اُس کے دوست بھی نشے کی حالت میں تھے جن کو یہ سب یاد نہیں ہوگا تو اب بس ابرار ہی بچا تھا جو یہ سب جانتا تھا اور اگر وہ کسی کو نہیں بتائے گا تو کسی کو اس بات کی کانوں کان خبر بھی نہیں ہوگی۔

NOVELHUT

نفرت کی آگ میں جلتے ہیں دل.

غربت کی زنجیروں میں قید ہیں خواب

نفرت کی دنیا میں محبت کی کمی

غربت کی چادر اوڑھ کر جیتے ہیں ہم

نفرت کے سائے میں پلتی ہے زندگی

غربت کی راتیں، نفرت کے دن

نفرت کی آگ میں جلتی ہے دنیا

غربت کی ناؤ میں ڈوبتے ہیں خواب

ابرار نے سب کام چھوڑ کر پولیس کے بڑے آئ جی کو اپنے آفس بلا کر کہا کہ بس یہ کیس ایسے ہی رہنے دو کیونکہ اس کے کوئی ثبوت کسی کے پاس نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی ویڈیو فوٹیج ہے اُس بندے کی، تو بس اس کیس پر زیادہ دھیان نہ دو۔ وہ آ ئ جی بھی تھوڑا حیران ہو گیا تھا مگر پھر بھی اُس کے سامنے کچھ نہ بول سکا اور بس جی جی کرتا رہا۔ ابرار نے یہ بات دبوانے کی پوری ٹھان لی

تھی۔ اُس کے پاس پھر سے خبر آئی کہ میڈیا اور عوام بہت شور کر رہے ہیں کہ یہ کیس بند نہ ہو اور اُس امیر باپ کی بگڑی ہوئی اولاد کو سزا ہو جائے۔ ڈی ایس پی کے پاس بھی فون کالز آ رہی تھیں کہ لوگوں نے احتجاج کرنا شروع کر دیا۔ ابرار کا غصے سے منہ لال ہو گیا، اُس کی آنکھیں چمکتی ہوئیں اُس ڈی ایس پی کی روح میں داخل ہو رہی تھیں، "اگر یہ کیس بند نہ ہوا تو تم اپنی بیٹی کو دیکھنے کے لیے ترس جاؤ گے"۔ ابرار یہ کہتا ہوا اُٹھا اور شیشے کی بڑی اور خوبصورت میز کو لات ماردی جس سے وہ نازک امپورٹڈ شیشہ ٹوٹ گیا اور کمرے کے درمیان شیشے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ "سر، آپ ٹینشن نہ لیں، میں کچھ کرتا ہوں، بس میری بیٹی کو کچھ نہ کریں" ڈی ایس پی کہتا ہوا چلا گیا وہاں سے اور ابرار کو اپنی سوچوں میں ایک خیال زرنش کا آیا، "اُس

نے بھی یہ خبر دیکھی ہوگی، نہ جانے وہ اس معاملے کے بارے میں کیا سوچ رہی ہوگی؟"۔ نہ جانے کیوں اُس کو زرنش یاد آجاتی تھی؟

اور یہ بات سچ تھی کہ زرنش نے یہ خبر دیکھی تھی اور وہ اس بات پر افسوس کر رہی تھی کہ یہ ہے اُس کا ملک پاکستان جس میں غریب کے خون کی قیمت ہی نہیں اور امیروں کو اتنی عزت دی جاتی ہے کہ حد نہیں اور وہ اس لیے غریبوں کا خون مٹی میں ملا دیتے ہیں، پاؤں کے نیچے روند دیا جاتا ہے اُن کو اور پھر لوگوں کے منہ بھی تو چپ کروا دیتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اپنے ملک کو اپنے ہی لوگوں نے تباہ و برباد کر دیا۔

NOVELHUT

***

---

کچھ دنوں سے زرنش کے بابا جان بہت بیمار رہ رہے تھے۔ اُن کو گندی کھانسی لگی ہوئی تھی جس سے وہ پریشان تھے اور اُن کی آنکھیں بھی پیلی ہو رہی تھیں۔

زرنش کے اصرار پر وہ ڈاکٹر کے پاس گئے تو پتہ چلا کہ اُن کو پھیپھڑوں کا کینسر ہے اور اُس کے علاج پر بہت پیسے لگیں گے جو اُن کے پاس ہیں بھی نہیں۔ ایک جھٹکا سا لگا تھا اُن کو جس کے بارے میں سوچ سوچ کر وہ جان ہلکان کر رہے تھے، مگر فیصلہ کیا کہ بیٹیوں کو نہیں بتائیں گے تاکہ اُن کو ٹینشن نہ ہو۔ ویسے بھی علاج تو ہونا نہیں تھا اُن کا کیونکہ پیسوں کی کمی تھی۔ یہ ہسپتال والے بھی بہت پیسے لیتے ہیں چھوٹی چھوٹی چیز کے لیے بھی۔ کیا کریں، پاکستان جو ہے!

گھر آئے تو پریشان زرنش نے پوچھا "بابا کیا کہا ڈاکٹر نے؟" تو جواب آیا "بیٹی کچھ نہیں ہے بس موسمی بیماری ہے اور تم پریشان نہ ہو، میں ٹھیک ہو جاؤں گا جلدی"۔ زرنش نے اُن کو بیٹھایا اور گرم گرم سوپ بنا کر پلا دیا اور دوائیں کھانے کا سختی سے کہا۔

علیانا اور زرنش بیٹھ کر ڈرامہ دیکھ رہی تھیں کہ نیوز آگئی "پولیس بھی چپ ہے اور عوام بھی۔ یہ کیا ہو رہا ہے ہمارے ملک میں؟ اگر اُن کی جگہ ہمارے گھر کے بزرگ ہوتے تو کیا تب بھی چپ رہتے آپ لوگ؟ آواز اُٹھائیں اُس امیر شخص کے پیچھے اور ملک میں انقلاب لائیں"۔

"اللہ تباہ کرے ایسے لوگوں کو جو اللہ کا خوف نہیں رکھتے دل میں اور انسان کے ساتھ ایسا کرتے ہیں"۔

"ہاں، صحیح کہا آپی، آپ نے۔ اللہ ان کے پیسوں کو بھی آگ لگائے"۔ علیانا بولی۔

"مجھے مل جائے نا وہ امیر آدمی، تو میں نے اُس کو پکڑ کر سیدھا کر دینا ہے"۔ زرنش غصے سے بولی اور ایک کے بعد دوسرا بازو اُوپر کرنے لگی جیسے ڈان ہو۔"

اُس کو موبائل فون پر میسج آیا جو نازش کی طرف سے تھا۔ اتنے دن بعد اُس کو فرصت ملی میسج کرنے کی۔ جب میسج کھول کر دیکھا تو زرنش سن ہو گئی یہ دیکھ کر کہ نازش اُس سے دوستی توڑنے کا کہہ رہی ہے اور بددعا بھی دے رہی ہے کہ زرنش کی خوشیوں کو آگ لگ جائے۔ زرنش نے میسج پڑھتے ہی اُس کو میسج بھیجا "کیا ہو گیا ہے بہن تم کو اور کیوں ایسا بول رہی ہو؟ بچپن کی دوستی کیوں خراب کر رہی ہو؟ اور ایسا ہوا کیا ہے جو اتنا غصہ ہو"۔ تو وہ میسج سین ہو چکا تھا یعنی نازش نے پڑھ لیا تھا وہ میسج مگر اگلی چیز نے زرنش کو ڈرا دیا، وہ یہ تھی کہ نازش نے بلاک کر دیا تھا زرنش کو اور اب بات نہیں ہو سکتی تھی۔ زرنش کی آنکھوں میں آنسو تھے جو ٹپ ٹپ بہنے لگے اور علیانا نے سہارا دیا اپنی بہن

کو، اپنے سینے سے لگایا اور اُداسی سے کہا "مت رو آپی، میں ہوں نا، میں بات کروں گی اُس سے"۔ زرنش نے سنتے ہی نازش کی طرف بھیجا علیانا کو اور چاکلیٹ بھی دی تاکہ وہ مان جائے آسانی سے۔ علیانا بھاگ کر گئی اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ نازش کے بھائی نے کھولا اور علیانا کو دیکھتے ہی کہا "چلی جاؤ یہاں سے، تمہارا کوئی کام نہیں ہے آج سے اور یہاں مت آنا آج کے بعد"۔ تو علیانا نے نازش سے ملنے کی التجا کی اور بہت زور دینے پر نازش آئی اور اُس نے غصے اور خفگی سے بولا "کیوں آئی ہو یہاں؟ نہیں رکھنی مجھے دوستی تمہاری منہ پھٹ بہن سے، وہ مجھے بہت بُری لگتی ہے اب کیونکہ اُس کی وجہ سے میں نے مار کھائی اور اب میری شادی طے کروا رہے ہیں فیصل آباد میں رہنے والی پھوپھو کے بیٹے کے ساتھ۔ اور اپنی بہن سے کہنا کہ دوبارہ نہ آئے میرے سامنے، میں نے کچھ کر دینا ہے"۔ یہ بول کر دروازہ بند کر دیا، علیانا کو بولنے کا

وقت ہی نہیں ملا اور وہ تو بس اس کو دیکھ رہی تھی کہ اس کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ زرنش کو ایک ایک بات بتاتے ہوئے غصے کا اظہار کر رہی تھی اور بولی "جاؤ، جاؤ، ہمیں بھی تم جیسی دوست نہیں چاہیے دو مطلب کے لیے ساتھ ہو"۔ تو زرنش نے اُداسی سے بات کاٹتے ہوئے بولی "مت کہو یہ سب، کیا پتہ اُس کی سچ میں کوئی پرابلم ہو"۔ علیانا نے منہ بناتے ہوئے اور ناک منہ ہلاتے ہوئے بولا "توبہ ہے آپی"۔

گھر میں بیٹھی ہوئی عورتیں ہی فساد پیدا کرتی ہیں۔ اُس کو ماں کو کسی اور عورت نے آ کر کہا ہو گا اور اُنہوں نے ایک سے چار بنا کر زرنش کے بابا کو لگا دی ہوں گی، جس کی وجہ سے اُسے مار پڑی ہو گی۔ یہ تو سمجھ سے باہر ہے کہ دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی اور یہ محلے کی عورتیں وہیں کی وہیں رہ گئی ہیں اور شاید آگے بھی اسی طرح رہیں گی۔ مگر جو بھی ہوا زرنش کے ساتھ بُرا ہوا، جس کی وجہ سے زرنش اُداس اُداس رہنے لگی تھی اور اکثر روتی بھی تھی اپنی بچپن کی دوست کے لیے۔ ہائے، لوگ کتنے مردم آزار ہوتے ہیں، اپنی سگی دوستی کو بھی بھول جاتے ہیں۔ افسوس ہی افسوس ہے بس اور یہ ساری زندگی رہے گا۔

*زندگی میں ایسے لمحات آتے ہیں جب ہمیں لوگوں کی نادانیوں کی وجہ سے دکھ پہنچتا ہے۔ مگر یہ وقت بھی گزر جائے گا اور اُمید ہے کہ زرنش کو دوبارہ خوشیاں ملیں گی اور وہ زندگی کو پھر سے مسکراہٹوں سے بھر لے*

زرنش اور ابرار دونوں الگ الگ پریشانی میں گھرے ہوئے تھے۔ ایک کو کسی کی جان بچانے کا غم تھا اور دوسرے کو کسی کی جان کی پرواہ ہی نہیں تھی۔ زرنش کو اپنے بابا جان کی فکر تھی کیونکہ اُن کی طبیعت دن بہ دن خراب ہو رہی تھی اور وہ کسی چیز کے بارے میں نہیں سوچ سکتی تھی کیونکہ اُس کی زندگی میں اور کوئی نہیں تھا ان دونوں کے علاوہ اور وہ ان دونوں رشتوں کو کسی حالت میں نہیں کھونا چاہتی تھی۔ وہیں دوسری طرف ابرار تھا جس کو اپنے نام پر داغ نہ لگنے کی فکر تھی اور اُس کو یہ خیال ہی نہیں آیا کہ کوئی بندہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے وہ بھی اس کی وجہ سے۔

افسردگی کا مقام ہے کہ انسانی جان خریدی بھی پیسوں سے جا سکتی ہے اور بیچی بھی، قتل بھی کیا جا سکتا اور پیدا بھی کیا جا سکتا ہے، سب کچھ اس کاغذ کے ٹکڑے کی بدولت ہو سکتا ہے۔ پیسے کا نوٹ کسی کو بھی پکڑاؤ تو وہ تمہارا غلام بن جاتا ہے جیسے اُس کا دین ایمان نہیں اور نہ دو تو جان کا دشمن بن جاتا ہے جس کو خدا کا تصور بھی کرنا نہیں آتا ہو گا۔ پاکستان میں ایسے بہت سے لوگ ملیں گے جو اس نوٹ کے آگے آنکھوں اور دل و دماغ پر پٹی باندھ لیں گے اور خدا کو ایسے بھول جائیں گے جیسے کبھی خدا کی عبادت ہی نہیں کی ہو گی، مگر جیسے ہی آنکھوں پر سے پٹی ہٹتی تو وہ خدا بھی یاد آجاتا جس کی کبھی عبادت کر کے بیچ راہ میں بھولا دیا گیا اور سجدہ کرنا بھی یاد آجاتا جیسے مصلیٰ پر سے سر نہ اُٹھایا ہو۔ دُکھ تو اس بات کا ہے اسلام ہمیں دل میں ہمدردی پالنے کا کہتا ہے اور ہمارے ملک کے لوگ باقی سب دل میں پال لیتے بس ایک ہمدردی کو بھول جاتے، مگر

جب اُن پر کوئی تکلیف آ برسائے تو اُس وقت اللہ اور اُس کے بندے بھی یاد آ جاتے۔ اس بدنامِ زمانہ میں بہت کم لوگ ہیں جو اسلام کی تعلیمات پر پورے اُترتے ہیں۔

زرنش کی بے چینی صاف طور پر نظر آ رہی تھی، وہ اپنے والد کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی تھی تو دوبارہ کوشش کر کے اُن کے کمرے میں آ گئی اور بولنے لگی "بابا، ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں اور دوائیں لے آتے ہیں"۔ تو کھانستے ہوئے اُنہوں نے کہا "بیٹا، چھوڑو یہ ڈاکٹرز تو بس پیسہ ہی بناتے ہیں اور کچھ کام نہیں ہوتا ان لوگوں کو اور میں ٹھیک ہو جاؤں گا"۔

زرنش کے منہ پر پریشانی سے پسینے بہ رہے تھے اور وہ اپنے ناخن چبانے لگی، وہ اس پریشانی میں اتنا ڈوب گئی کہ وہ بھول چکی تھی کہ اس کے ناخن سے خون بہنے لگا ہے۔ دبے پاؤں کمرے سے نکلی اور آخر کار اپنے ہاتھ کو دیکھا تو خون دیکھ کر ہوش میں آئی "اللہ، پلیز میرے بابا کو ٹھیک کر دیں"۔

دوسری طرف ابرار کو کال کا انتظار تھا۔ وہ کال اور کسی کی نہیں بلکہ اُسی ڈی ایس پی کی تھی جو اس کیس کو بند کروانے کے چکر میں تھا۔ ابرار کو اس کے بندوں نے آکر کہا "سر، باہر آجائیں میڈیا والے آئے ہیں آپ سے بات کرنی ہے اُن کو"۔ تو ابرار کا دل نیچے نیچے جانے لگا اور پسینے بہنے لگے۔ ہاں میں سر ہلایا اور آرام سے کھڑا ہوا اور چلنے لگا۔ باہر آکر لوگوں کا ہجوم دیکھ کر حیران ہو گیا اور وہیں پر اپنے گارڈز کو دیکھا جو لوگوں کو ڈنڈے مار رہے تھے جو دروازے

سے اس پار آ چکے تھے۔ ابرار نے خود کو اچھا بنانے کے لیے تیز آواز لگائی جیسے اس کو بہت زیادہ پرواہ ہے لوگوں کی "گارڈز چھوڑ دیں اُن کو اور پلیز اُن کو ماریں مت"۔ میڈیا والوں نے اس بات کو نوٹ کیا اور ریکارڈ کیا تاکہ ٹی وی پر دکھا سکیں کہ ابرار شاہ کتنا اچھا ہے اور لوگوں کی کتنی پرواہ ہے اُس کو۔

ایک آدمی نے تیز آواز میں پوچھا "سر، آپ کیا کہیں گے اس کیس کے بارے میں؟"۔ لوگوں کی "ہاں ہاں" پیچھے سنی جا سکتی تھی۔ اور دو تین لوگ بولنے لگے "ہاں سر، بتائیں آپ کو کیا لگتا ہے کس نے کیا ہو گا اور آپ کو کیا لگتا ہے پولیس کیا کر رہی؟"۔ سب کے مائیک کا منہ ابرار کی طرف تھا جو پریشان حالت میں کھڑا تھا اور دماغ میں جواب سوچ رہا تھا۔

دیکھیں، مجھے کافی افسوس ہوا سن کر اس کیس کے بارے میں اور اللہ ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور باقی سب لوگوں کو اللہ اپنی حفظ و امان

میں رکھے۔ میں کافی زور دے رہا ہوں پولیس کو کہ وہ ڈھونڈ نکالیں اُس امیر زادے کو اور اُس کی سزا اُس کو دی جائے مگر ابھی کے لیے کچھ صحیح سے پتہ نہیں چل سکا تو آپ لوگ براہِ کرم امن و سکون کے ساتھ رہیں اور ضرور کوئی حل نکلے گا اس کا، شکریہ، اللہ حافظ۔

سب ابرار کے جواب پر مطمئن تھے۔ ہاں بھئی، سیاستدان جو تھا، لوگوں کی ہمدردی بٹورنا تو اچھی طرح سے جانتا ہے اور اُن کے احساسات اور جذبات کے ساتھ کھیلنے میں بھی ماہر ہے۔ کیسے اُس نے جواب سوچ کر بنا دیا اور لوگ اس پر یقین بھی کر گئے۔ کیا کریں، آدھے لوگ اس کی خوبصورتی کے پیچھے پاگل ہیں اور کچھ لوگ اس کی میٹھی بولی پر یقین کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔

علیانا زرنش کو نیوز دکھاتے ہوئے بولی "اے ہائے ! یہ کتنا صاف دل کا آدمی ہے" اور پوری طرح ٹی وی میں کھو چکی تھی۔

"اس میں ایسا کیا ہے؟ اس طرح تو سب کہتے ہیں مگر نکلتا جھوٹ ہی ہے، اچھی طرح پتہ ہے مجھے ان سیاستدانوں کا کیسے بات بدل دیتے ہیں اور لوگوں کو بے وقوف بناتے"۔ زرنش منہ بناتے ہوئے اور آنکھیں گھماتے ہوئے بولی۔

NOVEL HUT

"اُف، اللہ آپی چُپ کر جائیں"۔ علیانا کو غصہ آگیا۔

"بہن، تم بس ٹی وی دیکھا کرو اور 'ابرا، ابرار' کی تسبیح پڑھا کرو"۔ زرنش نے آنکھیں گھما کر علیانا کے سر پر ہلکا تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔ اُس تھپڑ کی وجہ سے علیانا صوفے پر سے گر گئی جو آدھا ہوا میں اور آدھا صوفے پر بیٹھ کر ٹی وی دیکھ رہی تھی اور جو ماسک لگایا ہوا تھا، وہ اُتر گیا۔

"اللہ معاف کرے بہن، واپس پہن لو اپنا یہ ماسک"۔ زرنش ہنستے ہوئے اور مذاق بناتے ہوئے کمرے میں چلی گئی۔

یہ افسوسناک حقیقت ہے کہ انسانی زندگی کی قدر و قیمت اکثر دولت کے پیچھے بھاگنے کی دھن میں گم ہو جاتی ہے۔ ایک ایسی دنیا میں جہاں ہمدردی کو اولین ترجیح ہونی چاہیے، وہاں بہت سے لوگ لالچ اور مادہ پرستی کے جال میں پھنس

جاتے ہیں، اور ہر فرد کی فطری قدر کو بھول جاتے ہیں۔ لوگ پیسے کے پیچھے دوڑتے ہیں، یہ مانتے ہوئے کہ یہی خوشی اور تحفظ کا حتمی ذریعہ ہے، لیکن وہ یہ نظر انداز کر دیتے ہیں کہ اس کا انسانی رشتوں، اخلاقیات اور حتی کہ زندگی پر بھی کتنا تباہ کن اثر ہو سکتا ہے۔ یہ ہمارے زمانے کی ایک تلخ حقیقت ہے کہ پیسہ کامیابی کی پیمائش بن چکا ہے، جبکہ انسانیت کی حقیقی معنویت— مہربانی، ہمدردی، اور محبت— پس منظر میں دھندلا جاتی ہے۔ اس مالی فائدے کی دوڑ میں سب سے قیمتی شے، انسانی زندگی، اکثر بغیر کسی سوچ کے تجارت میں ضائع ہو جاتی ہے۔

NOVEL HUT

خبر اُڑتی اُڑتی ڈی ایس پی کے پاس آگئی، یعنی اُس کے چیلوں نے آکر اُسے بتایا کہ "سر، دیکھیں ابرار صاحب کیا کہہ رہے ہیں"۔ ڈی ایس پی نے دانت پیستے ہوئے کہا "یہ منحوس آدمی اتنی جلدی بدل جائے گا، اس کا اندازہ نہیں تھا

مجھے۔ اب ہمارا بھی تھوڑا بہت حق ہے کہ ہم اس کو تڑپائیں" اور ٹیڑھا منہ بنا کر ہنسا، جس کو دیکھ کر کانسٹیبل کی ہنسی چھوٹ گئی "سوری سر"۔

ابرار بار بار کال کر رہا تھا اس کو مگر یہ جان بوجھ کر اس کی کال نہیں اُٹھا رہا تھا۔ ابرار غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا اور بار بار اپنا ہاتھ دیوار پر مار رہا تھا۔ اُس نے گاڑی نکلوانے کا حکم دیا اور گاڑی میں جا کر بیٹھا۔ دوبارہ سے لوگوں کا ہجوم آگیا، اُن سے جان بچاتے بچاتے نکلا وہاں سے اور پولیس سٹیشن پہنچا۔ آج کل ہر کوئی غصیلا پیدا ہوا ہے اور ابرار کی بھی یہی کہانی ہے۔ اندر روب و دبدبے میں داخل ہوا، جب اُس پولیس والے نے دیکھا تو کھڑا ہو گیا یہ سوچ کر کہ وہ اس کی عزت کرے گا، اب کرے گا جب کہ اس کا الٹا ہوا، ابرار غصے سے آگے بڑھا اور اُس کا گریبان پکڑ لیا اور زور زور سے ہلانے لگا "تیری اتنی

ہمت کہ تم میرا فون پِک نہ کرے؟ اتنی ہمت آگئی تجھ میں کہ میرے پیسوں پر پل کر اپنے گھر کو۔ چلاتا ہے اور مجھے ہی اگنور مار رہا ہے؟

وہ بندہ ڈر سے سہم گیا تھا کہ اُس کے ساتھ یہ کیا ہو گیا ایک دم۔ اور وہ ابرار کا غصہ شانت کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر فائدہ نہیں تھا۔ وہ جس شدت سے اُس کا گلا پکڑ رہا تھا، وہ پولیس والا تو بس کلمہ پڑھ رہا تھا کہ اُس کی آخری صبح ہے یہ۔

ابرار کا غصہ اتنا تھا کہ وہ غصے سے لال ہو گیا، اُس کی رگیں کھڑی ہو گئی تھیں جو اُس کے ماتھے سے نیچے آ رہی تھیں۔

"آج کے بعد دوبارہ مجھے نظر انداز کیا تو اُس رب کی قسم، تمہارے ٹکڑے کر کے تمہارے گھر والوں کو کھلا دوں گا" یہ کہنے کی دیر تھی کہ اُس بیچارے آدمی کی

آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ابرار نے چھوڑ دیا اُس کا گلا، اگر نہ چھوڑتا تو یہ آدمی رونے لگتا۔

ابرار کے پاس بار بار کالز اور میسجز آ رہے تھے کہ لوگوں کا دباؤ بہت ہے اور وہ چپ نہیں بیٹھنا چاہتے۔ وہیں اُس کے ابا حضور یعنی صدام شاہ جو بہت بڑی پاکستانی سیاسی پارٹی کے لیڈر تھے، کال کر کے کہتے ہیں "ابرار، گھر پہنچو اسی وقت"۔

ابرار کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا، وہ جانتا تھا کہ یہ حکم کا کوئی معمولی معاملہ نہیں ہے۔ وہ اپنی گاڑی میں فوراً بیٹھا اور تیزی سے گھر کی طرف روانہ ہو گیا، دل میں عجیب و غریب خیالات لئے کہ آخر کیا بات ہو سکتی ہے جو اتنی جلدی گھر پہنچنے کا کہا گیا ہے

ابرار کو ایک غصّے کی (Intermittent Explosive Disorder (IED
بیماری تھی

، جس کی وجہ سے وہ غصے میں کچھ بھی کر سکتا تھا۔ یہ ایک ذہنی صحت کی حالت ہے جو لوگوں کو اچانک، شدید اور بے قابو غصے کے دورے ڈالنے کی بنا پر ہوتا ہے۔

اس کی وجہ سے ابرار کا رویہ اکثر غیر متوقع ہوتا، اور چھوٹی سی بات پر بھی وہ بہت زیادہ ردِ عمل دے سکتا تھا۔ اس حالت کی وجہ سے ابرار کی زندگی میں کئی مشکلات پیدا ہوتی تھیں اور وہ اپنے قریب ترین لوگوں کو بھی بلاوجہ نقصان پہنچا سکتا تھا۔

گھر پہنچتے ہی ابرار کو نوکر نے آکر کہا کہ اُس کے ابا اسٹڈی روم میں ہیں۔ ابرار سیدھا اسٹڈی روم کی طرف گیا اور دروازہ کھولنے سے پہلے لمبی سانس لی کیونکہ ابرار اپنے باپ سے ڈرتا تھا۔ اُس کے باپ نے کبھی اُسے صحیح طرح پیار نہیں دیا تھا اور نہ کبھی ذمہ داری اُٹھائی تھی اور اُسی کی وجہ سے اُس کی امی اس دنیا سے چل بسی تھیں۔

ابرار نے سلام کیا اور "ہیلو ڈیڈ" بولا جس کا جواب شیشے کا گلاس ابرار کی طرف آیا جو کسی طرح ابرار کو لگنے سے بچ کر اُس کے پیچھے دروازے سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا۔ ٹکڑے ٹکڑے ہر جگہ بکھر گئے تھے۔

اس صورت حال میں، ابرار کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی اور اُس نے اپنے آپ کو پرسکون کرنے کی کوشش کی۔ اُس کے والد صدام شاہ غصے میں نظر آرہے تھے، اور ابرار جانتا تھا کہ یہ ملاقات کتنی اہم اور مشکل ہو سکتی ہے۔

ابرار نے خود کو بچایا اور تیزی سے کہا "ڈیڈ" جس کی وجہ سے اُس کے والد کا غصہ اور تیز ہو گیا اور کہا

"تم نے ہی قتل کیا ہے نا اپنی گاڑی سے اُس بندے کو؟"

ابرار جو غصے اور ٹینشن میں تھا، ایک پل کے لیے ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔ اُس کا رنگ اُڑ سا گیا تھا اور ہاتھوں میں پسینے آنے لگے تھے۔ "نہیں" کہنے کی دیر تھی کہ

صدام صاحب نے دوسرا گلاس اُٹھا لیا اور غصے سے پھینکنے کا اشارہ کیا،

"جھوٹ مت بولو ابرار"۔

ابرار نے ایک بار آنکھیں کمرے کی چھت کی طرف گھمائیں اور اُس کے بعد جواب دیا، "ہاں، میں نے کیا ہے، مگر وہ غلطی سے ہوا تھا سب اور میں معافی مانگتا ہوں"۔

NOVEL HUT

اس اعتراف کے بعد کمرے میں ایک خوفناک خاموشی چھا گئی تھی۔ صدام شاہ کا غصہ اپنے عروج پر تھا، اور ابرار کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔

ابرار جانتا تھا کہ اس کا سامنا کرنا آسان نہیں ہوگا اور یہ حالات اس کے لیے کتنے مشکل ہوں گے۔

"اُف، کیا بکواس ہے، کیسی اولاد پیدا کی ہے میں نے جو میری عزت کا خیال نہیں رکھ سکتی"، اُس کے والد نے نراش ہو کر کہا اور غصے سے اپنی پیچھے کی دیوار کو مارا جس سے ساتھ لٹکی ہوئی بڑی تصویر ابرار کی ماں کی گر کر ٹوٹ گئی۔

ابرار کی آنکھ میں آنسو تھے اس پل مگر وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ اُس کو اپنے باپ کی مار اور وہ جسمانی اور ذہنی تکلیف یاد آتی تھی۔

یہ لمحات ابرار کے لیے نہایت تکلیف دہ تھے۔ اُس کے دل میں غم و غصے کا طوفان تھا، لیکن وہ اپنے والد کی توقعات اور سختی کی وجہ سے زبان بند رکھنا ہی

بہتر سمجھا۔ ابرار کے ذہن میں وہ تمام تلخ یادیں تازہ ہو گئیں جب وہ اپنے والد کے غصے اور بے رحمی کا نشانہ بنا تھا۔

ڈیڈ، میری غلطی نہیں تھی، میں نشے میں نہیں تھا، میرے دوست تھے، اُن کی وجہ سے گاڑی بے قابو ہو گئی تھی اور اُس بندے کو لگ گئی"۔ ابرار نے سیدھی طرح خود کو سخت کر کے بولا۔

"تمہیں سمجھ نہیں آتی کہ تمہاری حرکتوں کی وجہ سے میری عزت پر کیا اثر پڑتا ہے؟"۔ ابرار نے سر جھکا لیا، جانتے ہوئے کہ اس کا سامنا کرنا آسان نہیں ہوگا۔

NOVEL HUT

یہ لمحہ ابرار کے لیے نہایت مشکل تھا، مگر اُس نے اپنے والد کے سامنے سچ بولنے کی ہمت کی۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ صدام شاہ اس سچائی کو کیسے قبول کرتے ہیں اور آگے کیا قدم اُٹھاتے ہیں۔

"تمہاری فوٹیج ہے اور اگر وہ باہر نکل گئی تو کیا ہو سکتا ہے، سوچا بھی ہے؟"

صدام شاہ کا غصہ اور بڑھ گیا۔

ابرار کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی ایک غلطی نے نہ صرف اس کی زندگی بلکہ اس کے والد کی عزت کو بھی خطرے میں ڈال دیا ہے۔ ابرار نے سر جھکا لیا اور خاموشی سے اپنے والد کی باتیں سنتا رہا، دل میں خوف اور پشیمانی کے جذبات کے ساتھ۔

ابرار کی آنکھیں کھل گئیں اور درد اور خوف سے اُس کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔ وہ گرنے والا تھا مگر کسی طرح خود کو بچا لیتا ہے۔ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی اور ہر لمحہ اُس کے لیے جیسے ایک ابدیت بن گیا۔ ابرار نے محسوس کیا کہ اس کے جسم کا سارا خون جیسے منجمد ہو گیا ہو۔

وہ جانتا تھا کہ اس کے والد کا غصہ اور اس کی حالت دونوں ہی خطرناک ہو سکتے ہیں، اور اس لمحے میں ابرار کی زندگی ایک بڑی آزمائش سے گزر رہی تھی۔ ہر گزرتا لمحہ ایک نئی چوٹ کی طرح لگ رہا تھا، مگر اُس نے ہمت کر کے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

زرنش جس کو پیسے کی بہت کمی تھی اور اپنی باپ کی صحت اور بہن کے مستقبل کی خاطر اُسے کسی اچھی جگہ پر جوب کرنی تھی۔ اُس نے بہت سی بری بری کمپنیوں میں اپپلی کیا مگر ان کے جواب سے نرش زرنش اپنی قسمت کو آزمانے ایک بار پھر سی ایک بری کمپنی میں چلی گئی۔ اُسے جوب کی ساخت ضرورت تھی اور اُس حالات میں اُس کو اُس کسی دوسری چیز کی بارے میں سوچنا غنّہ جیسا محسوس ہوے رہا تھا۔ ایک بری کمپنی نے اُسے آخر کر جوب پر رکھ ہی لیا۔

وہ اپنے آپ سے ہی بولی جا رہی تھی جو اس کے ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگوں کو پاگل سا کم نہیں لگ رہی تھی۔ اس نے تیزی سے کہا "یہ کیا ہے کچھ سمجھ نہیں آرہا"۔ اسی وقت اس کے پیچھے باس کھڑے تھے جو اپنی آنکھیں چھوٹی بڑی کر کے اس کو گھور رہے تھے۔

"اللہ... ایسے گھور رہے ہیں جیسے ابھی آنکھوں سے لیزر پھینکیں گے" یہ بولتے ہوئے اس نے ہلکی سی مسکراہٹ پاس کی مگر اس باس نے اسے اپنے آفس بلا لیا۔

"آپ پہلے دن پر ہی کیئر لیس ہیں؟ آپ کو کام دیا گیا ہے وہ ٹھیک طرح کریں اور تین گھنٹے بعد فائلز میری ڈیسک پر ہوں"۔ اسی وقت سردار ابرار شاہ آفس میں داخل ہوئے، سب ایمپلائز کھڑے ہو کر سلام کرنے لگے، جس کی آواز تیز ہونے کی وجہ سے زرنش کو اپنی طرف متوجہ کیا اور وہ مڑ گئی۔

"یہ آپ کا گھر نہیں، یہ میرا آفس ہے، مجھے دیکھیں آپ"۔

زرنش یہ سن کر دوبارہ مڑ گئی، اس بار اس کا سر بھی چکرا گیا۔ آفس میں ابرار داخل ہوئے اور وہ باس بھی سلام کے لئے کھڑا ہو گیا۔

"السلام علیکم سر، کیسے ہیں آپ؟ آئیں بیٹھیں"۔

ابرار کی طرف حیران ہو کر زرنش دیکھتی جا رہی تھی تو باس نے کہا، "زرنش، سر کو سلام کرو"۔ جس پر اس نے ہکلاتے ہوئے سلام کیا اور ابرار نے مسکراتے ہوئے زرنش کے سلام کا جواب دیا۔

NOVEL HUT

"وعلیکم السلام، آپ یہاں؟"

"جی، وہ جاب کا پہلا دن ہے"۔

"نائس ! چلیں، محنت کریں، اور میں آپ کو کامیاب دیکھنا چاہتا ہوں"۔

یہ سن کر زرنش کے گال لال ہو گئے اور اس سے پہلے کہ اس کے سر سے دھواں نکلتا، وہ باہر آ گئی۔

"تم بیچاری کو کیوں ڈانٹ رہے تھے؟"

سر، کچھ نہیں، بس اس کا پہلا دن تھا اور پہلے ہی دن پر یہ کیئر لیس تھی۔

"اس کا خاص خیال رکھو اور دوبارہ اسے ڈانٹنا مت، کیونکہ یہ میری..."

ابرار کچھ زیادہ ہی بول گیا تھا۔

آپ کی؟؟؟

"میری فیملی ریلیٹو ہے، مگر اسے مت کہنا اس بارے میں"۔

جی سر، ٹھیک ہے!

تھوڑی دیر بعد زرنش کو صرف دیکھنے کے لیے، ابرار نے آفس کا پورا چکر لگا لیا تھا۔ زرنش اپنی آنکھیں چرا رہی تھی ابرار سے۔

"اللہ، یہ ابرار شاہ مجھے نہ دیکھ لے، ورنہ کہے گا کہ اس کو باتیں بہت آتی ہیں، مگر کام نہیں"۔ زرنش نے یہ ہلکی آواز میں کہا مگر ابرار کے کان تیز تھے جو اس کے پیچھے کھڑا تھا۔

"آہان، تو آپ کام میں اچھی نہیں؟، مس زرنش"

یہ سن کر زرنش کا رنگ پیلا پڑ گیا "جی؟... نہیں، میں تو بہت اچھی ہوں کام میں"۔

"اچھا، چلیں دکھائیں اپنا کام مجھے" کہتے ہوئے ابرار نے لیپ ٹاپ اٹھا لیا اور دیکھا کہ زرنش یوٹیوب پر کھانے کی چیزیں دیکھ رہی تھی۔

"اچھا، تو یہ کام ہے؟ آہان... بہت لذیذ کام کر رہی ہیں آپ"

زرنش نے یہ سن کر ہنسنا شروع کر دیا اور مذاق بنانا شروع کر دیا "لذیذ کام"۔

ابرار نے زرنش کو ہنستا دیکھ کر خود کو پھر سے اس کے خیالوں میں ڈوبتا ہوا پایا، ایسا لگ رہا تھا جیسے ساری دنیا غائب ہو گئی ہے اور صرف یہ دونوں ہیں آمنے سامنے۔ ابرار کی وہ مسکراہٹ اس کے دل سے جڑی ہوئی تھی اور زرنش کو دیکھنے کے بعد اس کا دل خوش ہوتا تھا۔

ابرار اپنے دفتر میں چلا گیا اور زرنش نے لمبی سانس لی اور کہا، "اتنا تو کوئی بھوت بھی نہیں ڈراتا ہو گا جتنا یہ ڈرا دیتے ہیں، توبہ ہے۔" زرنش بیٹھ کر فائلیں

سٹڈی کرنے لگی اور ابرار اپنے لیپ ٹاپ پر سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ رہا تھا جس میں زرنش کے اوپر لگا ہوا کیمرا اس کو زرنش کی حرکات بتا رہا تھا۔

زرنش کے آگے بیٹھے ہوئے میل فیلوں نے سلام دعا کی زرنش سے جو ابرار کے غصے کا سبب بنا۔ اس کو اس قدر غصہ آیا کہ اپنے پاس پڑا ہوا پانی کا پورا گلاس ایک سانس میں پی گیا اور تیزی سے گلاس کو میز پر مارتے ہوئے اٹھا۔ اس کا غصہ اس کے چہرے سے واضح تھا۔

NOVEL HUT

وہ تیزی سے زرنش کے ڈیسک کی طرف بڑھا اور سب کو تیز آواز میں کہنے لگا،

"کسی کو میں اجازت نہیں دیتا ہوں کہ وہ بات کرے کسی دوسرے سے، یہ میرا آفس ہے اور میری بات جو نہیں مانے گا اس کو یہاں سے نکال دیا جائے گا، یہ سافٹ ویئر کمپنی ہے کوئی مچھلی بازار نہیں"۔ یہ بولتے ہوئے اس لڑکے کو گھورنے لگا۔

وہ بیچارا بھی ڈار گیا کہ اس نے تو کچھ کیا بھی نہیں تھا ابھی تک۔

NOVEL HUT

زرنش کی اور بھی زیادہ سانسیں رکنے لگیں تھی اس بات کے بعد۔

ابرار کے دل میں زرنش کے لئے محبت کے جذبات کے ساتھ ساتھ ایک عجیب سی حسد بھی جاگزین ہو چکی تھی۔ جب بھی کوئی اور زرنش کے قریب

ہوتا یا اس سے بات کرتا، ابرار کے دل میں عجیب سی بے چینی اور غصہ پیدا ہوتا۔ اسے زرنش کی ہر حرکت پر نظر رکھنی پڑتی تھی اور جب بھی کوئی دوسرا اس کے قریب آتا، اس کے دل میں جلتی ہوئی حسد کی آگ بھڑک اٹھتی۔ ابرار کے لئے یہ لمحے نہایت تکلیف دہ اور مشکل ہوتے تھے، کیونکہ وہ زرنش کو کسی اور کے ساتھ دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ اس کی محبت اور حسد کا یہ ملا جلا جذباتی عالم اسے مسلسل پریشان کرتا رہتا تھا۔

کام ختم ہونے کے بعد زرنش سونا سامان پیک کرنے لگی اور ابرار نے فائدہ اٹھا کر اس کی مدد کرنی چاہی۔ ابرار کی نظریں اپنی سے قدر میں چھوٹی زرنش پر تھیں، جس کے بال بار بار اس کے چہرے پر آ رہے تھے۔ ابرار اس کی زلفوں کا لطف اٹھا رہا تھا۔

"لنچ کے لیے آئیں؟" یہ بول کر ابرار اندر ہی اندر خوش ہو رہا تھا اور زرنش کے جواب سے وہ اور بھی زیادہ خوش ہو گیا تھا۔

"جی ٹھیک ہے"

پہلی بار ابرار نے کسی کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا، جب کہ ہمیشہ اس کے گارڈز اس کے لیے دروازہ کھولتے ہیں۔ ابھی سے زرنش ابرار کے دل و دماغ پر حاوی ہو چکی تھی۔

NOVEL HUT

ریسٹورنٹ پہنچ کر لنچ کرنے کے لیے مینو پڑھا اور آرڈر کر دیا، مگر ہماری زرنش کو وہ کھانا کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔

"کیا فضول کھانا ہے، اس سے اچھا تو میں بناتی ہوں" زرنش دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ ابرار کی آواز آئی،

"کیا ہوا زرنش، آپ کو کھانا پسند نہیں آیا؟"

زرنش ہلکی سی سہہ گئی اور جواب بغیر سوچے دیے دیا "جی نہیں... جی ہاں.. جی ہاں، میرا مطلب تھا جی ہاں"

ابرار کو محسوس ہو چکا تھا کہ زرنش کو یہ کھانا پسند نہیں آیا جس کی وجہ سے اس نے دوسرے ریسٹورنٹ جانے کا ارادہ کیا۔

گاڑی میں بیٹھ کر زرنش نے کہا، "بس گھر چھوڑ دیں مجھے"

یہ سن کر ابرار کے منہ پر بارہ بج گئے تھے، راستے میں گولگپے بیچنے والا کھڑا تھا، جسے زرنش بار بار دیکھ رہی تھی۔

"کیا آپ کو وہ کھانا ہے؟"

زرنش نہ کہنا چاہتی تھی مگر اس کا بھوکا پیٹ ہاں بول گیا۔

"جی" ہلکی آواز ابرار کے کانوں میں گئی جس پر اس کا منہ کھل اٹھا۔

گاڑی سے اتر کر ابرار نے گولگپے والے سے چھ پلیٹ گولگپے لیے۔

"اتنے زیادہ؟"

"جی، صرف آپ کے لیے تاکہ آپ آرام سے کھا سکیں، اگر کم ہوں تو اور لے آؤں؟"

یہ بول کر زرنش کی خوشی تو سنبھلی ہی نہیں جا رہی تھی۔ اس کے لیے گولگپے ایسے تھے جیسے سونا چاندی۔

"کتنے مزے کے ہیں، لیں، آپ بھی ٹرائی کریں" یہ کہہ کر ابرار کو ایک گولگپے کھلانے کے لئے پانی میں ڈبو کر منہ کے قریب لائی۔ ابرار بیچارہ، جس نے کبھی یہ چیزیں نہیں کھائی تھیں، اس کو زرنش کے ہاتھوں کھانا پڑا۔

"مزے کا ہے نا؟" زرنش نے یہ بول کر اپنی پیار بھری آنکھوں سے ابرار کو دیکھا۔ ابرار اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہنے لگا، "ہاں، بہت۔"

ایک امیر شخص کا ایک درمیانی طبقے کی لڑکی سے محبت کرنا ایک خوبصورت اور دل کو چھو لینے والی کہانی ہوتی ہے۔ امیر شخص اپنی زندگی کی عیش و عشرت

میں مگن ہوتا ہے، مگر جب وہ اس لڑکی سے ملتا ہے تو اس کی سادگی اور معصومیت اسے فوراً متاثر کرتی ہے۔ اس لڑکی کی محنت، اخلاقیات اور محبت بھرے جذبات اسے اپنی دولت سے زیادہ قیمتی محسوس ہوتے ہیں۔ دونوں کی دنیا مختلف ہونے کے باوجود، وہ ایک دوسرے کے دلوں میں اپنے لئے ایک خاص جگہ بنا لیتے ہیں۔

یہ محبت کی کہانی ایک خوبصورت مثال بن جاتی ہے کہ دولت سے زیادہ اہم محبت، احترام اور جذبات ہوتے ہیں۔ اس امیر شخص کی محبت اس لڑکی کے لئے ایک نئی دنیا کے دروازے کھول دیتی ہے، اور اس لڑکی کی محبت اس شخص کو زندگی کے اصل معنی سمجھا دیتی ہے۔

ماں کی موت کے بعد ایک عجیب سی خلا اور تنہائی دل میں جاگزین ہو جاتی ہے۔ وہ ہنستی مسکراتی آواز، وہ پیار بھری دعائیں، اور ماں کی شفقت بھری محبت اب صرف یادوں کا حصہ بن کر رہ جاتی ہیں۔ ہر لمحہ ماں کی کمی کا احساس شدت سے ہوتا ہے، اور دل میں ایک درد بھرے سائے کے ساتھ زندگی گزارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ماں کی موت کا غم انسان کو اندر سے توڑ کر رکھ دیتا ہے، اور اس کی جگہ کوئی اور نہیں لے سکتا۔ یہ دکھ اور مایوسی دل میں گہرائی تک پیوست ہو جاتی ہے، اور زندگی کی ہر خوشی بے معنی اور ادھوری لگتی ہے۔

NOVEL HUT

زرنش کو گھر پہنچا کر، گڈبائے کہتے ہوئے وہ گھر کی طرف روانہ ہوئی۔ ابرار کی گاڑی میں پھر سے خاموشی چھا گئی۔ زرنش کے ہونے سے اس کی زندگی میں رنگ بھر جاتے تھے اور جیسے ہی وہ اس سے دور چلی جاتی تو اس کی زندگی کے

سبھی رنگ واپس چلے جاتے۔ گاڑی میں اس کی مہک پھولوں سے بھرے ہوئے باغیچے کی مانند تھی جسے ابرار پوری زندگی وہیں بیٹھے سونگھ سکتا تھا۔

اس کی خوشبو ہر لمحے میں اس کے ارد گرد منڈلاتی، جیسے کوئی پوشیدہ محبت کا پیغام ہو جو اس کی روح تک پہنچ رہا ہو۔ وہ اس خوشبو سے ہر جگہ محبت کرتا تھا، کیونکہ یہ اس کی یادوں کو تازگی بخشتی اور اس کی محبت کو مزید گہرا کرتی تھی۔ جب وہ اس کی خوشبو کو محسوس کرتا، تو اس کا دل ایک نئی دنیا کی سیر کرتا، جو اس کی محبت کی خوشبو سے مہکتی ہو۔ یہ خوشبو اس کے دل کے قریب تھی، اور وہ ہر لمحے اسے اپنے ساتھ محسوس کرتا، چاہے وہ دور کیوں نہ ہو

یہ لمحہ ابرار کے لئے نہایت جذباتی اور دل کو چھو لینے والا تھا۔ زرنش کی موجودگی اس کے لئے خوشی کا باعث بن رہی تھی، اور اس کی غیر موجودگی اداسی اور خاموشی کا سبب تھی۔

ابرار جب اپنے گھر پہنچا تو وہاں بہت سے لوگ اس کا انتظار کر رہے تھے، سب کی میٹنگ سردار ابرار شاہ کے ساتھ تھی جو ایک سیاستدان تھا مگر زرنش کے ساتھ وقت گزارنے کے لئے وہ یہ بات بھی بھول گیا تھا، اسے وقت کا پتہ ہی نہیں چلا۔ میٹنگ کے بعد اس کے والد نے اسے بلایا اور پوچھا، "یہ لڑکی کون ہے جس کے ساتھ تمہاری تصویریں ہر جگہ شاید ہو رہی ہیں؟" ابرار نے نروس ہوتے ہوئے کہا، "یہ زرنش ہے"۔

والد نے پھر سے پوچھا، "یہ زرنش کون ہے؟" جس پر ابرار پھر سے نروس ہو کر بولا، "یہ لڑکی ہے، ڈیڈ"۔

"وہ تو مجھے بھی پتہ ہے مگر اس لڑکی کے ساتھ تم ہر جگہ کیوں نظر آ رہے ہو؟ تمہیں معلوم ہے کہ ہماری ریپوٹیشن خراب ہو سکتی ہے۔ اور رہی بات اس لڑکی کی، تو اس سے بہتر اور پیاری لڑکیاں تم لندن میں دیکھ چکے ہو تو اپنے دل میں اس کے لئے محبت نہ رکھنا کیوں کہ میں نہیں چاہتا میرا بیٹا کسی مڈل کلاس لڑکی سے شادی کرے"۔

ابراریہ سن کر حیران ہو گیا اور فوراً ہی دروازہ تیزی سے کھولتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔

"ڈیڈ کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے، وہ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟"

ابرار یہ باتیں سوچ کر پاگل سا ہو رہا تھا مگر ایک بار پھر سے زرنش کی مہک نے اسے گھیر لیا۔

"زرنش..." وہ ہلکی آواز میں بولتے ہوئے پلٹا تو خود کو کمرے میں اکیلا پایا۔ اسے زرنش کے نام سے ہی زرنش کی مہک آتی، یعنی اسے زرنش کی مہک سے بھی محبت تھی۔ وہ مرد جو دوسری لڑکیوں کے سامنے چلنے سے صرف لڑکیوں کے چہروں پر مسکراہٹ لاتا تھا، وہ ایک لڑکی کی وجہ سے شرما رہا تھا۔

زرنش جب گھر پہنچی تو اس نے یتیم خانے لے جانے کے لئے سامان تیار کرنا شروع کیا۔ ٹیکسی بلوا کر کھانا رکھا اور علیانا کے ساتھ چل پڑی غریبوں کو کھانا کھلانے کے لئے۔ ہمیشہ زرنش کے ساتھ اس کے بابا جاتے تھے، مگر آج سے علیانا جایا کرے گی۔

وہاں پہنچ کر سب بچوں کو گلے لگایا اور کھانا پروسا۔ سب بچے زرنش کو اچھی طرح جانتے تھے، ان بچوں کے چہروں پر خوشی دیکھ کر زرنش کا دل بھی خوش ہوتا تھا اور علیانا یہ سب دیکھ رہی تھی۔ بچے علیانا کے پاس آکر گلے لگتے تھے اور زرنش ان کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتی تھی۔ چھوٹے بچوں کو کھلونے دینا جس سے وہ خوش ہو سکیں اور بڑوں کو کپڑے دینا جس سے وہ انسانیت پر یقین کر سکیں کہ ہر کوئی اس دنیا میں برا نہیں ہوتا۔ کچھ لوگوں کو ان تن پر بھی کپڑا پہنایا ہوا اچھا لگتا تھا، جیسے ان کے اپنے تن پر چادَر تھی۔ زرنش اپنے کپڑوں کا بہت خیال رکھتی تھی، جو کپڑے اس کے چھوٹے ہو جاتے، وہ علیانا کو نہیں دیتی تھی اور سنبھال لیا کرتی تھی۔ ان کپڑوں پر اپنے ہاتھوں سے سلائی کڑھائی کر کے خوبصورت بنا دیتی تھی اور ان کو یتیم خانے میں لڑکیوں کو دے دیتی تھی۔

علیانا سب دیکھ رہی تھی، اپنی بہن کی محبت کا اندازہ لگا رہی تھی جو سمندر کے برابر تھی۔ اس کی محبت ہر انسان کے لئے ایک ہی جیسی تھی۔ علیانا جب چھوٹے بچوں کے پاس جانے لگی تو وہ بچے سہہ گئے اور علیانا نے اس بات سے اندازہ لگایا کہ زرنش کس قدر عزیز تھی ان کے لئے۔

زرنش کی یتیم بچوں کے لئے محبت اور ان کے ساتھ گزارا جانے والا وقت اس کے ایمان اور دل کی پاکیزگی کی عکاسی کرتا ہے۔ زرنش نہایت خلوص اور محبت کے ساتھ ان بچوں کو اپنے دل سے قریب رکھتی تھی۔ اس کا ہر عمل ان کے لئے محبت اور دیکھ بھال کی گواہی دیتا تھا۔ زرنش کی محبت کا یہ عالم تھا کہ اس نے اپنی زندگی کا مقصد ان یتیم بچوں کی خدمت اور ان کے

دلوں میں خوشی بکھیرنے کو بنا لیا تھا۔ اس کی معصومیت اور دل کی پاکیزگی نے اسے ان بچوں کی آنکھوں میں ایک مسیحا کی طرح پیش کیا۔

زرنش کی محبت اور دیکھ بھال نے ان بچوں کے دلوں میں امید کی کرن جگا دی تھی اور وہ جانتے تھے کہ دنیا میں کوئی ہے جو ان کے لئے دعا گو اور محبت بھرا دل رکھتا ہے۔ زرنش کا دل ایمان کی روشنی سے منور تھا اور وہ محبت اور خدمت کے جذبے سے لبریز تھی۔ یہ محبت نہ صرف ان یتیم بچوں کے دلوں میں خوشی بکھیرتی بلکہ زرنش کے دل کو بھی سکون اور خوشی فراہم کرتی تھی۔

اسلام ہمیں یتیموں سے محبت اور ان کی دیکھ بھال کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں یتیموں کے حقوق اور ان کی حفاظت پر زور دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کی کفالت کرتا ہے، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ یتیموں کے ساتھ محبت اور شفقت کا برتاؤ کریں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں اور ان کے دلوں میں خوشی بکھیرنے کی کوشش کریں۔ یتیموں کی مدد کرنا نہ صرف ایک عظیم نیکی ہے بلکہ یہ ہمارے ایمان کی مضبوطی اور دل کی پاکیزگی کی علامت بھی ہے۔ یہ محبت اور خدمت کا جذبہ ہمیں انسانیت کی خدمت اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

زرنش علیانا کی خاموشی اور اس کے چہرے پر موجود خفگی کو محسوس کر رہی تھی۔ اس نے نرمی سے علیانا سے پوچھا، "کیا ہوا علیانا؟ اتنی خفا خفا کیوں لگ رہی ہو؟" علیانا نے تھوڑا جھجھکتے ہوئے جواب دیا، "کچھ نہیں، آپی۔"

زرنش علیانا کے دل میں چھپی ہوئی جذبات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے علیانا کو پیار سے کہا، "علیانا، تم میرے لئے بہت اہم ہو اور میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر کچھ بات ہے تو مجھ سے شیئر کر سکتی ہو۔"

ٹیکسی میں بیٹھ کر علیانا نے زرنش سے کہا، "آپی، اس دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو ان لوگوں کے ساتھ برا کرتے ہیں۔"

زرنش نے ہلکی سی مسکراہٹ دے کر کہا، "اور کچھ لوگ ہوتے ہیں جو بہت اچھے ہوتے ہیں۔"

زرنش کی ان باتوں کو سن کر علیانا کے دل میں یہ بات واضح ہو گئی کہ اس دنیا میں ہر کوئی برا نہیں ہوتا۔ بس اللہ سب کی قسمت اچھی کرے تاکہ انہیں برے لوگوں کا سامنا ہی نہ کرنا پڑے۔

زرنش کی اس حکمت اور محبت بھرے الفاظ نے علیانا کے دل میں سکون بھرا اور اس کو یقین دلایا کہ دنیا میں محبت اور خیر کی روشنی ہمیشہ موجود رہتی ہے، بس ہمیں اس پر یقین رکھنا ہے اور اللہ سے دعا مانگنی ہے۔

اسلام میں یتیموں کے ساتھ برا سلوک کرنا ایک سنگین گناہ سمجھا جاتا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں یتیموں کے حقوق اور ان کی حفاظت پر زور دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے، وہ اللہ کی ناراضگی کا مستحق ہوتا ہے۔ یتیموں کے ساتھ محبت اور شفقت کا برتاؤ کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور ان کے ساتھ برا سلوک کرنا انسانیت کے خلاف ہے۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ یتیموں کی مدد کریں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں اور ان کے دلوں میں خوشی بکھیرنے کی کوشش کریں۔ یتیموں کے ساتھ برا سلوک کرنا نہ صرف ان کے دلوں کو توڑتا ہے بلکہ اللہ کی ناراضگی کا سبب بھی بنتا ہے۔

دوسری طرف آریان تھا جو اپنے کھیلوں سے ہی فارغ نہیں ہوتا تھا، اُس کا بس چلے تو صبح سے رات تک وہ کھیلتا رہے۔ آریان کے کالج میں بہت سی

لڑکیاں تھیں جو حد سے زیادہ خوبصورت تھیں اور آریان سے محبت کا دعویٰ کرتی تھیں مگر آریان انہیں کبھی نہیں دیکھتا تھا اور نہ ہی اسے وہ سب پسند تھیں۔ آریان اور ابرار دونوں لڑکیوں کو نظر انداز کرتے تھے کیونکہ ہر لڑکی ان پر مرتی تھی اور یہ بات انہیں پتہ تھی۔

یہ دونوں اپنی اپنی دنیا میں مگن رہتے تھے، جہاں کھیل اور ذمہ داریوں کا بوجھ تھا۔ محبت کی دنیا سے دور، انہیں یہ سب کچھ غیر ضروری اور معمولی لگتا تھا۔ ان کا یقین تھا کہ سچی محبت وقت کے ساتھ آئے گی، اور وہ اس وقت اپنے مقصد اور محنت پر توجہ دینا چاہتے تھے۔

آریان اپنے بلیک ٹی شرٹ میں کھیلتے ہوئے باسکٹ بال کے دوران اپنے ائیرپوڈز میں گانے سن رہا تھا، جب اس کی کلاس کی ایک حد سے زیادہ خوبصورت لڑکی، عدینہ، اس کے قریب آئی اور بولی، "کیسے ہو آریان، اچھے لگ رہے ہو بہت اس بلیک ٹی شرٹ میں، تمہیں پتہ ہے میرا فیورٹ کلر ہے یہ۔" آریان نے اسے مکمل طور پر نظر انداز کر دیا، جس پر عدینہ کو غصہ آیا لیکن اس نے اپنی اداکاری جاری رکھی۔ عدینہ نے آریان کی کمر کی طرف سے شرٹ کھینچی تو آریان خود ڈر گیا کہ نہ جانے اس کے پیچھے کون ہے۔ لڑکی کو دیکھتے ہی بولا، "ہاتھ مت لگاؤ، کیا چاہیے تم کو؟" تو عدینہ اور زیادہ غصے میں آگئی اور سب کے سامنے اپنی بے عزتی محسوس کرتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

آریان کے دوست آریان سے پوچھنے کے لئے آئے جس پر اس نے غصے میں بولا، "عجیب لڑکیاں ہیں یہاں کی۔"

آریان کو یہ سب صورتحال بالکل پسند نہیں آئی اور اس نے اپنے آپ کو کھیل میں مشغول رکھنے کا فیصلہ کیا، جبکہ عدینہ اور دوسری لڑکیاں اپنی حرکتوں پر شرمندہ ہو کر وہاں سے ہٹ گئیں۔ یہ لمحہ آریان کی زندگی میں ایک دلچسپ واقعہ تھا جو اس کی اپنی حدود اور اصولوں کو برقرار رکھنے کی عکاسی کرتا ہے۔

NOVEL HUT

آریان ایک ایسا لڑکا تھا جو جسمانی رابطے سے بالکل بھی راحت محسوس نہیں کرتا تھا۔ وہ لوگوں کے جسمانی قرب سے کتراتا اور اپنی حدود کا بہت خیال رکھتا تھا۔ آریان کو کسی کا چھونا یا اس کے قریب آنا بالکل پسند نہیں تھا۔ وہ اپنے

دوستوں اور جاننے والوں سے بھی فاصلہ رکھتا اور صرف ضروری بات چیت تک محدود رہتا تھا۔ آریان کی یہ خاصیت اس کی شخصیت کی انفرادیت کو ظاہر کرتی تھی، اور اس کی دوستوں کو بھی معلوم تھا کہ وہ جسمانی رابطے سے دور رہنا پسند کرتا ہے۔

ابرار نے زرنش کی آواز میں چھپی ہوئی اداسی کو محسوس کر لیا تھا۔ اس نے نرمی سے پوچھا، "زرنش، یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ مجھے بتاؤ، تمہیں کتنے پیسوں کی ضرورت ہے؟"

NOVEL HUT

زرنش نے حیران ہو کر ابرار کی طرف دیکھا، "آپ واقعی میری مدد کرنا چاہتے ہیں؟"

ابرار نے مسکرا کر جواب دیا، "بالکل! تم میری دوست ہو اور دوستوں کی مدد کرنا میری ذمہ داری ہے۔"

زرنش کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس نے دل کی گہرائیوں سے ابرار کا شکریہ ادا کیا۔ ابرار کے اس قدم نے زرنش کے دل میں اس کی محبت اور احترام کو اور بھی بڑھا دیا تھا۔ اس نے سوچا، "کاش دنیا میں ہر کوئی ابرار کی طرح ہوتا، جو دوسروں کی مدد اور محبت کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔"

ابرار کی یہ بات سن کر زرنش حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ابرار کی آنکھوں میں آنسو تھے، اور وہ زرنش کی مدد

کرنے پر بہت خوش تھا۔ ابرار، جو ایک سیاستدان تھا اور ہمیشہ اپنے مفاد کے لئے کام کرتا تھا، زرنش کے آنے سے بدلنے لگا تھا۔ وہ اب اپنے والد کی طرح مفادپرست نہیں رہا، بلکہ حقیقی محبت اور انسانیت کی طرف مائل ہو گیا تھا۔

زرنش کی معصومیت اور خلوص نے ابرار کے دل میں ایک نئی روشنی بھر دی تھی۔ اس نے زرنش کی بہن کا داخلہ ایک اچھے کالج میں کروانے اور تمام اخراجات برداشت کرنے کا وعدہ کر کے اپنی انسانیت اور محبت کا ثبوت دیا۔ زرنش کی آنکھوں میں شکر گزاری کے آنسو تھے، اور اس نے دل کی گہرائیوں سے ابرار کا شکریہ ادا کیا

اگلے ہی دن زرنش کو ابرار نے خبر دی کہ اس کی بہن کا داخلہ ہو چکا ہے۔ زرنش خوشی سے رونے لگی اور ابرار کا شکریہ ادا کیا۔ ابرار کی خوشی زرنش کو دیکھ کر اور بھی بڑھ گئی۔ ابرار اپنے روم میں سی سی ٹی وی کیمرا دیکھنے لگا، جس میں اس نے نوٹ کیا کہ زرنش اپنے ٹیبل پر نہیں تھی۔ وہ جھراتے ہوئے اٹھا اور ورک ایریا میں دیکھنے لگا، اسے زرنش کہیں نہ ملی۔

آخری بار جب وہ کیفے ٹیریا کے سامنے سے گزرا تو اس نے دیکھا کہ زرنش نماز پڑھ رہی ہے۔ یہ دیکھ کر اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچی اور وہ پاس ہی صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔ جب زرنش نے سلام پھیرا تو ابرار کو دیکھ کر حیران ہو گئی کہ وہ یہاں کیا کر رہا ہے؟ ابرار نے ہنستے ہوئے کہا، "آپ کیا کر رہی ہیں؟"

"نماز پڑھ رہی ہوں"

ابرار نے کہا ابھی تو اذان کا میں وقت ہے؟"

زرنش مسکراتے ہوئے بولی، "میں شکرانے کے نفل ادا کر رہی ہوں۔"

ابرار کو کچھ سمجھ نہیں آیا کیونکہ وہ دین سے بہت دور تھا۔ زرنش نے سمجھاتے ہوئے کہا، "اللہ کا شکر ادا کر رہی ہوں کہ میری بہن کا داخلہ ہو گیا اور آپ جیسے اچھے اور صاف دل کے انسان سے میری ملاقات ہوئی۔"

NOVEL HUT

یہ سن کر ابرار کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ اس نے کہا، "اچھا، میں بھی نفل ادا کرنا چاہتا ہوں۔" تو زرنش نے پوچھا، "کس لیے؟" تو ابرار نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف اشارہ کیا جو زرنش کو سمجھ نہیں آیا۔

زرنش بہت خوش لگ رہی تھی جس کی وجہ سے ابرار کے چہرے پر مسکراہٹ آجاتی تھی۔ اس نے نماز میں زرنش کو پانے کی دعا کی

ابرار زرنش کی اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کی دعاؤں کو دیکھ کر بے حد خوش تھا۔ جب اس نے زرنش کو شکرانے کے نفل ادا کرتے دیکھا، تو اس کے دل میں زرنش کے لئے احترام اور محبت کی ایک نئی لہر آئی۔ زرنش کی ایمان داری اور خلوص دل سے کی جانے والی دعائیں ابرار کے دل کو چھو گئیں۔ ابرار نے محسوس کیا کہ زرنش کی محبت اور عقیدت اسے اللہ کے قریب لے آئی ہے۔ زرنش کی یہ خاصیت اس کے دل میں گہری اثرات چھوڑ گئی اور اس نے ابرار کے دل میں اللہ کی محبت اور ایمان کو مزید مضبوط کیا۔

زرنش کی نماز اور دعاؤں کی خوبصورتی نے ابرار کو ایک نیا نظریہ دیا اور اس کی زندگی میں ایک نیا مقصد پیدا کیا۔ ابرار نے سوچا کہ وہ بھی زرنش کی طرح اللہ کی محبت اور رضا کے لئے کوشش کرے گا۔ زرنش کی دعاؤں نے نہ صرف اس کے دل کو خوشی اور سکون پہنچایا بلکہ ابرار کو ایک نئی روحانی روشنی بھی دی۔

زرنش کی اللہ سے محبت اور دعاؤں کی خوبصورتی ابرار کے دل کو بہت متاثر کر رہی تھی۔ جب زرنش نے کہا، "آپ کو پتہ ہے میں جب بھی خوش ہوتی ہوں تو نماز پڑھتی ہوں اور جب خفا ہوتی ہوں تو قرآن پڑھتی ہوں"، ابرار نے حیرت سے پوچھا، "تمہاری ساری دعائیں قبول ہوتی ہیں؟" زرنش نے تھوڑی دیر ٹھہر کر جواب دیا، "ہاں، مگر جو نہیں ہوتیں ان میں اللہ کی مصلحت ہوتی

ہے۔" ابراریہ سن کر زرنش کی آنکھوں کو دیکھنے لگا، جن میں اللہ پر یقین اور اللہ سے محبت جھلک رہی تھی۔

ابرار نے آہستہ سے پوچھا، "میرے لئے دعا کرو گی؟" زرنش حیرت سے بولی، "جی کیوں نہیں۔" ابرار نے کہا، "اللہ سے یہ مانگنا میرے لئے کہ مجھے وہ مل جائے جس کی سوچ میرے دل و دماغ میں ہمیشہ رہتی ہے۔" ابراریہ کہتے ہوئے زرنش کی طرف ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اس سے کبھی نظریں ہٹائے گا ہی نہیں۔ اس کی نظر میں محبت جھلک رہی تھی، اور اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

زرنش نے اس دعا کو مانگنے کے لئے ہامی بھر لی۔ وہ اللہ سے ابرار کے لئے یہ دعا مانگے گی، جبکہ اسے کیا پتہ کہ زرنش ہی وہ ہے جو ابرار چاہتا ہے اپنی پوری زندگی کے لئے۔

کام ختم کرنے کے بعد زرنش گھر جانے کے لئے ٹیکسی بک کروانے لگی تو ابرار، جو پیچھے سے بھاگتا ہوا آیا، اسے اپنی گاڑی میں بیٹھنے کے لئے کہنے لگا۔

"میں نے بازار جانا ہے اس لئے ٹیکسی سے جا رہی ہوں" زرنش نے کہا تو ابرار نے جواب دیا، "بیٹھو گاڑی میں" جس پر زرنش بیٹھ گئی۔

"میں چھوڑ دیتا ہوں، کوئی مسئلہ نہیں"

"میں نے زرنش کے لئے یونیفارم اور کتابیں لینی ہیں"

ابرار مسکراتے ہوئے بولا، "ٹھیک ہے، تم اپنا وقت لگاؤ، میں یہیں انتظار کروں گا تمہارا۔"

"آپ چلیں جائیں، آپ کو کام ہوگا" تو ابرار نے فوراً کہا، "نہیں، مجھے کام نہیں ہے۔"

زرنش گاڑی سے اتر کر دکان میں چلی گئی۔

ابرار جو اسے دیکھ رہا تھا اور تھوڑا غصہ بھی آرہا تھا کہ وہ کسی اور مرد یعنی دکاندار سے بات کر رہی تھی۔

"یہ بندہ کتنا فری ہو رہا ہے میری زرنش سے، اس کو میں بتاتا ہوں" غصے میں اتر کر زرنش کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔

"ہو گیا؟ زرنوش"

یہ سن کر زرنش نے تعجب سے ابرار کو دیکھا اور ابرار نے آنکھ مارتے ہوئے اشارہ کیا۔ دکاندار جو اپنا کام کر رہا تھا اس کو محسوس ہوا کہ یہ لڑکی لڑکے کے ساتھ ہے۔ کام ختم ہونے پر گاڑی میں آکر بیٹھ گئی۔

"آپ نے زرنو کیوں کہا؟"

NOVEL HUT

"وہ مرد تم کو گندی نظر سے دیکھ رہا تھا تو اس سے بچانے کے لئے میں نے زرنو کہا"

زرنش اس دکاندار کی طرف دوبارہ دیکھنے لگی جس کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ تھی، زرنش کو شدید غصہ آیا اور وہ گاڑی سے اتر گئی۔ دکان میں داخل ہوتے ہی بولی، "تمیز نہیں ہے؟" اور تیز تھپڑ اس مرد کو مار دیا۔ ابرار نے یہ دیکھ کر سوچا کہ یہ تو میری کاپی ہے، اس کا مطلب ہے مجھے اپنی طرح کی ہی لڑکی مل گئی۔

وہ مرد جو دوسری عورتوں کو گھورتے ہیں، ان کی نظر میں نہ صرف بے حیائی ہوتی ہے بلکہ وہ عورتوں کی عزت اور وقار کو بھی مجروح کرتے ہیں۔ ان کی یہ حرکت نہایت شرمناک اور غیر اخلاقی ہوتی ہے، جو عورتوں کے دلوں میں خوف اور بے چینی پیدا کرتی ہے۔ یہ مرد اپنی نظروں سے عورتوں کی عزت کو پامال کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں ایک ناقابل بیان درد اور تکلیف چھوڑ جاتے ہیں۔ ان کی یہ حرکت نہ صرف ان کی اپنی شخصیت کی کمزوری کو ظاہر

کرتی ہے بلکہ معاشرتی اقدار اور اخلاقیات کی بھی خلاف ورزی کرتی ہے۔ عورتوں کو ان کی نظروں سے بچانے کے لئے ہمیں اپنی سوچ اور رویے کو بدلنا ہوگا اور ان کی عزت اور وقار کا احترام کرنا ہوگا۔

زرنش واپس آکر گاڑی میں بیٹھی اور ابرار اس پر فخر محسوس کر رہا تھا جیسے اس کی اپنی بیوی نے کسی مرد کو اس کی اصل اوقات بتائی ہو۔

"بہت اچھا کیا آپ نے، ان جیسے مردوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے" ابرار نے کہا، جس پر زرنش کا غصہ فوراً کم ہو گیا۔

زرنش اس بات سے خوش تھی کہ ابرار ان مردوں میں سے نہیں ہے جن کی سوچ چھوٹی ہو۔ ابرار کی یہ حمایت اور محبت زرنش کے دل کو سکون پہنچا رہی تھی اور اس نے محسوس کیا کہ ابرار واقعی ایک اچھا اور صاف دل کا انسان ہے۔

گھر آکر زرنش نے علیانا کو سب بتایا اور وہ خوشی سے پاگل ہو گئی کہ اس کا خواب پورا ہونے والا ہے، ایک بڑے کالج میں جانے کا۔

"آپی، آپ کتنی اچھی ہیں، آپ نے اتنا سب میرے لئے کیا اور ابرار بھائی اس دنیا کے سب سے اچھے انسان ہیں" علیانا اچھلتے ہوئے بولی۔

زرنش اپنی بہن کو خوش دیکھ کر اور بھی زیادہ خوش ہوئی اور جب اس کے بابا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا، تو زرنش کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

یہ لمحہ زرنش کے لئے خوشی اور محبت کا تھا، جس میں اس نے اپنے خاندان کی محبت اور حمایت کو محسوس کیا۔ زرنش کا دل شکرگزاری اور خوشی سے بھر گیا۔

علیانا ناچتے ناچتے اپنے کمرے میں گئی اور یونیفارم ٹرائی کرنے لگی۔ "میں صبح یہ والا ہیئر اسٹائل کروں .... نہیں، یہ والا .... اسے چھوڑو، یہ والا ...."

زرنش اس کی یہ باتیں سن کر ہنسنے لگی اور اس کی جوش و خروش کو دیکھ کر سکون حاصل کر رہی تھی۔ علیانا کی خوشی زرنش کے دل کو مطمئن کر رہی تھی اور اس نے سوچا کہ اس کی محنت اور قربانیاں رنگ لے آئی ہیں۔

زرنش کی یہ کیفیت اس کی زندگی میں آنے والے تکلیف دہ حالات کا عکاس تھی۔ جب اس نے عمر کی باتیں سنی تو اس کا خون کھولنے لگا اور اس نے غصے میں آکر عمر کو تھپڑ مار دیا۔ یہ سب کچھ اس کے لئے ایک جذباتی لمحہ تھا جس میں وہ اپنے والد اور بہن کے لئے لڑ رہی تھی۔

NOVEL HUT

مگر افسوس کی بات یہ تھی کہ محلے کے لوگ عمر کو ہیرو کی طرح پیش کر رہے تھے اور زرنش کی حمایت کرنے کے بجائے اس پر تنقید کر رہے تھے۔ یہ سب

زرنش کے لئے دل توڑنے والا تھا۔ جب اس نے اپنی پرانی دوست نازش کی والدہ کے الفاظ سنے تو اسے اور بھی تکلیف پہنچی۔ زرنش کو لگا کہ اس نے صحیح قدم اٹھایا ہے، مگر معاشرہ اس کے خلاف تھا۔

علیانا نے اپنی بہن کی حمایت میں بات کی، مگر زرنش نے اسے اس گندگی سے دور رہنے کی ہدایت دی۔ زرنش کی آنکھوں میں دوستی کا درد اور اپنے خاندان کی حفاظت کا عزم جھلک رہا تھا۔ اس کے والد نے اسے اور علیانا کو اندر کر کے کھڑکی بند کر دی اور انہیں سمجھایا کہ یہ محلہ ہے اور یہاں ایسے حالات میں سوچ سمجھ کر ہی قدم اٹھانے ہوتے ہیں۔

زرنش نے اپنی آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ اس درد کو محسوس کیا اور دل میں یہ عزم کیا کہ وہ اپنے والد اور بہن کی خاطر ہر مشکل کا سامنا کرے گی۔.

زرنش نے ساری رات اپنی ٹینشن میں گزاری، اسے مختلف خیالات آ رہے تھے جو اسے تکلیف پہنچا رہے تھے۔ وہ سوچ رہی تھی کہ صبح اٹھ کر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا، مگر اسے کیا پتہ تھا کہ صبح کون سا طوفان آ جائے گا۔

صبح اٹھ کر زرنش نے علیانا کو کالج بھیجا اور خود دفتر کے لئے نکل گئی۔ علیانا خوشی سے کالج کے پہلے دن اپنی کلاس میں جا کر بیٹھی اور سب چیزوں کو دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔

"یہ کالج کتنا بڑا ہے، یہاں پر کتنا کچھ ہے، یہاں پر سب کتنے امیر ہیں، یہاں کتنی بڑی لائبریری ہے، یہاں تو کھیل کے لئے میدان بھی ہے" یہ سب باتیں وہ اپنے دل میں سوچ رہی تھی اور اپنے خیالات میں کالج کے کوریڈور میں چل رہی تھی۔ تبھی اس کی ٹکر ایک اونچے لمبے لڑکے سے ہوئی، اس نے اس کی طرف دیکھا بھی نہیں اور اپنی کتابیں اٹھانے لگی۔ آریان جو اس کی طرف دیکھ رہا تھا، اس لڑکی کی زلفیں اس کے چہرے پر آگئیں اور آریان اس کا چہرہ ہی نہ دیکھ سکا۔

NOVEL HUT

"آپ کو نظر نہیں آتا؟"

"نہیں، لگتا ہے آپ کو بہت نظر آتا ہے" یہ بولتے ہوئے غصے میں علیانا کھڑی ہو گئی اور آریان کے لمبے وجود کو دیکھ کر سہم گئی۔

"کیا کہا تم نے؟"

"وہی جو آپ کے لمبے کانوں نے نہیں سنا"

NOVEL HUT

"میرے لمبے کان نہیں ہیں اور دوبارہ دیکھ کر چلنا" وہ اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

علیانا ہنس رہی تھی کہ یہ کیا پاگل تھا منہ بناتے ہوئے وہاں سے کلاس میں چلی گئی۔

یہ لمحات علیانا کے لئے نئے تھے اور اسے کالج کی زندگی کا آغاز کچھ غیر معمولی انداز میں ملا

بریک کے وقت بھی علیانا کو وہی لڑکا، آریان، اپنے دوستوں کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے دکھائی دیا۔ اسے دیکھ کر علیانا نے سارا ہوا منہ بنایا۔

NOVEL HUT

"دیکھ آریان، تجھے دیکھ رہی ہے"، اس کے دوستوں نے کہا، جس پر آریان ایک بار مڑ ہی گیا اور دیکھا کہ علیانا کھڑی تھی۔ ان دونوں کے درمیان خاصا فاصلہ تھا مگر نہ جانے کیوں انہوں نے جنگ کا ماحول بنا رکھا تھا۔

آریان کے دیکھنے پر علیانا نے آنکھیں گھمائیں اور اپنے بالوں کو پیچھے کر دیا۔ یہ دیکھ کر آریان کو بہت حیرت ہوئی کہ پہلی بار کسی لڑکی نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے۔ وہ ہلکا سا مسکرایا اور واپس اپنے دوستوں کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گیا۔

NOVEL HUT

علیانا اپنی بہن یعنی زرنش کی طرح نہیں تھی۔ اس کی آنکھوں کا رنگ بھورا تھا جو سورج میں چمکتا تھا، اور اس کے بالوں کا رنگ تیز بھورا تھا مگر اس کی

آنکھ کے نیچے بھی تل تھا جیسے زرنش کا تھا۔ دونوں بہنیں بہت خوبصورت تھیں اور حرکتوں میں بھی ایک جیسی تھیں۔ ان کی خوبصورتی اور خصوصیات میں ایک انوکھی ہم آہنگی تھی، جو انہیں اور بھی زیادہ خاص بناتی تھی۔

آریان کو علیانا میں دلچسپی ہونے لگی، یعنی وہ علیانا کو جاننا چاہتا تھا۔ اتفاق سے آریان اور علیانا ایک ہی کلاس میں تھے، مگر علیانا کو اس بات کا اندازہ بریک کے بعد ہوا۔ کلاس میں بیٹھے بچے ٹیچر کو سن رہے تھے جو پڑھا رہی تھیں مگر آریان علیانا کو دیکھے جا رہا تھا جو علیانا کو محسوس ہو چکا تھا۔ اس نے ایک ہی بار گردن موڑ کر آریان کو دیکھا اور زبان نکال کر چڑانے لگی، جس پر آریان کی ہنسی چھوٹ گئی۔ ٹیچر نے آریان کو ہنستے دیکھ لیا تو اسے کھڑا کر دیا۔

"کیوں ہنس رہے ہو آریان؟" آریان نے سہما کر جواب دیا، "میں معذرت چاہتا ہوں میم، دوبارہ نہیں ہوگا ایسا"۔ ٹیچر نے اسے بیٹھا دیا۔ اس کی ایسی حالت دیکھ کر علیانا ہنس پڑی۔ دوسری طرف، دینا جو اسی کلاس میں تھی، اس نے علیانا کو دیکھ کر غصے سے اپنی پنسل توڑ دی، جس کی وجہ سے کلاس میں خاموشی چھا گئی اور سب اس کی طرف دیکھ رہے تھے، جس پر دینا نے تیزی سے غصے میں کہا، "کیا ہے؟ کیوں دیکھ رہے ہو مجھے؟ پہلی بار دیکھی ہے پنسل ٹوٹتے ہوئے؟"

دینا کو علیانا سے شدید حسد محسوس ہو رہا تھا۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ علیانا کی خوبصورتی، معصومیت اور اعتماد سب کو اپنی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔ علیانا کی مسکراہٹ اور انداز نے دینا کے دل میں ایک آگ بھر دی تھی۔ وہ

محسوس کر رہی تھی کہ علیانا کی موجودگی اس کے لئے ایک چیلنج بن گئی ہے، اور یہی بات دینا کو پریشان کر رہی تھی۔

دینا کا غصہ اور حسد اس وقت اور بڑھ گیا جب اس نے دیکھا کہ آریان بھی علیانا کی طرف متوجہ ہے۔ دینا کو لگا کہ علیانا نے اس کی توجہ کو چرانے کی کوشش کی ہے۔ وہ اپنی پنسل توڑ کر اپنی ناراضگی اور حسد کا اظہار کر رہی تھی، جو کہ اس کے اندرونی جذبات کی عکاسی کر رہی تھی۔

NOVEL HUT

کھیلوں کے پیریڈ میں علیانا اکیلی بیٹھی تھی اور لڑکیوں کو کھیلتے دیکھ رہی تھی۔ آریان، جس نے دور سے علیانا کو اکیلا بیٹھا دیکھا، اس کے پاس گیا اور ساتھ

بیٹھ گیا۔ علیانا، جو اپنے خیالات میں ڈوبی ہوئی تھی، اسے محسوس بھی نہ ہوا کہ آریان اس کے ساتھ بیٹھا ہے۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"

علیانا کا دل باہر آگیا ڈر سے۔ "کیا ہے؟ کیوں ڈرایا مجھے؟"

"میں نے کب ڈرایا، پاگل لڑکی؟"

"کیا کام ہے تم کو؟"

"تم اکیلی بیٹھی تھی، سوچا تمہارے ساتھ جا کر بیٹھ جاؤں۔"

"اچھا، تم جاؤ، کھیل کھیلو، یہاں کیوں بیٹھ رہے ہو؟

آریان ہنستے ہوئے بولا، "تم چاہتی ہو میں چلا جاؤں؟"

تو علیانا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، "تمہاری مرضی۔"

آریان ہنستے ہوئے بولا، "میرا نام سردار آریان حسین ہے۔"

علیانا کو سیکنڈ بھی نہیں لگا سوچتے ہوئے کہ اس کا جواب میں بولا، "تم ابرار کے بھائی ہو؟" اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

"ابرار بھائی میری آپی کے دوست ہیں۔"

"یہ تو اچھی بات ہے، ابرار بھائی آپ کی بہن کے دوست ہیں اور میں آپ کا بن جاؤں گا... دوست۔"

علیانا نے گھورتے ہوئے آریان کو دیکھا اور کہا، "ٹھیک ہے۔"

"فرینڈز؟" ہاتھ ملاتے ہوئے بولا آریان۔

"میرا نام علیانا ہے۔"

آریان نے دل ہی دل میں سوچا، "میری علیانا۔"

"کیا سوچ رہے ہو؟"

"کچھ... نہیں۔"

NOVEL HUT

علیانا اٹھی اور گراؤنڈ کی طرف جانے لگی۔ آریان اسے آوازیں دے رہا تھا مگر اس نے ایک آواز نہ سنی۔ گروپ کے بیچ میں پہنچ کر ریکٹس اٹھائے اور

آریان کو چیلنج کیا۔ آریان، جس کا سارا وقت کھیل میں لگتا ہے، وہ اسے دیکھ کر حیران ہوا۔ وہ آریان، جو کسی لڑکی کو اپنے ساتھ ٹیم میں بھی نہیں لیتا تھا، وہ آریان علیانا کے ساتھ کھیل کھیلے گا۔ وہاں کھڑی لڑکیاں اور کچھ فاصلے پر لڑکے حیران ہو گئے۔ آریان کو چیلنج پسند نہیں مگر اس نے اس بات کا خیال لیا کہ علیانا نئی طالب علم ہے اور کوئی بھی لڑکی ابھی تک اس کی دوست نہیں بنی، اس لیے اس نے علیانا کو جیتنے کا موقع دیا تاکہ لڑکیاں اس کے ساتھ دوستی کر لیں۔ علیانا نے کھیل شروع کیا اور آریان متاثر تھا اس کے کھیل سے، وہ کھیل بہت اچھا رہی تھی۔ سب لوگوں نے اسے گھیر لیا اور "آریان، آریان" کرنا شروع کر دیا تو علیانا اور جوش میں آگئی۔ آریان چاہ کر بھی نہیں ہرا سکا علیانا کو۔ آہستہ آہستہ لڑکوں نے "علیانا، علیانا" کرنا شروع کر دیا جس نے میچ کو شدت بھرے مقابلے میں بدل دیا۔ آخر میں آریان گر پڑا جس کی وجہ سے وہ

کھیل ہار گیا۔ بہت سے لوگ علیانا کے پاس جا کر اس سے دوستی کرنے کے لئے بے تاب ہو رہے تھے۔ مگر علیانا بات کرنے سے پہلے آریان کے پاس گئی اور ہاتھ دیا تاکہ وہ اٹھ سکے۔

"لگی تو نہیں؟"

"نہیں، میں ٹھیک ہوں، تم نے بہت اچھی گیم کھیلی ماننا پڑے گا۔"

علیانا خوش ہوتے ہوئے زلفیں لہرا رہی تھی۔ آریان اسے دیکھ کر خوش ہو رہا تھ

NOVEL HUT

دینا تک یہ خبر پہنچ چکی تھی جو غصے سے پاگل ہو کر گراؤنڈ کی طرف آ رہی تھی۔ اس کے ساتھ والی لڑکیاں علیانا کے لئے دعا کر رہی تھیں، مگر علیانا بھی ایک جانے مانی ڈان کی بہن تھی۔

دینا گراؤنڈ میں آتے ہی بولی، "علیانا میرے ساتھ گیم لگاؤ، دیکھتی ہوں کیسے جیتی ہو۔"

علیانا حیرت سے اسے اوپر نیچے ہو کر دیکھنے لگی، "آپ کون ہیں بہن؟

"میں عدینہ زاہد ہوں اور مجھے عدینہ کہتے ہیں، اب گیم کھیلو۔

"دینا مینا آپ اپنا کام کریں اور مجھے آپ کے ساتھ گیم نہیں کھیلنی۔"

دینا لڑنے کے موڈ میں اس کے قریب آئی، "تم جانتی ہو میں کون ہوں؟"

"ہاں جی، آپ بینا رینا ہیں۔"

"دینا..... دینا نام ہے میرا۔"

"جی جی، وہی۔"

علیانا کو مارنے کے لئے اس نے ہاتھ اٹھایا تو آریان نے ہاتھ پکڑ لیا اور دھکا دیتے ہوئے پیچھے کر دیا۔

"بدتمیزی مت کرو عدینہ۔"

دینا یہ دیکھ کر اور سن کر رونے ہی والی تھی کہ بولی، "تم مجھے اس لڑکی کے لئے ایسا بول رہے ہو؟"

"دینا یہاں سے چلی جاؤ، ورنہ میں پرنسپل کو بلا لوں گا۔"

دینا غصے اور خفگی کا اظہار کرتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

سب لوگوں کو علیانا پسند آنے لگی تھی اور اس کے دوست بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔

زرنش کی تمام تر کوشش کے باوجود وہ اپنے کام پر توجہ نہیں دے پا رہی تھی۔ ہر کام الٹا ہو رہا تھا اور ابرار نے یہ سب نوٹ کر لیا۔ جب اس نے زرنش سے پوچھا تو زرنش نے جو کچھ بھی ہوا، سب بتا دیا۔ ابرار کا غصہ اس حد تک تھا کہ وہ اسی وقت عمر کو زندہ آگ لگا دیتا، مگر اس نے زرنش کو تسلی دیتے ہوئے کہا، "میں سب کچھ ہینڈل کر لوں گا، تم ٹینشن نہ لو۔" زرنش نے لمبی سانس لی اور سب کچھ اللہ پر چھوڑ دیا۔

ابرار ہر ممکن کوشش کر رہا تھا زرنش کو خوش کرنے کی، مگر زرنش خوش نہیں ہو پائی۔ وہ اپنی بہن اور بیمار والد کی صحت کا سوچ کر اور ان کی حفاظت کے لئے پریشان ہو رہی تھی۔ ابرار کو یہ چیز بہت زیادہ بری لگ رہی تھی اور اس کا دل پھٹنے جیسا ہو گیا تھا کیونکہ اس کی زرنش مسکرا نہیں رہی تھی۔

ابرار کے اصرار پر زرنش اسی کی گاڑی میں بیٹھ گئی۔ جب زرنش اپنے گھر پہنچی تو دیکھا کہ سب لوگ اس کے گھر کے آگے ہجوم بنا کر کھڑے ہیں۔ قریب جا کر دیکھا تو عمران کے گھر میں کھڑا تھا، ہر چیز ٹوٹی ہوئی تھی اور گھر میں سب کچھ تہس نہس ہو چکا تھا۔ ابرار کا غصہ آسمان پر تھا، وہ اپنے غصے کی وجہ

سے لال ہو چکا تھا۔ اس نے اپنی گاڑی میں سے گن اٹھائی اور ہوا میں فائرنگ شروع کر دی۔

یہ دیکھ کر سب لوگ ڈر گئے۔ عمر جو نام کا بدماش تھا، وہ بھی سہم گیا۔

ابرار نے عمر کا گریبان پکڑ کر اسے گھر سے باہر گھسیٹا اور مارنے لگا۔ عمر کی مار کو دیکھ کر اس کے چیلے بھاگ گئے اور وہ لوگ جو عمر کا ساتھ دیتے تھے، ڈر کر اپنے گھروں میں چھپ گئے۔ نازش اور اس کے گھر والے یہ سارا تماشا دیکھ رہے تھے۔

"تم جیسے گھٹیا شخص کو میں جان سے مار ڈالوں گا اگر دوبارہ میری زرنش کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا، اور سب میری بات کان کھول کر سن لیں، اگر دوبارہ کسی نے زرنش اور اس کے گھر والوں کو تکلیف دی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا۔"

عمر کی ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا جو ابرار کے ہاتھوں پر بھی لگ گیا تھا۔ اس نے اسی ہاتھ کو عمر کی شرٹ کے صاف کونے سے صاف کیا اور تیزی سے لوگوں کو کہنے لگا، "ہم پالیٹیشنز ہیں، ہمارے سینے میں دل نہیں پتھر ہوتے ہیں، اس لئے میرے غصے کو آزمانے کی کوشش نہ کرنا اور ان لوگوں کو دوبارہ تنگ کیا تو آپ سب سمجھدار ہیں کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا۔"

یہ کہہ کر ابرار وہاں سے چلا گیا۔ زرنش جو یہ سب دیکھ کر حیران تھی، اس نے عمر کی طرف دیکھا جو بے ہوش روڈ پر پڑا ہوا تھا۔ زرنش کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر چاہ کر بھی عمر کی مدد کے لئے ایک قدم نہ بڑھایا۔ زرنش نے اپنے گھر کا دروازہ کس کر بند کر دیا اور گھر صاف کرنے لگی۔ اس کے آنسو گھر کی ہر ٹوٹی ہوئی چیز پر گر رہے تھے۔ اس کے بابا نے زرنش کو تسلی دی اور اسے سینے سے لگا لیا۔ زرنش جو اپنے بابا کے سینے پر لگ کر رو رہی تھی، خود کو سنبھالنے کی پوری کوشش میں لگی ہوئی تھی۔ اسے اپنے بابا اور اپنی بہن کے لئے مضبوط بنا تھا۔

زندگی کی مشکلات میں والد کی اہمیت بے حد ہوتی ہے۔ والد ایک ایسی چھتری کی مانند ہوتے ہیں جو ہر طوفان اور پریشانی سے ہمیں بچاتے ہیں۔ والد کا

کردار ہمیں مضبوط بناتا ہے، ان کی رہنمائی اور تجربات ہمیں زندگی کے مشکل مرحلوں میں سنبھالنے کا ہنر دیتے ہیں۔ جب ہم مایوس اور ناکام ہوتے ہیں، تو والد کا حوصلہ اور محبت ہمیں امید کی روشنی دکھاتا ہے۔ والد کی دعائیں اور دعوے ہمیں طاقت دیتے ہیں اور ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم اکیلے نہیں ہیں۔ ان کا سایہ ہمیں ہر مصیبت میں سکون فراہم کرتا ہے اور ان کی موجودگی ہمیں محفوظ رکھتی ہے۔ والد کی محبت، قربانیاں، اور مشورے ہماری زندگی میں ایک مضبوط ستون کی مانند ہیں جو ہمیں ہر مشکل کا سامنا کرنے کی طاقت فراہم کرتے ہیں۔ ان کی بے لوث محبت اور حمایت ہمیں زندگی کی مشکلات سے لڑنے کا حوصلہ دیتی ہے۔

علیانا کا کالج سے واپس آنے کا وقت تھا جو اپنی وین میں خوشی خوشی واپس آ رہی تھی۔ اُس بیچاری کو کیا پتہ تھا کہ اُس کی غیر موجودگی میں گھر پر کون سا طوفان آیا ہوا تھا۔ گھر پہنچی تو دیکھا کہ روڈ پر لال شربت گرا ہوا ہے۔

"عجیب لوگ ہیں اور عجیب ان کے بچے ہیں، کھانے پینے کی چیز کو اسی طرح روڈ پر گرا دیتے ہیں" منہ بناتے ہوئے گھر کے اندر چلی گئی۔

NOVEL HUT

"آپی، آپ کو پتہ ہے کہ باہر روڈ پر کسی نے لال شربت گرایا ہوا ہے؟"

یہ سن کر سرفراز صاحب کی ہنسی چھوٹ گئی۔ زرنش اپنی بہن کی معصومیت دیکھ کر مسکرانے لگی۔

"پگلی چپ کرو، کھانا کھا کر میں تم کو ساری بات بتاؤں گی" علیانا جس کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اپنے کندھے اُوپر کر کے جانے لگی جیسے اُس کو پرواہ ہی نہیں کسی چیز کی۔

کھانے کے بعد فرصت سے علیانا کو سب کچھ بتایا اور علیانا خوشی سے پاگل ہو گئی۔ بستر پر ناچنے کی وجہ سے وہ بستر سے بھی گرتی تھی مگر زرنش نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "بیٹھ جاؤ پگلی"

"آپی، کاش میں وہاں ہوتی" یہ کہتے ہوئے علیانا بستر پر بیٹھ گئی۔ علیانا نے اپنے کالج کے بارے میں سب کچھ زرنش کو بتایا اور کہا کہ ابرار بھائی کا چھوٹا بھائی آریان بھی ان کے کالج میں پڑھتا ہے۔

زرنش علیانا کو اسی طرح تنگ کرنے لگی جیسے علیانا زرنش کو کرتی تھی۔

"اب تو تم بنو گی نا دلہن سردار شاہ کی فیملی کے چھوٹے بیٹے کی" یہ بول کر زرنش ہنسنے لگی اور علیانا کے گال لال ہو چکے تھے یعنی وہ شرما رہی تھی۔

NOVEL HUT

دوسری طرف گھر کے لاڈلے بھائی آریان نے ابرار کو علیانا کے بارے میں بتایا۔ ابرار یہ سب کچھ سن کر خوش ہوا اور کہنے لگا کہ وہ لڑکی زرنش کی بہن ہے۔ یہ سن کر دونوں ہی شرم سے لال ہو گئے۔

کچھ دیر بعد صدام صاحب نے پھر سے ابرار کو بلایا اور اس دفعہ اسٹڈی روم میں اور بھی لوگ تھے۔ سب ابرار کو گھور رہے تھے جس پر ابرار نے نروس ہو کر پوچھا "آپ سب کیوں دیکھ رہے ہیں اس طرح؟" تو صدام صاحب نے شیشے کا کپ ابرار کو دے مارا جو اُس کی سینے پر جا کر لگا۔ گلاس لگنے کی وجہ سے اُس کی سینے میں درد شروع ہو گیا۔ صدام صاحب اپنی کرسی سے اٹھے اور ابرار کی طرف چلنے لگے، ابرار کو اپنا بچپن کا خوف یاد آنے لگا۔

"میں نے تم کو بولا تھا کہ ایسا کچھ مت کرنا جس سے ہماری ریپوٹیشن خراب ہو مگر تم نے پھر بھی وہی کام کیا جو تمہیں نہیں کرنا چاہیے تھا" صدام صاحب اپنا ہاتھ ملاتے ہوئے ابرار کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔

"میں نے کچھ نہیں کیا ڈیڈ" یہ بولنا ہی تھا کہ ایک تھپڑ ابرار کے سفید گال پر پڑا جس سے ابرار کو انزائٹی ہونے لگی۔ "جھوٹ اتنا بولو جتنا سمجھ میں آسکے، نیٹ

پر ایک ویڈیو وائرل ہو رہی ہے جس میں تم نے ایک بندے کو مارا ہے اور وہی سڑک پر بے ہوش چھوڑ دیا۔"

یہ سن کر ابرار غصے میں آگیا اور جواب میں زرنش کی سائیڈ لینے لگا۔ اسے زرنش کی عزت اور جان بچانے کے لیے کچھ بھی کرنا پڑتا تو وہ کر گزرتا۔

سدام صاحب کو اتنا اندازہ ہو چکا تھا کہ ابرار اپنا دل دے بیٹھا ہے اُس مڈل کلاس لڑکی کو جس کا اسٹیٹس اور حیثیت بھی اُن کے بڑے امیر بیک گراؤنڈ سے نہیں ملتی تھی۔

ابرار نے غصے میں کمرے کا دروازہ کھول کر بند کر دیا جس کی آواز سدام صاحب کے بڑے سفید ماربل ٹائلز والے کمرے میں گونجنے لگی۔ سدام صاحب آخر کار اپنے بیٹے کو سنجیدگی سے لینے لگے کیونکہ ان کی ساکھ کا سوال تھا۔

"تمہارا کچھ تو کرنا پڑے گا لڑکی" یہ بول کر سدام صاحب وائن کا گلاس اٹھا کر اس میں وائن بھرنے لگے۔

ابرار جو اپنے غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے شاور میں کپڑوں سمیت جا کھڑا ہوا۔ اپنے گرم غصے سے بھرے ہوئے بدن پر ٹھنڈا گرتے ہوئے محسوس کر سکتا تھا، اس کا غصہ اُس ٹھنڈے پانی سے کم ہو گیا۔ آریان اپنے بھائی کو دیکھ کر ناراض تھا مگر اس سوچ میں گم تھا کہ وہ سیاست سے دور ہے مگر افسردگی نے تب گھیر لیا جب احساس ہوا کہ اس کے بھائی کو بابا کی وجہ سے سب برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔

NOVEL HUT

دونوں بھائیوں کے رشتے ان کے والد یعنی سدام شاہ سے ٹھیک نہیں تھے۔ سدام صاحب نے کبھی اپنے بیٹوں کو پیار نہیں دیا اور ہمیشہ ان سے دور رہے۔ ابرار آریان سے کافی بڑا تھا جس کی وجہ سے اس نے بچپن میں بہت

کچھ برداشت کیا ہے، وہ اپنے والد کو "ابا" کہنے سے بھی کتراتا تھا۔ بچپن میں ابرار کو اس کے والد نے بہت دکھ پہنچائے تھے جس سے ایک بچے کے دل میں اپنے والد کی محبت ختم ہو چکی تھی۔ جب اس کی ماں اس دنیا سے رخصت ہو گئی تو جو ابرار کے سر پر ایک ہی پیار کرنے والا سایہ تھا وہ بھی اس کے سر سے ہٹ گیا تھا۔ اس کا چھوٹا سا بھائی آریان تھا جس کو ابرار نے ہی باپ بن کر سنبھالا ہے اور چھوٹی سی عمر سے وہ اپنے بھائی سے بے حد محبت کرتا تھا۔

ابرار، آریان کے لیے ایک باپ کے درجے سے کم نہیں تھا کیونکہ ابرار نے آریان کے لیے سچ کر دکھایا تھا جو اس کے والد کو کرنا چاہیے تھا۔

بڑا بھائی ہمیشہ اپنے چھوٹے بھائی کے لیے ایک محافظ اور رہنما ہوتا ہے۔ جب وہ چھوٹا سا ہوتا ہے، تو بڑا بھائی اس کا ہاتھ تھام کر اسے زندگی کی راہوں پر لے

جاتا ہے۔ اس کی ہر خوشی اور ہر غم میں شامل ہوتا ہے، اسے ہر مشکل سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ بڑے بھائی کی محبت بے لوث اور بے حد ہوتی ہے، جو چھوٹے بھائی کو ہر لمحہ یہ یقین دلاتی ہے کہ وہ کبھی اکیلا نہیں ہے۔ یہ محبت ایک ایسی روشنی ہے جو کبھی مدھم نہیں ہوتی اور ہمیشہ راہنمائی کرتی ہے۔

آریان نے پہلی بار اپنے بھائی کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ نماز پڑھتے ہوئے ابرار کی خوبصورتی اور بھی زیادہ بڑھ گئی تھی۔ آریان کمرے کے دروازے میں کھڑا اپنے بھائی کو خدا کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنے بھائی کے قریب آکر بیٹھ گیا اور اسے اللہ سے باتیں کرتے، یعنی نماز پڑھتے، دیکھ رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں آنسو اور دل میں نرمی پیدا ہو رہی تھی۔

ابرار نے سلام پھیرا اور آریان سے پوچھا کہ وہ یہاں بیٹھ کر اسے کیوں دیکھ رہا

ہے، تو آریان مسکراہٹ کے علاوہ کچھ نہ بولا۔ اس کی مسکراہٹ ہی اس کے سوال کا جواب تھی۔

"زرنش ؟....." ابرار کی خاموشی ایک دم سے مسکراہٹ میں بدل گئی اور وہ بولا "ہاں زرنش کی نماز نے میرا دل اللہ کی طرف موڑ دیا"۔

آریان نے الماری سے دوسری جائے نماز اٹھائی اور وضو کر کے نماز کے لیے کھڑا ہو گیا۔ آریان نے نماز میں سلام پھیرا تو ابھی بھی ابرار کو جائے نماز پر بیٹھا پایا اور کہا "آپ کی نماز نے میرا دل اللہ کی طرف موڑ دیا" جس پر ابرار اپنے بھائی کا ہاتھ چومتے ہوئے اسے سینے سے لگا کر رونے لگا۔ آریان جانتا تھا کہ وہ

کیوں رو رہا ہے، بغیر ابرار کی بات سنے اس نے "آمین" بول دیا جس پر ابرار کا رونا ایک دم بند ہو گیا۔

"تمہیں کیسے پتہ کہ میں کون سی دعا کر رہا ہوں؟" تو آریان نے اپنے بھائی کو دوبارہ گلے لگاتے ہوئے کہا "آپ زرنش کو مانگ رہے ہیں نا اس لیے پتہ چل گیا مجھے"۔ آریان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ابرار نے بھی "سمع آمین" بول دیا۔

ابرار جیسے رئیس آدمی کے پاس دنیا کی ہر چیز تھی جس کی وجہ سے اس نے کبھی اللہ سے کچھ مانگا ہی نہیں۔

ابرار کو پورا یقین تھا کہ اس کی دعا زرنش کے حق میں قبول ہوگی کیونکہ اس جیسے گنہگار آدمی نے اللہ سے ایک ہی چیز مانگی تھی۔

زرنش بستر پر علیانا کے سرہانے بیٹھی ہوئی سورہ ملک کی تلاوت کر رہی تھی کہ اس کو ایک پیغام آیا جس میں ایک ویڈیو تھی۔ اُس ویڈیو میں اور کوئی نہیں بلکہ ابرار ہی تھا جو عمر کو اُس کی اوقات یاد دلا رہا تھا۔ زرنش ابرار کی ساکھ کے بارے میں سوچ سوچ کر تناؤ سے پاگل ہو رہی تھی، اُس نے قرآن کو بوسا دے کر سائیڈ پر رکھا اور ابرار کو رات کے اِس پہر کال ملا دی۔ ابرار نے فوراً ہی زرنش کی کال اُٹھا لی اور زرنش کی کپکپاہٹ سُن کر اُسے حوصلہ دینا شروع کر دیا۔ ابرار کو جب ویڈیو کا پتہ چلا تو اُس نے اُسے اپنے پرسنل اسسٹنٹ کو فارورڈ کر دی اور اُسے لوکیشن نکالنے کا بولا۔

NOVEL HUT

ابرار زرنش کے آنسوؤں کو اُس کے رخسار پر بہتا محسوس کر سکتا تھا، اُس کا بس چلتا تو فون میں سے نکل کر زرنش کے آنسوؤں کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتا۔ زرنش جو ابرار کی ساکھ کے بارے میں سوچ رہی تھی، وہیں پر ابرار زرنش کے بہتے آنسوؤں اور اداس دل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

ابرار زرنش کو خوش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ابرار کا غصہ اُس انسان کے لیے اتنا تھا کہ وہ اُس کے گھر کی بنیادیں ہلا کر رکھ دے۔ اُس نے زرنش سے وعدہ کیا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ اُس بندے کو پکڑ کر سبق سکھائے گا تاکہ اُس کی عزت پر بات نہ آئے۔ ابرار جیسے سیاستدان کو فرق نہیں پڑتا اگر وہ ویڈیو وائرل ہو بھی جائے، مگر اُس کی فکر زرنش کی آنکھوں کا پانی تھا جو اُس کے دل کو درد سے بھر رہا تھا۔ ابرار نے خود سے وعدہ لیا کہ کچھ بھی ہو جائے زرنش کی آنکھ میں آنسو نہیں آنے دے گا۔

ابرار کا دل زرنش کے آنسوؤں کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ایک مضبوط اور بہادر لڑکی جیسے زرنش کو روتے ہوئے دیکھنا کتنا دلخراش ہے۔ اس نے ہمیشہ زرنش کو مسکراتے اور خوش دیکھا تھا، لیکن آج اس کے آنسوؤں نے ابرار کے دل میں ایک ٹیس پیدا کر دی تھی۔ ابرار کے لئے یہ بہت بڑی بات تھی کہ زرنش کا دل دکھنے نہ پائے، اور اس نے خود سے وعدہ کیا کہ وہ زرنش کو ہر حال میں خوش رکھنے کی کوشش کرے گا۔ وہ دعا گو تھا کہ زرنش کے آنسو جلد خوشی کے آنسو بن جائیں۔

زرنش کی پریشانی ابرار کی ساکھ کے بارے میں تھی۔ وہ جانتی تھی کہ ابرار ایک معروف سیاستدان ہے اور ایک چھوٹی سی غلطی بھی اس کی ساکھ کو متاثر کر سکتی ہے۔ زرنش کے دل میں ہر لمحہ یہ خوف تھا کہ ابرار کی ساکھ کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور یہی خوف اس کے آنسوؤں کی وجہ بنا۔ اس نے ابرار کو ہمیشہ

معاشرے میں عزت اور وقار کے ساتھ دیکھا تھا اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی بھی وجہ سے ابرار کی ساکھ پر کوئی دھبہ لگے۔ زرنش کی یہ فکر ابرار کے لئے اس کی گہری محبت اور خلوص کا ثبوت تھی۔

اگلے دن زرنش نے سفید سلک کا جوڑا پہنا تھا جس پر سنہری کام ہوا تھا۔ زرنش کے سر سے کبھی اس کی چادر نہیں ہٹتی تھی، وہ ہمیشہ اپنے سر کو ڈھک کر ہی گھر سے باہر نکلتی تھی۔ وہ دوسری لڑکیوں کی طرح اپنے دین اور اللہ کے احکام کو نہیں بھولتی تھی بلکہ ان کی پابندی کرتی تھی۔ ابرار شاہ ایک مڈل کلاس لڑکی کی وجہ سے خود بدل رہا تھا۔

***

وہ آج سفید سوٹ پہن کر دفتر کے لیے روانہ ہوا، ان دونوں کو اس بات کا علم نہیں ہوگا کہ دونوں ایک دوسرے کی محبت میں رنگ رہے تھے۔ ابرار کی ملاقات زرنش سے بہت حسین طریقے سے ہوئی، بادل گرجے اور بارش شروع ہو گئی مگر سورج نے اپنی جگہ نہ چھوڑی۔ یعنی دھوپ میں بارش ہو رہی تھی، یعنی آسمان ان کے لیے گرج رہا تھا۔

زرنش اور ابرار کی محبت ایسی تھی جیسے دو مختلف دنیاں آپس میں مل رہی ہوں۔ زرنش کی سادگی اور پاکیزگی نے ابرار کے دل میں محبت کی چنگاری جلا دی تھی۔ ابرار، جس کے پاس دنیا کی ہر نعمت تھی، زرنش کی معصومیت اور دینداری کی طرف کھنچتا چلا گیا۔ زرنش کے لئے ابرار کی محبت ایک محافظ کی طرح تھی، جو ہر حال میں اس کی حفاظت کرنے کے لئے تیار تھا۔ ابرار کی آنکھوں میں زرنش کے لئے محبت اور احترام کی روشنی جھلکتی تھی، اور

زرنش کے دل میں ابرار کے لئے بے پناہ محبت اور عقیدت بھر گئی تھی۔ ان کی محبت نے ان کے دلوں کو اس طرح جوڑ دیا تھا کہ جیسے دونوں کے دل ایک ساتھ دھڑک رہے ہوں۔

کام ختم ہونے کے بعد ابرار نے زرنش کو گھر چھوڑا اور گاڑی سے اتر کر نازش کے گھر کے اندر چلا گیا۔ زرنش یہ دیکھ کر سوچ میں پڑ گئی مگر زیادہ فکر نہ کرتے ہوئے گھر کے اندر چلی گئی۔ ابرار نے اپنے گارڈز کو بلایا اور ان کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جس پر کپڑا بچھا ہوا تھا۔

NOVEL HUT

"آپ سب کے لئے تحفہ لایا ہوں"۔ تو اس بڑی ٹرے کو دیکھ کر نازش کی ماں نے فوراً ہی ابرار کو دعائیں دینا شروع کر دیں اور ایسے ہو گئیں جیسے وہ دنیا کی

سب سے اچھی عورت ہیں۔ اس نے ٹرے کو گارڈز کے ہاتھ سے لینے کی کوشش کی تو ابرار نے روک دیا۔

"صبر.... اتنی آسانی سے نہیں....." یہ سن کر نازش کی ماں کا منہ بن گیا۔ "وہ جس موبائل میں ویڈیو ہے وہ موبائل لا کر دیں" تو اس کی ماں نے صاف انکار کر دیا جس پر ابرار نے ان سارے گفٹ کو واپس لینے کا آرڈر دینے لگا۔ نازش کی لالچی ماں نے انہیں روکتے ہوئے کہا کہ وہ موبائل لا کر آتی ہے۔ وہ موبائل ابرار کے حوالے کر دیا گیا اور ابرار نے ویڈیو بھی ڈیلیٹ کر دی مگر اس کے بعد ابرار نے جو کیا اس نے سب کو حیرانی میں ڈال دیا، ابرار نے وہ فون اتنی تیزی سے دیوار پر مارا کہ وہ دو حصوں میں ہو گیا۔

"ہائے میرا فون....."

"دوبارہ ایسی حرکت کی تو اس کی جگہ آپ سب ہوں گے اور یاد رکھیں، میں سردار ابرار شاہ ہوں یعنی ایک سیاستدان اور میرے لئے کوئی مشکل بات نہیں آپ سب کا منہ بند کروانا۔"

ابرار کا بس چلتا تو زرنش کے ایک ایک آنسو کا بدلہ ان کے خون سے لیتا۔

NOVEL HUT

دوسری طرف آریان اور علیانہ کلاس میں بیٹھے بور ہو رہے تھے، آریان اتنا جان چکا تھا کہ علیانہ گیمز میں بہت اچھی ہے اور دینا اس سے بہت جیلَس ہوتی ہے۔ آریان نے علیانہ کو گیمز کھیلنے کی آفر کی اور دینا کو دوسری ٹیم میں ڈال دیا۔

والی بال کھیلنے کے لیے دو ٹیمیں بنائی گئیں جن میں ایک ٹیم میں علیانہ اور دوسری میں دینا تھی۔ گیم شروع ہوئی اور سب میں لوگوں کا شور بھی تیز ہو گیا، کوئی دینا کو سپورٹ کر رہا تھا تو کوئی علیانہ کو، مگر آریان تو علیانہ کو ہی دیکھ رہا تھا اور اسی کو سپورٹ کر رہا تھا جس پر دینا کا غصہ جائز تھا۔

دینا نے گیم شروع کی اور گیم دونوں طرف سے بہت اچھی کھیلی جا رہی تھی مگر دینا کی بھاگنے کی رفتار علیانہ سے تیز تھی۔ دینا اپنی گیم میں جیتنے کے لحاظ سے پر اعتماد تھی مگر اس کی اسی غلط فہمی نے اس کو آگھیرا جب علیانہ نے تیزی سے بال پھینکی جس سے دینا ہار گئی۔

آریان جو علیانہ کو خوش ہوتے دیکھ رہا تھا، سب لوگ اس کے آگے پیچھے اس سے مل رہے تھے اور وہ پورے کالج میں مشہور ہو چکی تھی۔ آریان اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا اور فخر کی ایک لہر اس میں دوڑ رہی تھی جیسے اس نے خود گیم جیت لی ہو۔

دینا ہر ممکن کوشش کرتی تھی علیانہ کو ہرانے اور اسے نیچا دکھانے کی مگر کبھی کامیاب نہیں ہوتی تھی۔ کامیاب ہو بھی کیسے؟ اس کے غلط ارادوں کو اللہ جانتا تھا۔ علیانہ جو اللہ کی رحمت اور حفاظت پر یقین رکھتی تھی کیونکہ وہ تمام کا محافظ ہے۔ اس کا یقین تھا کہ وہ اللہ کی حفاظت میں ہے

وہاں ابرار تھا جو محبت کے امتحان میں کامیاب ہونے والا تھا اور دوسری طرف آریان تھا جو محبت کی پہلی سیڑھی پر تھا۔ محبت کوئی گڑیا گڈے کا کھیل نہیں، دو روحوں کے ملنے کو محبت کہتے ہیں اور ابرار کی روح زرنش سے

مل چکی تھی۔ محبت جب ہو جائے تو دوسرے انسان کی ہر چیز خوبصورت لگنے لگتی ہے اور خدا سے رشتہ مضبوط سا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جس طرح ابرار اور آریان اللہ کے قریب آ چکے تھے

نازش کی ماں کو اچھا سبق مل گیا تھا جب ابرار نے ان کی خبر لی۔ نازش کبھی ابرار شاہ کو اپنے گھر میں دیکھ کر حیران تھی مگر کہیں نہ کہیں اسے احساس ضرور ہوا تھا کہ وہ شاید ہماری زرنش کو پسند کرتا ہے۔ نازش کی کوئی غلطی نظر نہیں آ رہی تھی زرنش سے دوستی توڑنے میں یعنی اس کی ماں نے ہی اس کی بچپن کی دوست سے دوستی توڑنے کا کہا ہوگا۔ نہ جانے وہ عورت اپنی سوتیلی بیٹی سے کیا چاہتی تھی؟ نہ جانے وہ اسے کیوں خوش نہیں دیکھ سکتی تھی؟ بچپن میں

نازش کے بھائی اور باپ دونوں نازش سے بہت محبت کرتے تھے مگر نہ جانے کیوں اس عورت نے نازش کو ان سے دور کر دیا تھا۔

نازش کی سوتیلی ماں کا رویہ ہمیشہ سے ہی سخت اور بے رحم رہا تھا۔ نازش کو کبھی بھی اپنی ماں کی محبت اور شفقت نہیں ملی۔ اس کی سوتیلی ماں نے ہمیشہ اسے دوسروں سے کم تر سمجھا اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا۔ نازش کے دل میں ہمیشہ یہ سوال رہتا تھا کہ آخر اس نے کیا غلطی کی ہے جو اس کی ماں اسے خوش نہیں دیکھ سکتی؟ بچپن میں نازش کے بھائی اور باپ دونوں اس سے بہت محبت کرتے تھے، مگر اس کی سوتیلی ماں نے ان سب کو نازش سے دور کر دیا تھا۔ نازش کی زندگی میں خوشیوں کی کمی اور دکھوں کی بھرمار تھی، اور اس کی سوتیلی ماں کا رویہ اس کے دل کو مزید ٹوٹنے پر مجبور کر دیتا تھا۔

نازش کے بھائی اور باپ کی محبت اس کے لئے ختم ہو گئی تھی جب اس کی سوتیلی ماں ان کی زندگی میں آئی۔ نازش کے دل میں ہمیشہ یہ سوال رہتا تھا کہ آخر اس نے کیا غلطی کی ہے جو اس کے بھائی اور باپ نے اسے چھوڑ دیا؟ زرنش اور نازش کی محبت بچپن سے ہی بہنوں جیسی تھی۔ زرنش نے ہمیشہ نازش کو اپنی چھوٹی بہن کی طرح پیار کیا اور اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے ساتھی تھے اور ہر خوشی اور غم میں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے رہتے تھے۔ نازش کی ہر مشکل گھڑی میں زرنش اس کے ساتھ ہوتی تھی، جیسے ایک سچی بہن ہوتی ہے۔ ان کی محبت اور تعلقات نے وقت کے ساتھ اور مضبوطی پکڑ لی تھی، اور زرنش کی بے لوث محبت نے نازش کو ہمیشہ احساس دلایا کہ وہ اکیلی نہیں ہے، بلکہ اس کی بہن ہمیشہ اس کے ساتھ ہے۔

نازش کی سوتیلی ماں نے زرنش کے ساتھ اس کی دوستی کو زبردستی توڑ دیا تھا، صرف اس لیے کہ نازش کو اکیلا اور اداس رکھ سکے۔ نازش کی سوتیلی ماں نے ہمیشہ اس کے ساتھ برا سلوک کیا اور اس کی خوشیوں کو چھیننے کی کوشش کی۔ نازش کی بچپن کی دوست زرنش، جو اس کے لئے بہن کی طرح تھی، اس سے دور کر دی گئی۔ نازش کے دل میں ہمیشہ یہ سوال رہتا تھا کہ آخر اس نے کیا غلطی کی ہے جو اس کی سوتیلی ماں اسے خوش نہیں دیکھ سکتی؟ نازش کی زندگی میں خوشیوں کی کمی اور دکھوں کی بھرمار تھی، اور اس کی سوتیلی ماں کا رویہ اس کے دل کو مزید ٹوٹنے پر مجبور کر دیتا تھا۔

NOVEL HUT

حسد کرنے والے لوگ ہمیشہ دوسروں کی خوشیوں کو دیکھ کر جلتے ہیں۔ ان کے دل میں ایک عجیب سی بے چینی اور کڑواہٹ ہوتی ہے جو انہیں دوسروں کی خوشیوں سے محروم رکھتی ہے۔ وہ کبھی بھی کسی کو خوش دیکھ کر خوش نہیں

ہو سکتے، بلکہ ہمیشہ دوسروں کی کامیابیوں اور خوشیوں کو دیکھ کر ان کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ ان کی زندگی میں خوشیوں کی کمی اور دکھوں کی بھرمار ہوتی ہے، اور وہ اپنی اس حالت کو دوسروں پر نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی یہ حالت نہ صرف ان کے دل کو مزید ٹوٹنے پر مجبور کرتی ہے بلکہ دوسروں کی خوشیوں کو بھی متاثر کرتی ہے۔

ابرار نے پھر سے زرنش کو نماز پڑھتے دیکھا۔

"اب کون سے نفل ادا کر رہی ہو؟" ابرار دروازے پر ٹیک لگا کر پوچھنے لگا۔

"جی وہ ویڈیو والا مسئلہ حل ہو گیا اس لیے" زرنش معصومیت سے بولی جس سے ابرار کا دل پگھل گیا۔

"اللہ، یہ معصوم سی لڑکی" ابرار ہنستے ہوئے بولا مگر دل ہی دل میں "صدقے" کہہ رہا تھا۔

زرنش کا دل بھی ابرار کی طرف مائل ہو رہا تھا مگر وہ اس بات سے ناواقف تھی۔ مگر زرنش کی ہیزل آنکھیں ابرار کو سب بتا دیتی تھیں، ہنسی، غم، پریشانی سب کچھ اُس کی آنکھوں سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔ یہ کہنا جائز ہوگا کہ ابرار کو زرنش کی آنکھوں سے محبت تھی، سبز اور بھوری ایک دوسرے کی تعریف ہیں۔ پہلا مرد دیکھا ہے جو کسی عورت کی آنکھوں سے اتنی محبت کرتا تھا، وہ اُس کی آنکھوں میں بغیر پلکیں جھپکائے کئی گھنٹوں تک دیکھ سکتا تھا۔

اگر کچھ سیکھنا ہے تو آنکھیں پڑنا سیکھو

# لفظوں کے مطلب تو ہزار نکلتے ہیں

آج کل کے مرد تو عورتوں کے جسم سے کھیلتے ہیں مگر ابرار زرنش کے بالوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا، وہ اُس کے جسم سے نہیں بلکہ اُس کی روح سے محبت کرتا تھا۔ یہ تربیت کی بات ہوتی ہے جہاں ایک ماں اپنے بیٹے کو محبت کے راگ سکھاتی ہے، وہ اپنے بیٹے کو محبت کا پاس رکھنا سکھاتی ہے۔ ماں کا کردار مرد کی پہلی محبت میں بہت اثر رکھتا ہے اور ماں کی محبت کی تاثیر سے ہی مرد عورت سے محبت کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی عورت کے دل سے کھیل جائے یا اُس کے جسم کا غلط فائدہ اٹھا لے تو اتنا سمجھ لینا چاہیئے کہ اُس کی ماں کی تربیت اور محبت نے کوئی اثر نہیں ڈالا اپنے بیٹے کے دل پر یعنی اُس کی

تربیت میں کوئی نہ کوئی مسئلہ تھا۔ ابرار کی محبت کا اثر اُس کی ماں کی محبت سے پیدا ہوا تھا یعنی اُس کی ماں اپنے بیٹوں سے بے لوث محبت کرتی تھی۔

محبت انسان کے دل میں تب جنم لیتی ہے جب پیار خالص ہو یعنی پیار کرنے والا انسان پیار کے تمام مراحل کو پار کر جائے۔ محبت تو بہت خالص عمل ہے، رسول ﷺ کی محبت اللہ کے لیے اور اللہ کی محبت رسول ﷺ کے لیے ایک اعلیٰ مثال ہے۔ جو انسان محبت کے نظام میں خلل پیدا کرے تو وہ انسان خالص نہیں ہو سکتا۔ محبت وہ امتحان ہے جہاں کوئی ایک بار قدم رکھ لے تو وہاں سے آگے کا سفر اللہ خود اسے پار کرواتا ہے۔

حقیقی محبت کا مطلب ہے دو دلوں کا ملنا، جو خالصتاً ایک دوسرے کے لیے ہوں۔ یہ وہ احساس ہے جو دل کی گہرائیوں سے اُبھرتا ہے، اور جس میں خود غرضی کی کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ حقیقی محبت وہ ہوتی ہے جس میں دو لوگ ایک

دوسرے کی خوشی اور سکون کو اپنی ذات سے زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ یہ وہ رشتہ ہے جو وقت کی آزمائشوں سے گزر کر بھی مضبوط رہتا ہے۔ حقیقی محبت میں اعتماد، احترام، قربانی، اور بے لوثی شامل ہوتے ہیں۔ یہ وہ محبت ہے جو روح کو سکون دیتی ہے اور دل کو خوشی سے بھر دیتی ہے۔ حقیقی محبت اللہ کی محبت کی مانند ہے، جس میں کوئی کمی یا کمیون نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ بھرپور اور مکمل رہتی ہے۔

ابرار جو زرنش کے خیالات میں رہتا تھا، آریان جو علیانہ کے خیالات سے کنارہ کشی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ محبت ہی تھی جو دونوں بھائیوں کے دلوں میں بس چکی تھی۔

زرنش دفتر میں بیٹھی اپنے کام کر رہی تھی کہ ساتھ بیٹھی لڑکیوں نے ابرار شاہ کی برائی کرنا شروع کر دی۔ وہ سیاستدانوں کو برا بھلا کہہ رہی تھیں اور زرنش کان لگا کر سن رہی تھی۔

"شراب پینا تو ان جیسے لوگوں کے لئے عام سی بات ہے"، ایک لڑکی بولی۔ اسی کی پیچھے دوسری بولی، "ہاں، صحیح کہا بہن، یہ لوگ تو قتل بھی کرتے ہیں اور ان کی تو بہت زیادہ گرل فرینڈز ہوتی ہیں"۔ زرنش جو یہ سب سن رہی تھی، اس نے غصے سے ٹیبل پر فائلز رکھیں جس سے وہ لڑکیاں بھی سہمی سی گئیں۔ "آپ سب اپنا کام کریں اور ان باتوں کو بعد میں کر لیں"۔ یہ بول کر اپنے کام میں مصروف ہو گئی جبکہ دوسری لڑکیاں اسے شک کی نگاہ سے دیکھ رہی تھیں۔

زرنش ان کی نظروں کو محسوس کر سکتی تھی اور وہ اس بات کو جان گئی تھی کہ لڑکیاں اس کے بارے میں صحیح خیالات نہیں رکھتیں۔

گھر آنے کے وقت زرنش کو گھر چھوڑنے کے لئے ابرار نے گاڑی نکالی تو زرنش کا منہ پھولا ہوا تھا۔ ابرار بھاگتا ہوا زرنش کے سامنے آکھڑا ہوا اور زرنش کے پھولے ہوئے منہ کو دیکھ رہا تھا۔

"لال ٹماٹر کیوں بنی ہوئی ہو؟ کیا ہو گیا ہے؟" ابرار نے پوچھا۔

NOVEL HUT

زرنش نے ہلکے غصے سے کہا، "آپ شراب پیتے ہیں؟"

ابرار کا رنگ اڑ گیا جب زرنش نے اس طرح کا سوال پوچھا، اس کے پاس جواب میں کچھ نہیں تھا، وہ بس چپ کر کے کھڑا رہا۔

"آپ کیا قتل کرتے ہیں؟"

ابرار جو اب کنفیوز تھا اور دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اندر کی باتیں اس معصوم سی گڑیا کو کون بتا رہا ہے؟

"آپ کی بہت زیادہ گرل فرینڈز ہیں؟"

یہ سن کر تو ابرار کی ہنسی ہی چھوٹ گئی اور بولا، "کیا بولی جا رہی ہو زرنش؟ ٹھیک ہو؟ میں پانی لاؤں؟"

"لڑکیاں کہہ رہی تھیں کہ سارے سیاستدان ایسے ہوتے ہیں، تو کیا آپ بھی ہیں؟"

"پاگل لڑکی، ہر کوئی ایسا نہیں ہوتا"۔ اس بات پر زرنش کا پھولا ہوا منہ ٹھیک ہو گیا اور اس نے اپنے چہرے کے سامنے اپنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کا اشارہ دیتے ہوئے کہا، "وعدہ کریں آپ یہ سب نہیں کریں گے"۔ ابرار یہ سب دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ اس نے زرنش کی اس پیاری حرکت پر ہامی بھر لی اور خود بھی چھوٹی انگلی کا اشارہ کر دیا۔

ابرار اب خود کو زرنش کے مطابق بنانے کی کوشش کر رہا تھا، وہ اب اس کی خاطر خود کو پورا بدل سکتا تھا۔ وہ اپنی ہر بری عادت کو چھوڑنے کا فیصلہ کر چکا تھا جو زرنش کو ناگوار گزرتی تھی۔

ابرار اپنے گھر جا کر اپنے کمرے میں بیٹھ گیا اور اپنے کمرے میں مہنگی وائن سیکشن کو گھورنے لگا۔ اسے مہنگی سے مہنگی وائن خریدنا پسند تھا اور اپنے کمرے میں سجانے کا شوق تھا، اس کی اس شیلف کی قیمت لاکھوں روپے تھی اور ہوتی بھی کیوں نہ، اس نے یہ سب باہر کے ملک سے منگوائی تھی۔ زرنش کی باتیں اس کے دماغ میں گھوم رہی تھیں اور بار بار اسے اس کا ایمان یاد دلا رہی تھیں۔ اس کی معصومیت اور ابرار پر یقین ابرار کے دل کو موم کر رہا تھا۔ "اللہ....." اس کے دل سے نکلی اور اپنے بھائی کے کمرے سے بیس بال کا بیٹ لے آیا اور کلمہ پڑھ کر نیت باندھ لی کہ اب ان سب کی مجھے اپنی زندگی میں کوئی ضرورت نہیں۔ اس نے تیزی سے شیلف کی طرف بیٹ گھمایا اور اپنے دل کو مضبوط کر لیا، کانچ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور مہنگی ترین وائن کی بوتلیں ٹوٹ گئیں۔ فرش پر کانچ اور لال وائن گری ہوئی خون کی طرح دکھائی

دے رہی تھی۔ ابرار نے اس سب کچرے کو صاف کروانے کا آرڈر دیا اور خود جا کر لان میں بیٹھ گیا۔ اس ایک لڑکی نے ابرار کا ایمان اور اس کی محبت بچا لی تھی جس پر اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

ابرار زرنش کی وجہ سے اللہ کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ زرنش کی معصومیت اور اس کا ایمان ابرار کے دل میں ایک تبدیلی لا رہے تھے۔ ابرار جو پہلے دنیاوی چیزوں میں مگن رہتا تھا، اب اس کی نظر اپنی روح کی پاکیزگی اور اللہ کی رضا پر تھی۔ زرنش کی سادگی اور اس کی عبادات نے ابرار کو یہ احساس دلایا کہ حقیقی سکون اور محبت اللہ کی محبت میں ہے۔ زرنش کی محبت نے ابرار کے دل میں اللہ کی محبت کو جگا دیا تھا اور اس نے اپنی زندگی کو اللہ کی طرف موڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ابرار نے اپنی بری عادات کو چھوڑنے اور اپنی زندگی کو بہتر بنانے کا عزم کیا، تاکہ وہ زرنش کی طرح خالص اور پاکیزہ بن سکے۔

دوسری طرف آریان جو علیانہ کی پڑھائی اور گیمز کو دیکھ کر حیران تھا، علیانہ جو پڑھائی میں بھی اچھی تھی اور گیمز میں بھی۔ آریان کو صرف گیمز کا ہی شوق تھا اور پڑھائی سے دور بھاگتا تھا۔ ان کے کالج میں بڑے بڑے درخت تھے جن پر چھوٹی چھوٹی گلہریاں تھیں جن کو دیکھ کر علیانہ بے حد خوش ہو رہی تھی، یہ سب آریان دیکھ رہا تھا۔ اسے اس گلہری سے حسد ہونے لگی اور دل ہی دل میں وہ اس درخت کو کاٹ ڈالنے کا سوچ رہا تھا مگر وہ ایسا کر نہیں سکتا تھا۔ اسے اتنا اندازہ ہو چکا تھا کہ علیانہ کو جانور بہت پسند ہیں۔

جانوروں سے محبت انسان کے دل میں اللہ کی عظمت اور قدرت کے احساس کو اجاگر کرتی ہے۔ یہ بے زبان مخلوق جب انسان کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتی ہے تو ان کی آنکھوں میں چھپی معصومیت اور وفاداری ہمارے

دل کو نرم کر دیتی ہے۔ جانوروں کے ساتھ وقت گزارنا، ان کی دیکھ بھال کرنا اور ان کی حفاظت کرنا، ہمیں اللہ کی مخلوق کی قدر کرنا سکھاتا ہے۔ یہ محبت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اللہ کی رحمت ہر جاندار پر برستی ہے اور ہمیں بھی اس کی رحمت کی عکاسی کرنی چاہیے۔ جانوروں سے محبت ہمیں اپنی روح کو پاکیزہ بننے کی ترغیب دیتی ہے اور اللہ کے قریب کرتی ہے، کیونکہ یہ عمل ہمارے دل میں محبت، رحم، اور شفقت کے جذبات کو فروغ دیتا ہے۔

دینا کے دل میں حسد کی ایک گہری لہر اٹھی ہوئی تھی۔ علیانہ کی کامیابیاں اور خوشیاں دینا کے دل کو جلا کر رکھ دیتی تھیں۔ علیانہ کی ہر مسکراہٹ، ہر کامیابی، اور ہر تعریف دینا کے لئے ایک تیر کی طرح تھی جو اس کے دل کو چبھتا تھا۔ دینا نے ہر ممکن کوشش کی کہ علیانہ کو نیچا دکھا سکے، مگر ہمیشہ ناکام رہی۔ حسد نے دینا کے دل کو سخت اور اس کی روح کو تاریک کر دیا تھا۔ علیانہ کی محبت اور

شفقت دینا کے دل میں بسنے والے حسد کو کم نہ کر سکیں، اور اس نے ہمیشہ اپنے اندر کی تلخی کو چھپانے کی ناکام کوشش کی۔ دینا کی زندگی میں خوشیوں کی کمی اور دکھوں کی بھرمار تھی، اور اس کا حسد اسے مزید دکھ اور تنہائی کی طرف دھکیل رہا تھا۔

*****

چار مہینے بعد

علیانہ اور آریان اب سیکنڈ ایئر میں ہو چکے تھے۔ اب وہ سب کے سینئر بن چکے تھے اور سب پر اپنا رعب جھاڑتے تھے۔ دینا اب بھی علیانہ سے چڑتی تھی اور شاید اب اس کی حسد بھر چکی تھی جس کی وجہ سے اس کے خرافاتی دماغ میں غلط غلط پلان آتے تھے علیانہ کی عزت خراب کرنے کے لئے۔

جمعے کا دن تھا اور آج دینا چھٹی پر تھی۔یہ حیرانی کی بات تھی کہ دینا چھٹی پر ہے کیونکہ وہ کبھی چھٹی نہیں کرتی تھی۔جمعے کی وجہ سے جلدی چھٹی ہوئی اور سب گھر کے لئے روانہ ہوئے۔ علیانہ بھی گھر جانے لگی مگر اس کی وین خراب تھی جس کی وجہ سے اس کو رکشہ کروانا پڑا۔ اس کو رکشہ میں اکیلا سفر کرنا پسند نہیں تھا مگر مجبوری کے ہاتھوں اسے یہ بھی کرنا پڑا۔ اسے بیچاری کو کیا معلوم تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ دینا جو اپنی دوست کے گھر جانے کے لئے اسی روڈ پر ڈرائیونگ کر رہی تھی، اس نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے رکشہ کو تیزی سے گاڑی ماری جس کی وجہ سے رکشہ اچھلا اور علیانہ کا ماتھا لوہے کی راڈ پر جا لگا جس کی وجہ سے اس کا سر پھٹ گیا۔ وہ بیچاری زرنش کو کال کرنے لگی مگر نمبر بند آنے کی وجہ سے تھک کر آریان کو کال کر دی اور آریان پاگلوں کی طرح علیانہ کی لوکیشن ڈھونڈنے لگا۔ انسان کس حد تک جا سکتا ہے کسی کی زندگی

خراب کرنے کے لئے، ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ اپنی حسد اور اپنی انا کو سکون پہنچانے کے لئے دوسروں کو تکلیف دے دیتے ہیں۔

آریان جو گاڑی کو تیز رفتار میں بھگاتا ہوا اس رکشہ کو ڈھونڈ رہا تھا جس میں علیانہ تھی۔ اس کی لوکیشن کو ٹریس کرتے ہوئے آخر کار پہنچ ہی گیا۔ علیانہ جو خون نکلنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی تھی اور رکشہ والے کا بھی بہت خون بہ چکا تھا جس کی وجہ سے وہ بھی بے ہوشی کی حالت میں تھا۔ آریان جو دونوں کو اپنی گاڑی میں بٹھانے لگا، علیانہ کی یہ حالت دیکھ کر آریان ٹینشن سے بے قابو ہونے لگا۔ اس نے علیانہ کے ماتھے پر اپنا سفید رومال رکھ دیا جس سے اس کا خون رک جائے مگر وہ رومال خون سے بھر گیا، علیانہ کا خون قطروں کی طرح اس رومال سے بہنے لگا جس کی وجہ سے آریان کی ٹینشن اور بڑھ گئی اور اس کی آنکھوں میں آنسو علیانہ کی صحت اور تندرستی کے لئے نکلنے لگے۔ ہسپتال پہنچ

کر علیانہ اور رکشہ والے کو اسٹریچر پر لٹایا اور ڈاکٹروں کے حوالے کر دیا۔

آریان جس نے اپنے بڑے بھائی کو کال ملائی اور ساری بات بتائی جس پر ابرار کی ٹینشن جائز تھی۔ ابرار نے دل کو مضبوط کرتے ہوئے زرنش کو ساری بات بتائی جس پر زرنش کو چکر آ گئے اور اپنی بہن کی زندگی کے لئے دعا کرنے لگی۔ یہ دونوں فوراً ہسپتال پہنچے اور اپنی بہن کی صحت کے لئے دعا کرنے لگے۔ زرنش نے آریان کا شکریہ ادا کیا جو اسے ہسپتال لے آیا

تھا۔

آریان کو یقیناً جذبات کا طوفان محسوس ہوا - صدمہ، بے یقینی اور زبردست دھوکہ۔ یہ سمجھنا مشکل تھا کہ کوئی کس طرح ایسی بدنیتی رکھ سکتا ہے۔

بیمار علیانہ کو بستر پر دیکھ کر آریان کا دل درد میں اور دماغ غصے سے ابل رہا تھا، اُس نے روڈ کی فوٹیج چیک کروانے پر اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ تیز نیلے رنگ کی گاڑی اور کسی کی نہیں بلکہ ادینہ کی تھی جو اُس دن کالج نہیں آئی تھی۔ گاڑی کی شناخت کروانے کے بعد آریان کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر دل میں سخت نفرت تھی۔ یہ نفرت جائز بھی تھی کیونکہ کوئی انسان اتنا بے رحم کیسے ہو سکتا ہے جو کسی دوسرے کی زندگی کو داؤ پر لگا دے۔ آریان نے بغیر کسی کو بتائے اپنی گاڑی نکالی اور ادینہ کے گھر پہنچ گیا۔ ادینہ جو ایک بڑے باپ کی بیٹی تھی اور شراب نوشی جیسے غلط کاموں میں ملوث تھی۔ آریان کو دیکھ کر ادینہ خوشی سے کھل اٹھی مگر منہ سے شراب کی بدبو نے آریان کو الٹی کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ابرار نے اپنے بھائی کو آزادی دی

تھی مگر اُسے اخلاقی طور پر گِرنے سے بچایا ہوا تھا۔ آریان کا وہاں سے نکلنا ہی بہتر تھا مگر جانے سے پہلے ادینہ ایک بار پھر آریان کے قریب آکھڑی ہوئی۔

کیا ہوا؟ آؤ پارٹی انجوائے کرتے ہیں ہم۔ اتنی خوشی سے بولی جیسے کوئی جشن کا دن ہو۔ ایک بار پھر اُس کی آنکھوں کے سامنے اس کا غصّہ آگیا۔ اس بار آریان نے ادینہ کو جھٹکا دیتے ہوئے اپنی نفرت کا احساس دلایا اور صاف لفظوں میں ہم سے دُور رہنے کا کہہ دیا۔ ادینہ جو حیران تھی کیونکہ اُس کے راز کو اُس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا، آریان نے آخری بار ادینہ کو تیز تھپڑ اُس کے گال پر مار دیا جس سے وہ ہوش میں آئی۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ اپنی حسد میں آکر لوگ کس حد تک چلے جاتے ہیں اور کسی کی بھی زندگی برباد کر دیتے ہیں۔ انسان ایک ایسا جانور ہے جس کو بھوک نہ بھی ہو تب بھی دوسرے انسان کو نوچ کھاتا ہے۔ انسانوں کی سب سے بڑی کمی یہ ہے کہ اُن کے سینے

میں دل خون کا نہیں بلکہ نفرت کا بنا ہوا ہوتا ہے یعنی وہ ہر کسی سے نفرت کرتے ہیں اور اپنے مفاد کے لیے دوسرے انسان کو استعمال کرتے ہیں۔

آریان بغیر کچھ سوچے وہاں سے چلا گیا، کچھ دُور جاتے ہی اپنے ہاتھوں کو اس حیرانی سے دیکھ رہا تھا جیسے اُس نے بہت بڑا گناہ کر دیا ہو۔ اُس کے بھائی نے ہمیشہ اُسے لڑکیوں کا ادب کرنا سکھایا تھا اور اپنے ہاتھوں کو قابو میں رکھنے کی ترغیب دلائی تھی مگر نہ جانے کیوں آج پہلی بار اُس کا ہاتھ ادینہ کی اس حرکت کی وجہ سے اس کا ہاتھ اُٹھ گیا تھا۔

زَرنِش علیانہ کے بیڈ کے قریب ہی نماز ادا کر رہی تھی اور اللہ سے اپنی بہن کی صحت کی دعا کر رہی تھی۔ اسے اپنی بہن سے سب سے زیادہ محبت تھی اور وہ اس کے بغیر ایک لمحہ بھی نہیں گزار سکتی تھی۔ یہ ہی تو دونوں بہنوں کی محبت تھی، تنگ ایک دوسرے کو بہت کرتی تھیں مگر محبت کا مقام اپنی جگہ تھا۔

علیانہ کے جسم میں حل چل زَرنِش نے محسوس کر لیا تھا جس کی وجہ سے وہ فوراً اپنی بہن کے بیڈ کے قریب جا کھڑی ہوئی، علیانہ اب ہوش میں آچکی تھی۔ علیانہ کے ہوش میں آنے کی وجہ سے مانو زَرنِش کی جان میں جان آگئی۔ زَرنِش کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور اپنی بہن کے گالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ علیانہ کا کانپتا ہوا کمزور ہاتھ زَرنِش کے چہرے سے اس کے گرتے آنسو صاف کرنے لگا، وہ بھی اپنی بہن کو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

آریان ہسپتال پہنچا تو علیانہ کو بہتر حالت میں دیکھ کر اس نے شکرانے کے نفل ادا کرنے کا سوچا۔ ہسپتال کے ساتھ مسجد جاتے وقت راستے میں آریان کی نظر ایک غریب اور مسکین انسان پر پڑی جو کچھ چھوٹی چیزیں بیچ رہا تھا۔ وہ اس قدر مایوس لگ رہا تھا جیسے اس کے پاس گھر لے جانے کو کچھ نہ ہو۔ اس شخص کے چہرے پر اداسی اس کے گھر کے حالات کو واضح طور پر ظاہر کر رہی

تھی۔ مایوسی سے اس کا سر جھکا ہوا تھا جیسے اسے امید تھی کہ آج بھی وہ خالی گھر واپس لوٹے گا۔ آریان کے دل کو اس انسان کی مایوسی اور اداس چہرے نے غم کے ساتھ ساتھ خوشی میں مبتلا کر دیا۔ اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ "الحمدللہ، اے اللہ تو نے ہمیں سب کچھ عطا فرمایا ہے" اور صحیح غم اس بات کا تھا کہ ان جیسے لوگوں کی مدد ہر کوئی نہیں کرتا۔ اپنی جیب سے والٹ نکالا اور دو پانچ ہزار کے نوٹ اس کی ٹوکری میں رکھ دیے۔ اس شخص کا نیچے جھکا ہوا چہرہ حیرانی اور خوشی سے آریان کو دیکھنے لگا۔ آنکھوں میں خوشی کے آنسو اور لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ اس نے آریان کو ایسی دعا دی جو شاید سب دعاؤں میں سب سے خوبصورت ہے۔

"اللہ تم کو ہمیشہ خوش رکھے اور تمہاری قسمت کو خوشیوں سے بھر دے"۔

اس دعا پر آرین کا دل مطمئن تھا یعنی اسے یقین تھا کہ اس کا پروردگار اس

شخص کی دعا ضرور پوری کرے گا۔ آریان نے شکرانے کے دو نفل ادا کیے، اس کی خوشی اس کی نماز میں جھلک رہی تھی۔

علیانہ کو جلد ڈسچارج کر دیا گیا، ابرار نے اپنی گاڑی میں تینوں کو بٹھایا۔ زَرنِش ابرار اور آریان کی تربیت دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی، ان کی ماں نے سچ میں ان کی تربیت اس قدر خوبصورت انداز میں کی تھی کہ اس کی ہر حرکت سے وہ جھلکتی تھی۔ زَرنِش جو مسلسل ابرار کی طرف دیکھ رہی تھی جس پر ابرار نے اس کی نظروں کے بارے میں سوال پوچھا۔ "شکریہ آپ کا، آپ نے اتنا سب کچھ کیا ہمارے لیے۔"

ابرار بے تکلف ہو کر بولا "اس میں شکریہ ادا کرنے کی کون سی بات ہے؟ اللہ کا شکر ادا کریں۔"

زَرنِش اس بات پر مسکرائی اور اپنی سوچ میں مگن ہو گئی۔ کچھ لوگ اس دنیا میں بہت خوبصورت احساس اپنے دل میں رکھتے ہیں جس کا نام انسانیت ہے۔یہ احساس اسی شخص کے دل میں ہوتا ہے جو خدا کی قدرت پر یقین رکھتا ہے۔

ان لوگوں نے اپنے بابا جان کو ابھی تک کچھ بھی نہیں بتایا تھا کیوں کہ ان کی طبیعت ویسے ہی خراب رہتی تھی۔ گھر پہنچ کر لاکھوں سوالات پوچھے ان کے بابا جان نے اور ساتھ ہی ساتھ ناراض بھی ہوئے۔ ناراض ہوتے بھی کیوں نہ؟ ان کی پیاری لاڈلی بیٹیاں جو تھیں۔

دونوں بھائی اپنے گھر پہنچے تو صدام صاحب نے اپنے اسٹڈی روم میں ابرار کو بلایا۔ دونوں بھائی جو خوشی خوشی اپنے کمروں کی طرف جا رہے تھے اچانک اپنے ڈیڈ کی آواز سن کر پریشان ہو گئے۔ ابرار نے آریان کو اشارہ کیا کہ وہ اپنے کمرے میں جائے اور وہ خود اپنے ڈیڈ کے پاس چلا گیا۔ ان کے ڈاد اخبار پڑھ رہے تھے بغیر کاغذ کو ہلائے ابرار سے سوال کرنے لگے۔

"تم کہاں تھے؟"

"میں ہسپتال میں اپنے دوست کی وجہ سے رکا ہوا تھا۔"

"کون دوست؟"

"ڈیڈ آپ نہیں جانتے اسے۔"

صدام صاحب کے ہاتھ میں جلی ہوئی سگریٹ نے دھواں چھوڑا جو ابرار کے سینے میں جانے سے اس کی سانس بند کر رہا تھا۔

"تم اس لڑکی کے ساتھ کیا کر رہے تھے؟"

ابرار جو ایک دم ٹھنڈا پڑ گیا تھا، اسے اس سوال کا جواب سوچنے کا وقت ہی نہیں ملا جس پر اس کے ڈیڈ نے دوبارہ سوال کیا۔

NOVEL HUT

"تم اس لڑکی سے ملنا کب چھوڑو گے؟"

ابرار جس کی زبان پر کوئی الفاظ نہیں تھے تیزی سے بولا "آپ کس کی بات کر رہے ہیں؟"

"میں اسی لڑکی کی بات کر رہا ہوں جو ہر وقت تمہارے ذہن پر حاوی رہتی ہے۔"

"ڈیڈ وہ لڑکی زرنش ہے اور مجھے وہ بہت پسند ہے۔"

ہاتھ میں پکڑی ہوئی سگریٹ توڑ دی، غصے سے اخبار ٹیبل پر پھینکا۔

"تمہاری شادی اس لڑکی سے تو بلکل نہیں ہوگی کیونکہ میں جہاں کہوں گا وہیں کرو گے شادی۔"

NOVEL HUT

اس بات نے ابرار کو حیران کر دیا مگر غصے سے ابرار نے جواب دیا "میں اسی سے شادی کروں گا، مجھے باقی کسی لڑکی میں بھی دلچسپی نہیں۔"

اس بات نے صدام صاحب کو ایک بار پھر غصے سے بھر دیا۔ "میری مرضی کے خلاف جاؤ گے؟ تم میرے گھر میں کھڑے ہو اور تمہیں سب کچھ میں نے دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔

ابرار کو یہ بات بہت ناگوار گزری۔ "کروں گا تو زرنش سے ورنہ کسی سے نہیں کروں گا۔" دروازے کو تیزی سے کھولتے ہوئے، ہوا کی رفتار سے چل دیا۔

صدام صاحب کا غصہ جوبن پر تھا۔ ان کے چہرے کی سرخی اور آنکھوں کی تپش نے ظاہر کر دیا کہ وہ بالکل بھی اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ ابرار ان کی مرضی کے خلاف کوئی قدم اٹھائے۔

"کیسے تم میری مرضی کے خلاف جا سکتے ہو؟" صدام صاحب نے سخت لہجے میں کہا، "یہ سب کچھ جو تمہارے پاس ہے، میں نے دیا ہے تمہیں۔ اور تم؟ تمہاری ہمت کیسے ہوئی؟"

اسلام میں شادی ایک مقدس اور اہم بندھن ہے، اور اس میں دونوں فریقین کی رضامندی ضروری ہے۔ والدین کا کردار بچوں کی رہنمائی اور مشورہ دینے میں اہم ہوتا ہے، مگر بچوں کو زبردستی اپنی مرضی کے مطابق شادی کرنے پر مجبور کرنا اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔

NOVEL HUT

قرآن مجید میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ شادی میں دونوں فریقین کی رضامندی ضروری ہے۔ سورہ النساء (4:19) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اے ایمان والو! تمہارے لئے جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔ اور انہیں تنگ نہ کرو تاکہ تم ان سے کچھ حصہ واپس لے سکو جو تم نے انہیں دیا ہے، سوائے اس کے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ اور ان کے ساتھ بھلائی سے زندگی گزارو۔ اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔"

یہ آیت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ شادی میں نرمی اور باہمی احترام ضروری ہے۔ زبردستی شادی کرنا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح، حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بھی شادی میں دونوں فریقین کی رضامندی کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "پہلے سے شادی شدہ عورت کو اپنے ولی سے زیادہ حق حاصل ہے، اور کنواری لڑکی کی رضامندی لی جائے، اور اس کی خاموشی اس کی رضامندی ہے۔" (صحیح مسلم)

والدین کی نصیحت اور دعائیں بہت اہم ہیں، مگر شادی کے فیصلے میں دونوں فریقین کی آزادی ضروری ہے۔ زبردستی کی گئی شادیوں سے ناخوشی اور اختلافات پیدا ہو سکتے ہیں، جو کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔

بچپن سے ہی ابرار کی بات کو رد کر دیا جاتا تھا اور اس کے والد اس کی کوئی بات سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ ابرار کو اپنی ماں کے پیار کے علاوہ کوئی اور پیار نہیں ملا تھا۔ چھوٹی سی عمر میں ہی ابرار نے اپنی ماں کے گزر جانے کے بعد اپنے بھائی کا خیال رکھا تھا۔ اس کے دل میں جتنی خواہشات تھیں سب ختم ہو چکی تھیں۔ اس نے پھر کبھی اپنے باپ سے کسی خواہش کا اظہار نہیں کیا اور اپنے بھائی کی خواہشات اور چاہت کو پورا کرنے میں لگ گیا۔

NOVEL HUT

صدام صاحب ہمیشہ سے ابرار کی زندگی کو اپنے کنٹرول میں رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ بچپن سے ہی ابرار کی ہر خواہش، ہر خواب اور ہر فیصلے کو رد کر دیا جاتا تھا۔ ابرار کے پاس اپنی مرضی کے مطابق کوئی بھی فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں تھا۔

ابرار کی ماں کی وفات کے بعد صدام صاحب کی سختی اور بھی بڑھ گئی۔ ابرار کی زندگی کا ہر پہلو صدام صاحب کی مرضی کے تابع تھا۔ ابرار کو اپنی زندگی میں کبھی بھی اپنی خواہشات اور جذبات کو ظاہر کرنے کا موقع نہیں ملا۔ ہر بار جب ابرار نے اپنے دل کی بات کہنے کی کوشش کی، اسے فوراً رد کر دیا گیا۔

زرنش سے ملنے کے بعد، ابرار نے زندگی کی حقیقی خوشی محسوس کی۔ زرنش کی محبت اور حمایت نے ابرار کی زندگی میں جو روشنی اور سکون لایا، وہ اس کے لئے ایک نئی امید کا سبب بنا۔

اب ابرار کو پہلی بار احساس ہوا کہ زندگی صرف خوشیوں اور خوشی سے ہی بھری ہو سکتی ہے۔ زرنش کے ساتھ گزرا وقت ابرار کے دل میں ایک نئی توانائی اور خوشی بھر دیتا تھا۔ اس کی محبت نے ابرار کو اپنی زندگی کے مسائل اور چیلنجز کا سامنا کرنے کے لئے مضبوط بنایا۔

پہ زخم کھاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جان سے گزرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جرم صرف اتنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ان کو پیار کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

اعتبار بڑھتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور بھی محبت کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب وہ اجنبی بن کر، پاس سے گزرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

NOVEL HUT

(NFAK)

ابرار جانتا تھا کہ اس کے والد اسے اس شادی کی اجازت کبھی نہیں دیں گے مگر اپنی محبت کو پانے کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔ اس نے زرنش سے

بات کرنے سے پہلے ہی اس کے گھر رشتہ لے جانے کا سوچا۔ زرنش کو اس بات کا علم ہی نہیں تھا کہ اس کے لئے رشتہ آجائے گا۔ ابرار سفید قمیض شلوار اور پشاوری چپلی میں بہت خوبصورت لگ رہا تھا اور اس کا چھوٹا بھائی بھی کسی سے کم نہ تھا۔ اریان اور ابرار دونوں سرفراز صاحب کے گھر چل دیے۔ دروازے پر کھڑے یہ دونوں کافی نروس نظر آرہے تھے۔

"بھائی، یہ نہ ہو کہ وہ ڈنڈا اٹھا کر مارنے لگ جائیں ہمیں۔" اریان نے کہا۔

NOVEL HUT

"چپ کرو پاگل، اللہ نہ کرے۔ میرا ویسے ہی دل نکل رہا ہے۔" ابرار نروس ہو کر ہنسنے لگا۔

زرنش نے دروازہ کھولا تو حیران ہو گئی ان دونوں بھائیوں کو دیکھ کر۔ زرنش کی نگاہ ابرار سے جا ملی مگر بیچارے اریان کی نظریں زرنش کے پیچھے الیانہ کو ڈھونڈنے میں مصروف تھیں۔

دونوں بھائی گھر کے اندر آئے اور گھر کو دیکھنے لگے جس پر بہت سی خوبصورت ترین پینٹنگز لگی ہوئی تھیں۔

NOVEL HUT

ابرار نے ان پینٹنگز کی تعریف کرتے ہوئے کہا، "کتنی ٹیلنٹڈ ہو تم۔"

وہی اریان اوپر نیچے علیانہ کو ڈھونڈ رہا تھا۔

"تم یہ سب خود بناتی ہو؟" ابرار اور زرنش آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ کچن کی سائیڈ سے علیانہ باہر آئی۔ اریان نے خوشی سے گردن موڑی تو اس کا دل ہی باہر آگیا۔

"اللہ..."

NOVEL HUT

علیانہ جس نے منہ پر ماسک لگایا ہوا تھا اور بالوں کو جوڑے میں باندھا ہوا تھا۔

"علیانہ.... میرا دل نکال دیا تم نے۔" یہ سن کر علیانہ ہنسنے لگی اور اتنا بھی ہنسی کہ اس کے پیٹ میں درد شروع ہو گیا۔

ان کی آوازیں سن کر سرفراز صاحب اپنے کمرے سے باہر آئے۔ ابرار نے صاف بات سرفراز صاحب کو بتائی جس پر انہیں خوشی ہوئی کہ ان کی بیٹی کا رشتہ اتنے اچھے خاندان سے آیا ہے مگر وہ اس بات پر ناراض تھے کہ ان دونوں بیٹوں کے والد صاحب نہیں آئے تھے۔

"آپ کے والد کہاں ہیں بیٹا؟"

"جی... وہ..." ابرار کچھ بول نہ سکا جس پر اریان نے بولا، "انکل وہ میٹنگ میں مصروف تھے اور معذرت کر رہے تھے۔"

یہ سن کر سرفراز صاحب کی ناراضگی کم ہوئی۔ انہوں نے وقت مانگا اور منہ میٹھا کروایا، زرنش کو رات کا کھانا بنانے کو کہا اور ان دونوں کو کھانے کے لئے روک لیا۔ ابرار گھل مل گیا تھا سرفراز صاحب کے ساتھ اور سیاست اور بزنس کی باتیں کرنے لگا۔ وہی اریان علیانہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا جو علیانہ کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔

"تم کو کیسا لگ رہا ہے کہ تم میرے بھائی کی سالی بننے والی ہو؟"

علیانہ ہنستے ہوئے بولی، "بہت اچھا... تم بھی تو میری بہن کے دیور بنو گے۔

اریان مسکراتے ہوئے بولا، "ہاں ہاں بالکل اور کیا پتا ہماری بھی شادی ہو جائے۔"

یہ سنتے ہی علیانہ کے گال لال ہو گئے اور اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ اریان خود بھی شرما رہا تھا۔ زرنش کے ہاتھ کی بریانی بہت مزیدار تھی، ابرار تو دل ہی دل میں خوش تھا کہ اس کی بیوی کو بہت اچھا کھانا بنانا آتا ہے۔ اریان نے ابرار کے کان میں ہلکی سی آواز میں کہا، "بھابی کے ہاتھ کا کھانا تو میں روز کھاؤں گا" جس پر ابرار کا شرمانا جائز تھا۔

"بھائی آپ تو لال ہو رہے ہیں کیا اتنی مرچ لگ گئی؟"

زرنش نے یہ سن کر پانی کا گلاس تھمایا۔

"پاگل، مجھے مرچ نہیں لگی تمہاری بات دل پر لگی ہے اس لئے شرما رہا ہوں۔"

گھر کو روانہ ہونے کے وقت ابرار نے زرنش کو ایسی بات کی جس سے اُس کی آنکھ میں آنسو آ گئے۔ وہ بات کچھ یوں تھی: "زرنش، میں ایک مردہ دل کا آدمی ہوں، میری زندگی بنجر ہے اور میرے خواہشات کو تالا لگ چکا ہے، مگر میں دل سے مردہ بندہ تمہارے ساتھ ایک نئی زندگی شروع کرنا چاہتا ہوں... میں زندگی میں خوش ہونا چاہتا ہوں... بچپن سے اب تک اس چیز کو سوچنے پر قادِر تھا کہ خوشیاں ہمارے نصیب میں نہیں، مگر تم سے ملنے کے بعد یقین ہوا کہ خدا خوشیاں سب کو دیتا ہے بس انہیں تلاش کرنا انسان کا کام ہے۔"

ابرار اپنے آنکھوں سے آنسو پونچھتا ہوا گھر چلا گیا، اور زرنش یہ سوچتی رہ گئی کہ محبت میں نکلے ہوئے آنسو انسان کے حق کی گواہی دیتے ہیں، اللہ کے نزدیک آنکھوں سے نکلا ہوا آنسو بہت قیمتی ثابت ہوتا ہے۔

اریان جاتے جاتے سرفراز صاحب کو اکیلے میں بولا، "انکل، اللہ آپ کی لمبی اور صحت والی زندگی کرے، مگر آپ اپنی بیٹی کے حق میں غلط فیصلہ نہ لیجئے گا کیونکہ میرا بھائی آپ کی بیٹی سے بے حد محبت کرتا ہے۔ بچپن سے اپنی خوشیوں اور خواہشات کو میرے لئے مار کر میری خوشیاں اپنی آگے رکھی ہیں... سوچیے آپ کی بیٹی سے کتنی محبت کرے گا میرا بھائی... ہمارے دیڈ نہیں

آئیں گے ملنے کیونکہ وہ میرے بھائی کی خوشیوں کو دیکھنا نہیں چاہتے، انہوں نے کبھی ہماری خوشیوں میں شرکت نہیں کی..."

ان باتوں سے سرفراز صاحب کا دل ٹوٹ گیا۔ ایک بیٹے کا باپ اپنی بیٹوں کی خوشیوں میں شریک نہیں ہو گا؟ کیسے لوگ ہیں جو اپنی اولاد کی خوشیوں کو آگ لگا دیتے ہیں... روز محشر کیا جواب دیں گے اور کیا سوال ہوگا؟

زرنش کے دل میں عجیب سی خوشی تھی۔ اس کا دل شکرانے کے نفل ادا کرنے کا تھا، مگر اس نے اپنی خوشی کو سنبھالتے ہوئے عشا کی نماز پڑھی اور اللہ سے اپنی قسمت اچھی کرنے کی دعا کی۔ وہ یہ دعا ہر نماز میں کرتی تھی۔

ابرار اریان سے پوچھتا رہ گیا کہ اس نے اتنا وقت زرنش کے گھر میں کیوں لگایا، مگر اریان کچھ نہ بتاتے ہوئے چپ رہا۔ وہ اپنے بھائی سے نظریں نہیں ملا سکتا تھا کیونکہ اس کی آنکھوں میں بھائی کے لئے آنسو تھے۔ اس کی آنکھوں میں ابرار کی محبت کے آنسو تھے جو گواہی دے رہے تھے کہ اس کے بڑے بھائی نے اپنی آدھی زندگی اپنے باپ کے اشاروں پر اور چھوٹے بھائی کی خوشیوں پر لگا دی۔ گھر آکر ابرار نے عشا کی نماز ادا کی اور اللہ سے بچوں کی طرح ضد لگا کر بیٹھ گیا جیسے بچہ اپنی ماں سے ضد لگا لیتا ہے۔ اسے امید ہوتی ہے کہ اس کی ماں اس کی ضد پر اسے وہ چیز دلادے گی جو وہ چاہتا ہے، اسی طرح ابرار اللہ سے ضد کرنے لگا۔ مصلیٰ پر بیٹھے ابرار کے آنسو بہنے لگے جب اسے زرنش کی جدائی کا خیال آیا۔ اسے کیا پتا تھا کہ "کن فیا کن" کی دیر تھی۔ اس کے دل میں اللہ نے ایک خوشی پیدا کر دی، اس کی امید سچ میں بدلنے

لگی، اس کے دل میں لگی ہوئی امید سچی معلوم ہونے لگی۔ اس کے مصلیٰ پر گرتے ہوئے آنسو اس کے عشق کی گواہی دے رہے تھے۔ وہ اس قدر ضد کرتے ہوئے رو رہا تھا کہ وہ وہیں مصلیٰ پر سو گیا۔ وہ نیند اس کے لئے سب سے خوبصورت نیند تھی۔ ساری مشکلات، تکالیف اور خواہشات کے بوجھ سے دور اس کا سکون اس کے کندھوں پر تھا۔

ابرار کے آنسو اس کے خلوص اور محبت کی گواہی دے رہے تھے، اور اللہ کی رحمت ان پر سایہ فگن تھی۔ اللہ کی محبت ایسی ہے کہ وہ اپنے بندے کی پکار کو کبھی نظر انداز نہیں کرتا۔ اللہ نے ابرار کے دل میں سکون اور امید کی روشنی ڈالی، جس سے اس کی دعاوں کا جواب ملنے کی امید بڑھ گئی۔ اریان جو دوسری طرف نماز میں ابرار اور زرنش کی لمبی اور صحت والی زندگی اور ان کی شادی کے لیے دعا کر رہا تھا۔ وہ اپنے بھائی کو خوش دیکھنا چاہتا تھا۔ ابرار سب کے

ساتھ ہنسی مذاق کرتا ہے مگر اس کے رب نے اس کو اکیلا روتے دیکھا ہے، اس کے بھائی کو اندازہ ہے بھائی کے دل کے جذبات کا۔ اللہ یہ سب دیکھ رہا تھا جو اس کے بندے دعاؤں میں مانگ رہے تھے اس سے۔ علیانہ زرنش کو دیکھ کر خوش ہو رہی تھی جس طرح زرنش کے چہرے پر اطمینان اور سکون تھا۔ علیانہ اپنی ماں کو یاد کرتے دل ہی دل میں کہنے لگی، "ماں، اگر آپ ہوتی تو اپنی بہن کی خوشیوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتی۔"

اگلے دن صدام صاحب کی پارٹی کا جلسہ تھا جس میں ابرار نے بھی حاضری دی۔ جلسے میں کھڑی ہوئی عورتوں کی صف میں لڑکیاں ابرار کو دیکھ کر زور زور سے چلانے لگیں اور ابرار کی توجہ پانے کے خاطر خود کا حلیہ ٹھیک کرنے لگیں۔ ابرار جو ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھا ہوا تھا، ایک بار بھی ان لڑکیوں

کی طرف متوجہ نہ ہوا اور اپنی آنکھوں کو زمین پر ہی ٹکائے بیٹھا رہا۔ ایک لڑکی زور سے بولی، "ابرار آئی لو یو" جس پر ابرار متوجہ ہو ہی گیا۔ ابرار اس بات کو ان سنا کرتے ہوئے اپنی تقریر دی اور آخر میں کچھ ایسا بولا جس نے سب کو حیران کر دیا، "میری شادی ہونے والی ہے اور میں غریبوں میں کھانا تقسیم کرواؤں گا تو میری حق میں دعا کریں"۔ یہ بات سن کر لڑکیوں کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔ کتنی لڑکیاں ابرار کو میسج کرتی تھیں اور اس کے پیچھے پاگل تھیں۔ ہوں گی بھی کیوں نہیں؟ سفید قمیض شلوار میں کھڑا، خوبصورت ترین مرد جس نے ویسٹرن لباس کو چھوڑ کر اپنا قومی لباس پہننا پسند کیا۔ سنہری بال اور شہد کے رنگ کی آنکھیں بہت خوبصورت تھیں۔ صدام صاحب کی طرح تو بالکل نہیں تھا ابرار کیونکہ وہ اپنی ماں پر گیا تھا، اس کی ماں ہنزہ سے تعلق رکھتی تھی اور والد سوات سے۔ پہلی بار اس کی آنکھوں میں چمک سی نظر آ رہی

تھی، شاید محبت کی چمک تھی۔ صدام صاحب جن کا خون ابل رہا تھا، ابرار کو گھورے جا رہے تھے اور ابرار نے خوشی سے اپنے دیڈ کو گلے لگایا۔ زندگی میں پہلی بار ابرار نے اپنے باپ کو گلے لگایا تھا، اس نے بچپن سے ہی باپ کی مار کھائی تھی چاہے وہ غلط ہو یا نہ ہو۔ صدام صاحب کے دل کو ایک جھٹکا لگا جس پر وہ برف کی طرح ٹھنڈے پڑ گئے۔ انہوں نے بھی کبھی بیٹے کی محبت کو نہیں اپنایا تھا اور نہ ہی کبھی محسوس کیا تھا۔ ابرار کی اس حرکت سے ان کی آنکھ بھر آئی۔ اپنے بیٹے کے کندھوں کو پکڑ کر تیز گلے لگایا اور غصے کو بھول گئے۔ صدام صاحب اور ابرار کے درمیان طویل عرصے بعد پیدا ہونے والی خوبصورت محبت واقعی دل کو چھو لینے والی ہے۔ جس طرح ابرار نے اپنے والد کو گلے لگایا، اس نے ان کے دلوں میں محبت اور احساس کی چنگاری کو

جلا دیا۔ یہ لمحہ ان کی زندگی میں ایک نئے باب کی شروعات تھی، جہاں ماضی کی تلخیوں کو پیچھے چھوڑ کر محبت اور معافی نے جگہ لی۔

خبر ہر چینل پر چل رہی تھی ابرار کے رشتے کی، اور بہت سی خواتین خاص طور پر اس بات سے پریشان تھیں کہ ابرار کس خوش نصیب سے شادی کرے گا۔ ابرار جو یہ سب دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا، اس نے اپنی محبت کو حلال کرنے کا سب کے سامنے اظہار کیا۔ یہ خبر سرفراز صاحب نے بھی دیکھی تھی جس پر انہیں یقین ہو گیا کہ ابرار دل کا سچا ہے اور سچی محبت کرنے والا ہے۔

NOVEL HUT

دفتر میں زرنش اس بات پر خوشی سے شرما رہی تھی، جو دفتر کا باقی سٹاف دیکھ رہا تھا۔ کچھ لڑکیاں اس پر تنقید کرنے لگیں، "اس میں ایسا کیا ہے؟ یہ کون سی حور پری ہے؟ شرمانا تو دیکھو اس میڈم کا"۔ یہ ساری باتیں زرنش سن رہی تھی مگر ہمیشہ کی طرح نظر انداز کرتے ہوئے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ کچھ دیر بعد سفید گلاب کا اتنا بڑا گلدستہ زرنش کو گارڈ نے لا کر دیا۔ وہ بہت کنفیوز تھی مگر جب کارڈ دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا "میری ہونے والی بیوی کے لیے"۔ پڑھ کر زرنش خوشی سے لال پیلی ہو گئی۔ اس کا پسندیدہ رنگ سفید تھا اس وجہ سے ابرار اب سفید رنگ پہننے کو ترجیح دیتا تھا۔ اس بڑے سفید گلدستے کو دیکھ کر باقی لڑکیاں حیران ہو گئیں اور شرمندگی سے اپنا سر نیچے کر لیا۔

ابرار سچ میں خود کو زرنش کے لئے بدل رہا تھا۔ محبت کی تاثیر ہی بتا رہی تھی کہ اللہ نے ان دونوں کو ایک دوسرے کے لئے منتخب کر لیا ہے اور جلد وہ ایک دوسرے کے نصیب میں محرم بن کر حاضر ہوں گے۔

"بیٹا تم نے کیا بات بولی ہے؟ تم کس سے شادی کر رہے ہو؟"

ابرار اپنے والد کی ان باتوں کو سن کر حیران ہوا کیونکہ زندگی میں پہلی مرتبہ انہوں نے ابرار کی زندگی کے حوالے سے سوال پوچھا تھا۔

"جی... اس لڑکی کا نام زرنش ہے اور میں اس سے جلد ہی نکاح کر رہا ہوں۔"

"مجھ سے ملوایا بھی نہیں؟"

یہ سنتے ہی ابرار کے چہرے پر مسکان سی نمایاں ہوئی جس سے اس کی خوشی کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔

"جی... میں ضرور ملواؤں گا۔"

ابرار شام میں اپنے ابو کو زرنش کے گھر اس کے والد سے ملوانے لے گیا۔ سردار صدام شاہ کو اپنے گھر میں دیکھ کر سرفراز صاحب تو خوشی سے پاگل ہو گئے کیونکہ سرفراز صاحب ان کے بہت بڑے حمایتی تھے۔ آپس میں باتیں ہوئیں اور تاریخ رکھی گئی۔ صدام صاحب کو بڑی دھوم دھام سے شادی کرنی تھی کیونکہ ان کے بڑے بیٹے کی شادی تھی، مگر اس بات سے زرنش خوش نہیں تھی۔ زرنش کو مسجد میں نکاح کرنا تھا اور اسی کو پسند کرتی تھی۔ ابرار اس بات سے واقف تھا کہ زرنش کو ناچ گانا اور ان دنیاوی چیزوں میں کوئی شوق نہیں، تو اس نے اپنے والد کو مشورہ دیا سادہ نکاح کا۔ یہ بات سن کر زرنش کا چہرہ کھل سا گیا، ابرار جو زرنش کے چہرے کی خوشی چاہتا تھا اور وہی

کیا جو اس کو پسند تھا۔ اپنے بیٹے کے اس مشورے پر صدام صاحب خوش تو نہیں تھے مگر اپنے بیٹے کی رضا کی وجہ سے راضی ہو گئے۔

اگلا جمعے کا دن ان کے نکاح کے لئے رکھا گیا۔ ابرار تیاریوں میں مصروف تھا اور روز رات کو تہجد کی نماز میں زرنش کی محبت کو مانگا کرتا تھا۔ اس کا شکر ادا کرنا کچھ ایسا تھا جیسے صدقہ دینا۔ زرنش کی محبت نے واقعی میں اس کو دیندار بنا دیا تھا۔ سچی محبت کی پہچان ہی تب ہوتی ہے جب وہ آپ کو اللہ سے ملا دے، اسی کو محبت کہتے ہیں اور اگر محبت میں دنیا بری لگنے لگ جائے اور اللہ کی عبادت میں دل لگ جائے تو اسے عشق کہتے ہیں۔ دنیاوی عشق تو ایسا ہے جیسے مٹھائی کے اوپر مکھی مگر دینی عشق ایسا ہے جیسے گلاب پر تتلی۔

ابرار نے سفید گلاب کا پردہ بنوایا جس کے تاج پر لال گلاب اور چمبیلی کے پھول لگے ہوئے تھے۔ ان کا نکاح فیصل مسجد میں رکھا گیا، سفید زمین پر چلتی ہوئی زرنش جس نے خوبصورت ٹلے کے کام والا سفید گاون پہنا تھا اور لال دلہن کی چادر نے اس کا خوبصورت چہرہ دنیا سے چھپایا ہوا تھا۔ ابرار دوسری طرف سفید قمیض شلوار اور سبزیری ویسٹ کوٹ پہن کر اپنی ہونے والی بیوی کا انتظار کر رہا تھا۔ تین لفظوں کی ضرورت تھی جو ان دونوں کو ایک دوسرے کا ہمسفر بنا دیں گے۔

قبول ہے

قبول ہے

# قبول ہے

دنیا کے خوبصورت ترین بول جو کسی کا آدھا دین پورا کر دے۔ ابرار پھولوں کے پردے سے نکل کر زرنش کا لال گھونگٹ اٹھاتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا۔ دوسری طرف اریان اپنے دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا یہ سوچ کر کہ اس کی بھی اسی طرح شادی ہو گی علیانہ سے۔

ابرار کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا جب اس کی دعائیں قبول ہوئیں اور وہ اپنی محبت، زرنش، سے نکاح کے بندھن میں بندھ گیا۔ زرنش کی محبت نے ابرار کی زندگی میں ایک نئی روشنی بھری اور اس کو اللہ کے قریب کر دیا۔ ابرار کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی یہ تھی کہ وہ اپنی محبت کے ساتھ ایک نئی زندگی کا آغاز کر رہا تھا۔

ابرار کی خوشی اس بات کی گواہی تھی کہ اللہ کی محبت اور رحمت ہمیشہ اپنے بندوں کے ساتھ ہوتی ہے، جب وہ خلوص دل سے دعا کرتے ہیں اور اپنی امیدوں کو اللہ کے حوالے کرتے ہیں۔

ابرار اور زرنش اپنی گاڑی میں اپنے گھر کی طرف لوٹ رہے تھے۔ ابرار کی خوشی اس سے سنبھالی نہیں جا رہی تھی۔

"تو اب تم میری بیگم بن گئی ہو۔۔۔تو کیا بیگموں کی طرح حکم بھی دو گی؟"

سوچتے ہوئے زرنش نے ہاں کا جواب دیا۔

NOVEL HUT

"ہاہاہا، صحیح ہے۔ آپ کے سارے حکم سر آنکھوں پر۔"

دونوں ہنستے مسکراتے گھر واپس آئے۔ زرنش نے ابرار کو اس کے بالوں کا جوڑا کھولنے کو کہا۔

"دو گھنٹے ہو گئے مجھے یہ جوڑا کھولنے میں، مگر یہ کھل ہی نہیں رہا۔" ابرار منہ بنا کر کہنے لگا۔

"محنت کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔" یہ سن کر ابرار اور تیزی سے جوڑا کھولنے لگا۔ زرنش کے لمبے، بھاری اور سنہرے بالوں نے ابرار کا دل خوش کر دیا تھا، وہ اس کے بالوں میں کھو سا گیا تھا۔

"پہلے کبھی اتنے خوبصورت بال نہیں دیکھے میں نے، کون سا شیمپو استعمال کرتی ہو تم؟" ابرار تیزی سے ہنسا۔

"کیوں، آپ کو بھی میری طرح بال لمبے کرنے ہیں؟" زرنش ناک چڑھاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاہا، نہیں، اپنی دوسری بیوی کو تحفے میں دوں گا۔"

اس بات پر زرنش خاموش ہو گئی اور اس کی آنکھوں کو آنسوؤں نے گھیر لیا۔

"مذاق کر رہا ہوں میری جان، ایسے رو تو مت۔" ابرار پریشانی میں آگیا۔

"آپ دوسری شادی کریں گے؟"

"نہیں میری جان، میں مذاق کر رہا تھا۔"

"آپ میرا شیمپو دیں گے اس کو؟"

ابرار ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

NOVEL HUT

"تو پھر تنگ نہ کریں نا۔"

"اچھا، کان پکڑ کر سوری میری جان۔۔۔" ابرار شرمندگی کے ساتھ بیوی کے سامنے کان پکڑ کر بیٹھا تھا، جس پر زرنش بھی ہنسنے لگی۔

آریان اپنے بھائی کی خوشی کو دیکھ کر بے حد خوش تھا۔ اس کے بھائی کو اس کی محبت مل گئی تھی۔ دن بھر زرنش کو سوچنے والا آخرکار زرنش کا ہو گیا۔ دن رات جیسے دعاؤں میں مانگتا وہ اسے حاصل ہو چکا تھا۔ دعا میں بڑی طاقت ہے، اور رات میں تنہائی میں کیے گئے سجدوں میں طاقت ہے۔ ان دعاؤں اور سجدوں کے بدلے اللہ نے ان کی دعا پوری کر دی اور انہیں ہمسفر بنا دیا۔

"ہائے میرے پیارے اللہ، ہم بھی آپ کے بندے ہیں، ہماری بھی جلدی سے دعا قبول فرما۔" آریان شرم سے ہنس ہنس کر پاگل ہو گیا۔ اسے اتنی شرم آ رہی تھی کہ اس کے گال لال ہو گئے۔

"میں مسجد میں شادی کروں گا اور اپنی بیوی کا گھونگٹ اٹھاؤں گا۔" پھر سے شرما کر بولا مگر اس بار تو زمین پر لیٹ ہی گیا۔

یہ سب صدام صاحب دیکھ رہے تھے اور ان کی ان حرکتوں پر ان کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"میرا بیٹا کس کے خیالات میں اتنا خوش ہو رہا ہے؟"

آریان اپنے والد کی آواز سن کر ایک دم سے کھڑا ہوا، اس کے بال بکھرے ہوئے اور گال لال تھے۔

"لال گال اچھے لگتے ہیں تم پر، کون سا لڑکیوں والا بلش لگایا ہے؟" یہ سن کر آریان نے آنکھیں گھورا کر بولا، "آپ کو کیسے پتہ بلش کا؟"

"ہاہاہا کیوں؟ مجھے نہیں پتہ ہو گا؟ میری بھی بیوی تھی جو اسی طرح گال لال رکھتی تھی اپنے۔"

اس بات پر آریان ہنسا اور وہاں سے چلا گیا۔ صدام صاحب حیران تھے کہ ان کے بیٹے کس پر چلے گئے "یقین سے یہ دونوں بیٹے ماں پر گئے ہیں۔" یہ کہہ کر کے صدام صاحب کمرے کی طرف جانے لگے کیوں کہ ان کو بہت ضروری بات کرنی تھی۔"ابرار مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔"

ابرار اور اس کے والد باہر چمن میں جا کر بیٹھ گئے۔

"تم کو میں کچھ ایسا بتانے والا ہوں جو شاید تمہیں سن کر برا لگے یا تو عجیب لگے مگر یہ سچ ہے۔"

ابرار الجھے ہوئے خیالات سے اپنے والد کو دیکھ رہا تھا۔

یہ بہت بڑا سچ ہے مگر بات ایسی ہے جو اب چھپائی نہیں جا سکتی۔ تم اور آریان دونوں گود لیے ہوئے بچے ہو یعنی ہماری کوئی اولاد نہیں تھی اور تمہاری ماں یعنی میری بیوی نیلوفر اس بات سے بے حد پریشان تھی۔ اس نے خود کو مارنے کی بھی کوشش کی تھی کیوں کہ اس کی اولاد نہیں تھی۔ اس کی تکلیف ہم نہیں سمجھ سکتے کیوں کہ ہم مرد ہیں مگر اس کی تکلیف میں سمجھ سکتا تھا کیوں کہ میں اس کا شوہر تھا۔ اس میں کوئی کمی نہیں تھی مگر اس اولاد کی کمی نے اس کو اندر سے کھوکھلا کر دیا تھا۔ اس کی دن بدن طبیعت بگڑنے کی وجہ سے میں اسے یتیم خانے لے گیا اور وہاں سے تم کو گود لے لیا۔ تم اس کے دل کے سب سے قریب تھے، مجھے اس چیز سے بے حد چڑ تھی کہ میری بیوی نے کسی اور کا بچہ گود لیا ہے مگر اس کی خوشی کی خاطر میں نے کبھی کچھ نہیں کہا۔ بے حد ٹینشنز اور دنیاوی دباؤ کی وجہ سے میری محبت تمہارے لیے ختم ہو چکی تھی اور

اسی وجہ سے میں تم کو وقت نہیں دیتا تھا۔ مگر کچھ سال بعد ہمیں اولاد ہو گئی یعنی آریان ہوا۔ نیلوفر کی بے حد دعاؤں اور سجدوں کی وجہ سے ہمیں اولاد ہوئی جس کا نام آریان رکھا گیا۔ مگر آریان کچھ ہی دن کا تھا جب تمہاری ماں ہم سب کو چھوڑ کر چلی گئی تھی۔"

یہ بولتے ہوئے صدام صاحب کی آنکھوں میں بے حد آنسو تھے جو لگاتار بہ رہے تھے۔ ابرار یہ سن کر بہت بڑے صدمے میں تھا اور اپنے باپ کو روتا دیکھ اس کا دل اور بری طرح ٹوٹ رہا تھا۔ اس کا یہ صدمہ اسے پاگل کر رہا تھا کہ وہ جن کے ساتھ بچپن سے تھا وہ اس کے اصل ماں باپ نہیں تھے، جس کو بچپن سے پیار کیا بھائیوں کی طرح وہ اس کا سگا بھائی نہیں تھا۔ یہ تکلیف انسان کی سب سے بڑی تکلیف ہوتی ہے جب اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ اس کے پاس

دنیا کا کوئی رشتہ نہیں بچا اور وہ پورا اکیلا ہے۔ یہ رشتوں کا پیار اور احساس وہی جان سکتے ہیں جن کا کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔

صدام صاحب نے آخری جملہ فرمایا، "آریان میرا اصل بیٹا ہے مگر پھر بھی میں نے اسے پیار نہیں دیا تھا کیوں کہ میرے دل میں اتنا احساس تو ضرور تھا کہ میں نے ایک بیٹے کو تکلیف دی ہے تو دوسرے کو محبت نہیں دے سکتا۔"

اس بات سے ابرار جس کی آنکھیں صدمے سے کھلی رہ گئیں، ان میں آنسو آنے لگے یعنی وہ کھلی ہوئی آنکھیں اب نم ہو چکی تھیں۔ وہ بولتے بولتے رک گئے اور اپنے سینے کو پکڑ کر زمین پر جھکے، اسی لمحے انہیں دل کا دورہ پڑ گیا۔ ابرار نے ہڑبڑاہٹ میں نوکروں کو آوازیں دیں صاحب کی گولیاں لانے کے لئے، مگر زیادہ طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے ابرار نے انہیں اٹھایا اور اپنی گاڑی میں بٹھا دیا۔ ان سب کے شور کی وجہ سے زرنش اور آریان دونوں اپنے کمروں

سے نکلے اور گاڑی کی طرف فوراً بھاگے۔ صدام صاحب کو ہسپتال لے جایا گیا، ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق انہیں دل کا دورہ پڑا تھا جو دوسری سٹیج کا تھا، یعنی اس سے پہلے بھی انہیں دل کا دورہ پڑ چکا ہے۔

ابرار جو ٹینشن اور الجھن سے زمین پر گر گیا، اس کی لمبی سانسیں لینا اور نومبر کے مہینے میں پسینے سے بھیگنا اس بات کا اظہار کر رہا تھا کہ صدمہ بہت بڑا ہے۔ زرنش جو ابرار کو ریلیکس کرنے کے لئے اس کے سینے کو مل رہی تھی، اپنی محبت کو اس حالت میں دیکھ کر اس کی پریشانی جائز تھی۔ زرنش نے اپنے ہاتھوں سے پانی پلایا، اپنے سفید دوپٹے سے ابرار کا پسینے میں بھیگا ہوا چہرہ صاف کیا۔ اللہ کا کلام اس کی زبان کی نوک پر تھا جو بار بار ابرار پر پھونکا جا رہا تھا۔

جب ایک بیوی اپنے شوہر کو بری حالت میں دیکھتی ہے تو اس کے دل میں درد اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی محبت اور فکر اس کی آنکھوں اور دعاوں میں جھلکتی ہے۔ وہ بے بسی کے عالم میں اللہ سے اپنے شوہر کی صحت یابی کے لئے دعا کرتی ہے۔

وہ اپنے شوہر کی صحت کے لئے دعا کرتے ہوئے بولی:

"یا اللہ، میری محبت کو صحت اور سلامتی عطا فرما۔ یا اللہ، میرے شوہر کو شفا دے۔ اے اللہ، ہماری دعا کو قبول فرما اور ہماری تکلیفوں کو دور فرما۔"

زرنش کے دل میں خوف اور پریشانی کا سمندر موجزن تھا، مگر اس نے اپنی امید اور بھروسے کو اللہ پر رکھا.

دعا کی طاقت مشکل وقتوں میں بے حد اہم ہوتی ہے۔ دعا اللہ سے تعلق کا ایک ذریعہ ہے جو دل کو سکون اور راحت پہنچاتا ہے۔ جب انسان پریشان یا مشکل وقت میں ہوتا ہے، تو دعا اس کے لئے ایک امید کی کرن بن جاتی ہے۔دعا اللہ کے حضور دل کی گہرائیوں سے کی جانے والی ایک عاجزی اور محبت بھری درخواست ہوتی ہے۔ جب انسان دعا کرتا ہے، تو اللہ کی رحمت اور محبت اس پر سایہ فگن ہوتی ہے اور اس کے دل میں سکون اور راحت آتی ہے۔

ابرار اب بہتر تھا مگر اس کے دل اور دماغ میں چل رہے خیالات اسے اور تکلیف دے رہے تھے۔ تکلیف دیتے بھی کیوں نہ؟ اسے اپنے والدین کی شناخت ہی نہیں تھی۔ اس نے جو اتنے عرصے محبت کرنے میں لگا دیا، اس محبت کا یہ صلہ تھا؟ اس کی تکلیف جائز تھی کیونکہ اسے یہ صدمہ اس کے باپ نے دیا تھا، یہ اس شخص نے دیا جس کے ساتھ وہ اپنی آدھی زندگی گزارتا آیا

تھا۔ اسے سب سے بڑی تکلیف یہ تھی کہ وہ یتیم تھا، یعنی اسے اپنے ماں باپ کا اتہ پتہ ہی نہیں تھا۔ نفرت سی تھی اسے ان لوگوں سے جو اپنی اولاد کو در در کی ٹھوکریں کھانے لوگوں کی دہلیز پر چھوڑ دیتے ہیں۔

زرنش تہجد کی نماز میں اپنے سسر اور شوہر کی صحت مانگتے ہوئے رو رہی تھی۔ اس کے آنسو ایک کے بعد ایک مصلیٰ پر گرتے جا رہے تھے۔ دل کی نازک تھی وہ جس کی وجہ سے وہ اپنے لگاتار گرتے آنسوؤں کو روک نہیں سکی، مگر خود کو اپنے شوہر کے لئے مضبوط بنایا۔ اسے پوری امید تھی کہ اس کے سسر بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔ مشکل وقت میں بھی اپنے خدا کو نہ چھوڑنا ہی اصل مومن کا کردار ہوتا ہے، دنیا کی ہر چیز اور ہر احساس میں خدا کو ساتھ رکھنے والا ہی مومن کہلاتا ہے۔ ایک مسلمان اپنے رب سے محبت کا اظہار تب ہی کرتا ہے جب اسے تکلیف ہو مگر ایک مومن اپنے رب کو ہر لمحے میں یاد رکھتا ہے۔

اللہ اس شخص کو جو تہجد کی نماز میں روتا ہے، بہت پسند فرماتے ہیں، کیونکہ یہ گہری خلوص، عاجزی، اور اللہ کے ساتھ ایک سچی اور حقیقی تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ دل سے کی گئی درخواست اور اللہ کی مغفرت اور رحمت کے لئے ایک گہری تڑپ کو ظاہر کرتا ہے۔

تہجد کی نماز میں رو کر دعا کرنا اس بات کی نشانی ہے کہ بندہ اللہ کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھتا ہے اور اپنی تمام خواہشات، مشکلات اور غلطیوں کو اللہ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی دعا کو بہت پسند فرماتے ہیں اور اس کی دعا کو قبول کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو بندے رات کی تاریکی میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اس کے سامنے روتے ہیں، ان کے لئے اللہ کی رحمت اور

مغفرت ہے۔ یہ عاجزی اور خلوص اللہ کے نزدیک بہت قدر و قیمت رکھتے ہیں۔

بچوں کو یتیم خانے میں چھوڑنے والے والدین کی کہانی دل کو چیر دینے والی ہوتی ہے۔ یہ بچے، جو محبت اور حفاظت کے مستحق ہوتے ہیں، انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ان معصوموں کی آنکھوں میں سوالات ہوتے ہیں، ان کے دل میں درد اور ان کی روح میں ایک خالی پن ہوتا ہے۔ وہ اپنے والدین کی محبت اور شفقت کے لئے ترستے ہیں، مگر انہیں صرف تنہائی اور بے بسی ملتی ہے۔ ان بچوں کی زندگی میں ایک ایسا خلا ہوتا ہے جو کبھی پر نہیں ہو سکتا۔ یہ بچے اپنی شناخت اور اپنے والدین کی تلاش میں زندگی گزار دیتے ہیں، مگر ان کے دل میں ہمیشہ ایک ادھورا پن رہتا ہے۔ یہ کہانی نہ صرف ان بچوں کی، بلکہ انسانیت کی بھی ایک بڑی ناکامی کی عکاسی کرتی ہے۔ اسلام

میں یتیموں کے لئے محبت اور شفقت کا بہت بڑا مقام ہے۔ یتیموں کی دیکھ بھال اور ان سے محبت کرنا ایک عظیم نیکی اور عبادت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کو پہنچ جائے۔" (سورہ الانعام 6:152)۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بھی یتیموں کی دیکھ بھال کی اہمیت پر زور دیا ہے اور فرمایا: "میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے" اور آپ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا۔ (صحیح بخاری)۔

NOVEL HUT

فجر کی اذان کے وقت زرنش ابرار کا ہاتھ پکڑ کر نماز پڑھنے کے لئے لے گئی۔ ابرار بالکل خاموش تھا اور اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ زرنش نے

ابرار کو وضو کرنے کا کہا اور مصلیٰ پر کھڑا کر دیا۔ دلاسہ دیتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی کمر پر ملتی رہی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ ، وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ، وَ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ الْحَيُّ الْقَیُّوم

دعا پڑھ کر پھونکتی گئی۔ وہ جانتی تھی کہ ابرار کے چہرے کے بوجھل تاثرات اللہ کے ذکر سے ٹھیک ہو جائیں گے، اور ایسا ہی ہوا۔ ابرار نے سچ میں تیزی سے رونا شروع کر دیا، روتے ہوئے اس نے نماز ادا کی اور سجدے میں گر کر

اللہ سے دعا کرنے لگا۔ زرنش جو اپنے شوہر کو ایسی حالت میں دیکھ کر خود بھی رونے لگی مگر وہ جانتی تھی کہ یہ ایک آزمائش ہے جو بہت جلد ختم ہو جائے گی۔

نماز میں رونے اور اللہ سے دعا مانگنے کے بعد، ابرار نے اپنا سر زرنش کی گود میں رکھ دیا، جو ساتھ بیٹھی قرآن کی تلاوت کر رہی تھی۔ ابرار کی آنکھوں کو آنسوؤں سے نم اور دل کو مضبوط کر رہی تھی۔ جب ابرار نے آنکھیں کھولیں تو اس کی آنکھوں سے بہتا ہوا آنسو کا قطرہ گر پڑا جسے زرنش نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا۔ اب ابرار کا دل بہتر ہو رہا تھا، یعنی اس کے دل میں وہ افسردگی اور اداسی ختم ہونے لگی تھی کیونکہ اس کی بیوی سورہ فاتحہ کی تلاوت بار بار کر رہی تھی۔

ان کی آزمائش تب ختم ہوئی جب ڈاکٹر نے انہیں ان کے والد کے بارے میں بتایا کہ ان کی طبیعت اب بہتر ہے تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ یہ دونوں میاں بیوی بے حد خوش تھے۔ اریان اپنے والد کے کمرے کی کھڑکی

سے جھانک کر دیکھ رہا تھا کہ اس کے والد کیسے ہیں۔ اس کی آنکھ میں بھی آنسو تھے مگر کوئی کندھا نہیں تھا جس پر وہ رو سکے۔ وہ

پیچھے مڑا تو ابرار کو کھڑا پایا جو اپنے بھائی کے گلے لگا۔ دل کی گرماہٹ نے آخرکار آریان کو رونے پر مجبور کر دیا اور اس کی آنکھ سے نکلا ہوا آنسو اپنے والد اور اپنے بھائی کی محبت کی عکاسی کر رہا تھا۔

اپنے والد کو کھونے کا خوف ایک انتہائی گہری اور اذیت ناک حالت ہوتی ہے۔ یہ خوف دل و دماغ کو مفلوج کر دیتا ہے اور دل کو ایک گہری تڑپ میں مبتلا کر دیتا ہے۔

جب انسان اپنے والد کو کھونے کا سوچتا ہے، تو اس کے دل میں ایک شدید درد اور بے بسی کا احساس ہوتا ہے۔ یہ احساس کہ وہ شخص جس نے اسے

زندگی دی، جس نے اسے پروان چڑھایا اور جس کی محبت اور رہنمائی اس کی زندگی کا حصہ رہی، اب اس کے پاس نہیں ہو گا، ایک ناقابل بیان غم بن جاتا ہے۔

والد کی موجودگی انسان کے لئے ایک تحفظ کا احساس ہوتا ہے، اور جب اس کی موجودگی ختم ہونے کا خیال آتا ہے، تو انسان خود کو بے یار و مددگار محسوس کرتا ہے۔ یہ خوف انسان کو اپنی زندگی کی بے یقینی اور فانی حقیقتوں کی یاد دہانی کرواتا ہے۔

آریان اور ابرار دونوں نفل ادا کرنے چلے گئے، اپنے والد کی صحت کی دعا مانگنے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرنے چلے گئے۔ جب انسان دل سے کسی چیز کو مانگتا ہے تو ہمارا رب جو ہماری شہ رگ سے زیادہ قریب ہوتا ہے وہ اس دعا کو پورا ضرور کرتا ہے۔ نفل ادا کر کے واپس ہسپتال پہنچے تو دیکھا کہ اب ان کے والد

کو ہوش آچکا ہے۔ وارڈ کا دروازہ کھلتے ہی اندر تینوں بھاگتے ہوئے آئے جیسے چھوٹے بچے ہوں۔ صدام صاحب کی آنکھوں میں وہ تینوں اس وقت بچے ہی تھے جو اپنے باپ کو صحت یاب دیکھ کر خوشی سے پاگل ہو رہے تھے۔ ان کی آنکھوں کی اصل چمک تب نظر آئی جب انہوں نے ابرار کی آنکھوں میں محبت کا آنسو دیکھا، وہ محبت جو اسے اپنے والد سے بچپن سے تھی مگر اسے اپنے دل میں دفنائے ہوئے بیٹھا تھا۔ سوتیلا بیٹا ہو کر بھی وہ ان کا سَگا بن چکا تھا اور شاید سگوں سے زیادہ محبت کرتا تھا۔ ابرار نے اپنے والد کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے اپنے دل میں سب شکوے اور شکایتیں بھول گیا۔ وہیں سے ہی ان کی نئی زندگی کی شروعات ہوئی۔

صدام صاحب کو گھر لایا گیا۔ گھر میں پہلی بار چہل پہل کی آوازیں سنائی دیں۔ ولیمے کی تیاریاں زور و شور سے ہو رہی تھیں اور بڑی تعداد میں غریبوں کے

لئے کھانا بنوایا گیا تھا۔ زرنش اپنے ولیمے کے لئے جوڑا پسند کر رہی تھی کہ ابرار نے قریب آکر کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا، "گرین کلر پہنو جو میرا فیورٹ ہے۔" اس بات پر زرنش نے پوچھا، "گرین کلر کیوں فیورٹ ہے آپ کا؟" تو ابرار زرنش کی آنکھوں میں ہی دیکھتا رہ گیا۔ زرنش کی آنکھوں کا رنگ ہرا اور بھورا تھا جس وجہ سے ابرار کو وہ رنگ بے حد پسند تھا۔

جب زرنش تیار ہو گئی اور پوری طرح ریڈی تھی، ابرار نے اپنی بیوی کو خوبصورت ولیمے کے جوڑے میں دیکھا تو اس کی زبان پر ایک ہی لفظ تھا "ماشاءاللہ"، دل ہی دل میں فخر تھا کہ "یہ میری خوبصورت بیوی ہے"، دماغ میں یہ ہلکی سی ٹینشن تھی کہ "کہیں اسے نظر نہ لگ جائے"۔ یہ محبت تھی جو ایک وقت میں مختلف سوچیں اس کو ایک ہی شخص کی وجہ سے آرہی تھیں۔

ان کے ولیمے کا ہال اس قدر خوبصورت تھا جس کی حد نہیں مگر ابرار پھر بھی زرنش کی خوبصورتی کو اول درجہ پر رکھتا تھا، اس کی نظریں اپنی بیوی سے نہیں ہٹ رہی تھیں۔ لوگ جو ان دونوں کی جوڑی کو دیکھ کر بہت خوش تھے، سوشل میڈیا اور نیوز پر ان کی شادی کا پروگرام ہی چل رہا تھا۔ دوسری طرف علیانہ جس نے ہلکا نیلا جوڑا پہنا تھا اور آریان جس نے تیز نیلا پہنا تھا، ایک دوسرے کی ڈریسنگ کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔

"بھائی اور بھابی دونوں کتنے اچھے لگ رہے ہیں نا؟"

"ہاں ماشاءاللہ، اللہ نظر سے بچائے۔"

"اس طرح ہم بھی کبھی ہوں گے۔"

"اللہ اللہ، اس لڑکے کو کوئی دیکھے۔" علیانہ مذاق بناتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

"اس میں کیا ہے؟ میں نے تو صرف شادی کی بات کی۔" آریان جو کنفیوز کھڑا تھا اور اپنی کہی ہوئی بات کو سوچ رہا تھا۔

اسی ولیمے میں ادینہ اپنے والد کے ساتھ آئی تھی جو دیکھنے میں کافی بدل گئی تھی۔ اس نے سر پر حجاب پہنا تھا اور اپنی ڈریسنگ کو بھی بہتر کر لیا تھا۔ آریان جو اسے دیکھ کر سخت غصے میں تھا، مگر کوئی تماشہ نہ بنائے تو اس لئے چپ کھڑا رہا۔ ادینہ علیانہ کے پاس جا کھڑی ہوئی اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"مجھے معاف کرنا علیانہ، میں نے بہت غلط کیا تمہارے ساتھ۔ میں اپنی حسد اور انا میں آکر تمہاری جان خطرے میں ڈالنے لگی تھی اور جو مجھے نہیں کرنا چاہیئے تھا وہی کیا۔ پلیز مجھے معاف کر دو اور آریان سے بھی کہنا کہ وہ بھی مجھے معاف کر دے۔"

یہ بول کر ادینہ وہاں سے چلی گئی اور علیانہ وہیں کھڑی سوچ میں پڑی ہوئی تھی کہ اس نے ایسا کیا کر دیا تھا؟ اریان نے علیانہ کو ساری بات بتائی جس سے علیانہ کی آنکھ میں آنسو تو آئے مگر دل میں روشنی تھی کہ اس نے معافی مانگی ہے اپنی غلطی کی۔ وہ خفا تھی مگر اس نے معاف کرنا زیادہ بہتر سمجھا۔

سب کچھ ٹھیک جا رہا تھا کہ زرنش کے چچا اس شادی میں تشریف لائے۔ لمبے عرصے کے بعد زرنش نے اپنے چچا کو دیکھا تھا، سرفراز صاحب اس بات سے کافی پریشان ہوئے اور ناراض بھی، کیونکہ سرفراز صاحب کے بھائی نے ایک

بار بھی ان کی طبیعت نہیں پوچھی نہ ہی ان کی بیٹیوں کے سر پر ہاتھ رکھا۔ تکلیف تو اس بات کی تھی کہ جس کے ساتھ آپ اتنا کرتے ہیں وہی انسان آپ کو نیچا دکھانے لگتا ہے اور آپ کو وقت آنے پر چھوڑ دیتا ہے۔ جس کو سرفراز صاحب نے بچپن سے پالا پوسا، اسی نے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ ایسا کیا۔ افسوس تو تب ہوتا ہے جب آپ کا اپنا آپ کو درد دے کر چلا جاتا ہے۔ صابر صاحب یعنی زرنش کے چچا اور عامر، زرنش کا چچازاد بھائی، اس شادی میں بن بلائے مہمان تھے۔ انہیں دیکھتے ہی زرنش کا خون ابلنے لگا مگر اپنے ولیمے والے دن کوئی تماشہ نہ بنائے، اس لئے وہ چپ رہی۔ چچا نے اپنا ہاتھ زرنش کے سر پر رکھنے کے لئے آگے کیا تو زرنش نے اپنا سر پیچھے کر لیا اور سلام کرتے ہوئے ہلکا سا مسکرائی۔ اسے ہلکا مسکرانا ہی پڑا کیونکہ نیوز والے اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔

سرفراز صاحب نے اپنے بھائی سے نہ آنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا، "بھائی ہم تو آپ کی خوشی میں خوش ہونے آئے ہیں۔" اس بات پر زرنش کا غصہ اتنا تھا کہ اس کے کانوں سے آگ نکلتی۔

"تم تب کہاں تھے جب میری بیٹیوں کو تمہاری ضرورت تھی؟ تب کہاں تھے جب میری طبیعت بے حد خراب تھی؟"

NOVEL HUT

"بھائی کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟ میں تو چھوٹا بھائی ہوں آپ کا، آپ کی خوشی میں خوش ہونے آیا ہوں۔"

سرفراز صاحب کا غصہ اب برداشت سے باہر ہو رہا تھا، انہوں نے تیز آواز میں نکل جانے کا اشارہ کیا۔

عامر جو یہ سب دیکھ رہا تھا، اپنے چچا کو بولنے لگا، "چچا، زیادہ غصہ نہ کریں، ہم آپ کے سگے ہیں اور آپ اپنی خوشی سے ہمیں نکال رہے ہیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ کا ہونے والا داماد ہوں میں۔" اس کا اشارہ علیانہ کی طرف تھا جس پر سب بھڑک اٹھے، خاص طور پر آریان۔

آریان نے اپنے ہاتھ کو مٹھی بناتے ہوئے عامر کے منہ پر تیزی سے ماری جس سے وہ زمین پر گر گیا۔ عامر کمزور تھا آریان سے، جس وجہ سے وہ لڑنہ سکا مگر

دھمکی دیتے ہوئے بولا، "علیانہ کو میں لے کر جاؤں گا، تم سب دیکھنا۔" اس بات کو سن کر آریان اس کا سر پھاڑ دیتا، مگر ابرار نے اپنے بھائی کے ہاتھوں کو کس کر پکڑا تھا۔

علیانہ نے عامر کو زمین سے اٹھایا جس پر عامر چونک گیا اور اسے لگا کہ اس کی عزت سب کے سامنے بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ آریان بھی یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا مگر اسی پل علیانہ نے اتنا تیز تھپڑ مارا جس پر عامر کا کان ہی بند ہو گیا۔

NOVEL HUT

"دوبارہ میرا نام لیا، یہ میرے آس پاس بھی نظر آئے تو تم کو میں نہیں چھوڑوں گی، سمجھ آئی؟"

علیانہ کی اس حرکت نے سب کو حیران کر دیا اور عامر کو بے بسی کا احساس دلایا۔ یہ لمحہ علیانہ کی خودمختاری اور اپنے حقوق کی حفاظت کی مثال بن گیا۔

علیانہ کی بہادری کی تعریف کرنا ایک فرض ہے، کیونکہ اس نے جس طرح مشکل حالات میں خود کو سنبھالا اور اپنے حق کے لئے کھڑی ہوئی، وہ قابل ستائش ہے۔ علیانہ نے جس طرح عامر کے خلاف قدم اٹھایا اور اپنے عزت و وقار کا دفاع کیا، وہ اس کی جرات اور عزم کی مثال ہے۔ اس نے نہ صرف اپنے لئے بلکہ ان سب کے لئے ایک مثال قائم کی ہے جو کسی نہ کسی شکل میں ظلم اور نا انصافی کا سامنا کرتے ہیں۔

علیانہ کی بہادری یہ پیغام دیتی ہے کہ حق اور سچ کے لئے کھڑا ہونا ضروری ہے، چاہے حالات کتنے بھی مشکل کیوں نہ ہوں۔ اس نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا ہے کہ سچائی اور انصاف کے لئے کھڑے ہونے والے کبھی ناکام نہیں

ہوتے۔ الیانہ کی یہ جرات اور بہادری ہمیں سکھاتی ہے کہ ہمیں اپنے حقوق کی حفاظت کرنی چاہیئے اور کسی بھی ظلم و زیادتی کے خلاف ڈٹ جانا چاہیئے۔

جعلی لوگوں کی حقیقت بہت افسوسناک ہوتی ہے، جیسے صابر اور عامر۔ یہ لوگ مشکل وقت میں آپ کا ساتھ نہیں دیتے، مگر جب حالات بہتر ہوتے ہیں تو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ آپ کے ساتھ تھے۔ ان کی دوغلی فطرت اور منافقت دل کو چیر دینے والی ہوتی ہے۔ یہ لوگ آپ کی مشکلات سے فائدہ اٹھا کر اپنی اہمیت جتانے کی کوشش کرتے ہیں اور مشکل وقت میں آپ کی تکلیف کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ان کی یہ حرکتیں انسان کو مایوسی اور دل شکستگی کا شکار بناتی ہیں۔ ایسے لوگ آپ کے حقیقی دوست نہیں ہوتے، بلکہ صرف زبانی جمع خرچ کرتے ہیں اور عملی طور پر کچھ نہیں کرتے۔ ان کی موجودگی انسان کو اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ حقیقی دوست وہی ہوتے ہیں جو

مشکل وقت میں آپ کا ساتھ دیتے ہیں اور آپ کی مدد کرتے ہیں، چاہے حالات کتنے بھی مشکل کیوں نہ ہوں۔

کتنی عجیب بات ہے جس سے ہم امید لگا کر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہ ہماری امیدوں پر پورا نہیں اترتے اور جن کو ہم اپنے نزدیک کچھ سمجھتے ہی نہیں وہ ہمارے لیے سب کچھ کر گزرتے ہیں۔ کل کے آئے ہوئے لوگ ہمارے دل میں اپنی جگہ بنا لیتے ہیں اور اتنے سال ایک ساتھ رہنے والے کبھی ہمارے دل کے قریب نہیں ہو سکتے۔ کچھ محبتوں کی تاثیر دل کو مضبوط کرتی ہے اور کچھ لوگوں کی محبتیں ملاوٹ شدہ ہونے کی وجہ سے تاثیر نہیں رکھتیں، اسی طرح جس طرح صابر اپنے بھائی کے لئے دل میں کوئی محبت نہیں رکھتا تھا۔ دنیاوی چیزوں کی حسد نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی تھی۔

ابرار کے خاندان کو اس بات کا علم ہوا تو دکھ اور افسوس کے علاوہ اور کوئی احساس ان کے دل میں نہ آیا۔ یہ خبر ہر چینل پر تھی مگر بہت کوشش کے باوجود لوگوں کو چپ کروایا نہیں جا سکتا تھا۔ اچھے خاصے لوگ ابرار سے بات کرنے اور معاملے کی تفصیلات جاننے آئے، ابرار نے اس سارے معاملے کو آسان لفظوں میں کرتے ہوئے کہا، "یہ ہمارا فیملی میٹر ہے تو اس میں کوئی باہر کا بندہ مداخلت نہ کرے۔" اس بات نے بہت سوال اٹھائے مگر ابرار کو اپنی عزت کے ساتھ اپنی بیوی کے خاندان کی عزت کا بھی خیال تھا۔ آریان سے سوال پوچھنے پر آریان نے بتایا، "وہ شخص میری بھابھی کی بہن پر غلط نظر رکھتا تھا جس کا جواب میں نے دیا اور یہ ہماری عزت کا معاملہ تھا، تو مجھے جیسا لگا میں نے کیا۔"

واقعی، ولیمے کے دن کا تماشہ سرفراز صاحب کی طبیعت پر مزید بوجھ ڈال رہا تھا۔ لوگوں کی باتیں اور ان کے دباؤ انسان کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہیں، بالکل ایسے جیسے دماغ کو کوئی اندر سے کھا رہا ہو۔ کسی بھی چیز کی زیادہ فکر اور دباؤ لینا انسانی دماغ اور صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔

انسان کو چاہیے کہ کسی کی غلط حرکت یا رویہ کی وجہ سے اپنی ذہنی سکون اور صحت کو خراب نہ کرے۔ جو لوگ اپنے اصل رنگ دکھاتے ہیں، ان کی وجہ سے پریشان ہونا فضول ہے۔ اگر کوئی تکلیف دیتا ہے تو اس کا مقابلہ اللہ سے دعا اور صبر کے ذریعے کرنا چاہیے۔

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" (سورہ الانفال 8:46)

اس آیت کی روشنی میں، ہمیں چاہیے کہ مشکل وقت میں صبر کریں اور اللہ کی مدد پر بھروسہ رکھیں۔ اللہ ہمارے دلوں کو سکون دے گا اور ہمیں ہر مشکل سے نکالے گا۔

مشکل سے ولیمے کا پروگرام ختم ہوا مگر سب کو فکر سرفراز صاحب کی تھی۔ ان کی بگڑی ہوئی طبیعت ان کی بیٹیوں کے دل پر غم اور پریشانی کے سائے کی طرح تھی۔ کھانستے ہوئے خون آنا اور سینے میں سخت تکلیف، حلق میں سانس کا اٹکنا شروع ہوا اور وہیں پر زرنش کا دل بیٹھنے لگا۔ فوراً ہسپتال لے جانے پر ڈاکٹر نے انہیں داخل کر لیا۔ اس دنیا میں کسی انسان کے جانے سے اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی ماں باپ کی دوری انسان کے دل کو تکلیف دیتی ہے۔

اگر ماں کا سایہ سر پر نہ ہو تو انسان کی زندگی خالی خالی لگتی ہے اور اگر باپ کا سایہ سر پر نہ ہو تو دنیا خالی خالی لگتی ہے۔

تکلیف انسان کو تب ہوتی ہے جب دل اور دماغ کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب اس گھر میں کوئی بڑا نہیں رہا، یہ گھر اب خالی مکان ہے اور اس کی خوشیاں وہ اپنے ساتھ ہی لے گئے۔ جب تک ماں باپ ہوتے ہیں ایک بچہ اپنی من مانی کرتا ہے مگر جب والدین ہی نہ ہوں تو تب اس چھوٹے بچے کو کم عمری میں جوان ہونا پڑتا ہے۔ یتیم کو سب کے چہروں کا پتہ چل چکا ہوتا ہے جبکہ ایک بچے کو جس کے ماں باپ زندگی ہیں اسے دنیا کی ہر چیز جس میں انسان بھی شامل ہوتے ہیں، اچھے ہی دکھائی دیتے ہیں۔

یہ لمحات دکھاتے ہیں کہ خاندان کا پیار اور موجودگی کتنی اہم ہوتی ہے، اور ماں باپ کی محبت اور حفاظت کی قدر کب محسوس ہوتی ہے۔ اللہ ہمیں اپنے والدین کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ان کے سائے میں سکون بخشے۔

سفید بستر کی چادر پر خون کسی کا بھی دل کمزور کرنے کے لئے کافی تھا۔ زرنش ولیمے کے جوڑے میں ہسپتال میں بیٹھی اپنے باپ کی صحت کی فکر کر رہی تھی۔ زرنش کی آنکھوں سے بہتے آنسو ابرار کے دل پر تکلیف کا ایک بوجھ بنا رہے تھے۔ زرنش کے سر سے دوپٹہ اتر کر گر گیا، اس کے سر کا دوپٹہ بچانے کے لئے ابرار فوراً بھاگا جیسے کوئی بہت بڑی مصیبت آگئی ہو۔ زرنش کا دوپٹہ واپس اس کے سر پر رکھ کر اسے دلاسہ دینے لگا۔

انشاءاللہ، تمہارے بابا ٹھیک ہو جائیں گے۔ تم حوصلہ کرو۔

آنکھ میں آنسو لئے بیٹھی زرنش اپنے شوہر کو دیکھ کر تیزی سے رونے لگی، اپنے شوہر کو گلے لگا کر سکون کے دو پل حاصل کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

گھر چل کر کپڑے بدل لو، میری جان۔ حوصلہ کرو، میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔

زرنش کی ایک ہی ضد تھی کہ اسے اپنے بابا کے پاس رہنا ہے۔ ایک چھوٹی بچی کی طرح ہو گئی تھی جو اپنے باپ کی انگلی کو کس کر پکڑتی ہے، اسے ڈر ہوتا ہے کہ کہیں اس کے بابا کہیں چلے نہ جائیں۔

ابرار کسی طرح زرنش کو منانے کے بعد گھر لے گیا۔بیڈ پر بیٹھی زرنش زور و قطار رو رہی تھی، جبکہ دوسری طرف ابرار زرنش کو اس کے کپڑے الماری سے نکال کر دے رہا تھا۔ حوصلہ دینے کے بعد زرنش نے کپڑے بدلنے کا فیصلہ کیا۔ ابرار جو اپنی بیوی کو تھوڑا ریلیکس دیکھ کر خوش تھا۔

"ماشاءاللہ میری جان کتنی اچھی لگ رہی ہو، رو رو کر کیا حالت بنا لیتی ہو اپنی۔"

زرنش جو شال لینے کے بعد ابرار کو ہسپتال چلنے کا اشارہ کرتی ہوئی بولی، "چلیں، ہسپتال جانا ہے۔" رستے میں سڑک کے کنارے ایک شخص چڑیوں کو پنجرے میں بند کر کے بیٹھا ہوا تھا۔ اسے پیسے دے کر لوگ چڑیاں آزاد کر رہے تھے تو زرنش نے سوچا وہ بھی ایک چڑیا آزاد کرے۔ ابرار جو اپنی بیوی کی خوشی کی خاطر سب چڑیاں خرید لیں۔ زرنش ایک کے بعد ایک کو اپنے ہاتھوں سے اڑا رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی، وہیں ابرار اپنی بیوی کی دو پل کی خوشی کو بھی محسوس کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ زرنش ہسپتال جا کر دوبارہ رونے لگے گی، اس لئے اسے خوش کرنے کے لئے اس نے ساری چڑیاں خرید لیں۔

بعض لوگ پرندوں کو محض پیسہ کمانے کے لئے قید کرتے ہیں، یہ ایک بے حد دکھ بھری حقیقت ہے۔ پرندوں کو پنجرے میں قید کر کے انہیں فروخت کرنا اور اس سے منافع کمانا ان معصوم مخلوقات کی آزادی چھیننے کے مترادف ہے۔ یہ پرندے جو کھلے آسمان میں اڑنے کے لئے بنائے گئے ہیں، انہیں قید کر کے ان کی خوشیوں کو چُرا لیا جاتا ہے۔ ان کے پر کاٹ دیے جاتے ہیں اور ان کی دنیا ایک چھوٹے سے پنجرے تک محدود کر دی جاتی ہے۔

یہ فعل نہ صرف ظلم و ستم کی علامت ہے بلکہ ان لوگوں کی بے حسی اور خودغرضی کو بھی ظاہر کرتا ہے جو صرف پیسہ کمانے کے لئے کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں۔ ان معصوم پرندوں کی قید اور ان کی آزادی کا سودا ان کی زندگی کو ایک ناقابل برداشت اذیت میں بدل دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کا ضمیر اور

انسانیت کہیں کھو چکی ہوتی ہے اور ان کے دلوں میں رحم اور محبت کی کمی ہوتی ہے۔

زرنش کے اڑتے بال، آنکھوں میں خوبصورت چمک، چہرے پر مسکراہٹ سب ابرار کی خوشی کا سبب تھے مگر دل میں زرنش کی آنکھوں کے پیچھے چھپے ہوئے آنسو اور نقلی مسکراہٹ کے پیچھے کا درد جو اس کے دل کو تکلیف میں مبتلا کر رہا تھا۔

یہ لمحات ابرار کے لئے پیچیدہ تھے۔ وہ اپنی بیوی کی خوشی کو دیکھ کر مسکراتا تھا، مگر اس کے دل میں زرنش کے حقیقی احساسات کا اندازہ ہوتا تھا۔ زرنش کی آنکھوں کے پیچھے چھپے ہوئے آنسو اور اس کے دل میں بسی ہوئی تکلیف نے ابرار کو بھی غمگین کیا۔

**"دونوں گاڑی میں دوبارہ بیٹھے، ابرار نے زرنش کی خوشی دیکھی تھی جس وجہ سے سوال پوچھا "تم کو کون سے پرندے پسند ہیں؟ جس پر زرنش کی لال آنکھوں نے ابرار کو سکون سے دیکھا اور وہ مسکرا کر بولی "کینری جو پیلے رنگ کی ہوتی ہے"۔

"اور وہ کیوں؟"

NOVEL HUT

"کیوں کہ اس کے چہکنے کا انداز بہت خوبصورت ہے، اس کی چھوٹی سی آواز مجھے بہت پسند ہے"۔ ابرار اس بات کو ذہن نشین کر چکا تھا اور اپنی بیوی کی خوشی کے لیے اس کو وہ چھوٹی سی پیاری سی چڑیا لا کر دینے والا تھا۔ ابرار

نے سارا وقت زرنش کا ہاتھ پکڑ ہوا تھا جیسے اسے دلاسہ دے رہا ہو کہ وہ اسی کے پاس ہے اور کہیں نہیں جا رہا چھوڑ کر۔

جب سے ان کی شادی ہوئی ہے تب سے کوئی نہ کوئی حادثہ ان کے ساتھ پیش آ رہا ہے، انہیں کو اپنی خوشی میں خوش ہونے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ ان موقعوں پر صدقہ خیرات کرنا حادثوں کو ٹال دیتا ہے، اس سوچ سے زرنش نے روڈ کے قریب کچھ غریب لوگوں کو دیکھ کر ان کو صدقے کے طور پر پیسے دیے۔ ابرار جو دل ہی دل میں اپنی زرنش کے لیے پریشان تھا اور وہ اسے ان سب مشکلات اور تکلیفوں سے دور لے جانا چاہتا تھا۔"**

"ہسپتال پہنچے اور علیانہ کو زمین پر بیٹھے دیکھا جو تیزی سے رو رہی تھی۔ آریان جو اس کے قریب بیٹھا اسے دلاسا دے رہا تھا مگر اس کے دلاسے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ زرنش کا دل اس کے پاؤں میں آگیا جب اسے اس بات کا اندازہ ہوا کہ

اس کے بابا جان اس دنیا کو چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ ایک بیٹی کے دل سے پوچھنا چاہیئے جب اس کے باپ کا سایہ اس کے سر پر نہیں رہتا۔ ایک لڑکی کے دل سے پوچھو جب وہ اپنے بابا کی انگلی نہیں پکڑ سکتی اور کوئی اس کے سر پر ہاتھ رکھنے والا نہیں ہوتا۔ جب ایک بیٹی پیدا ہوتی ہے اور جب اس کا باپ اسے گود میں لیتا ہے وہ خوشی کے آنسو کا بوجھ جب اس بیٹی کے سر پر نہیں رہتا تو تب اس کے دل کی کیفیت کو سمجھا نہیں جا سکتا۔ دل چیر کر رکھ دیا جائے تب بھی ماں باپ کی جدائی کے غم کے برابر نہیں۔ زرنش کی آنکھوں سے آنسو پانی کی طرح بہنے لگے، وہ اس طرح روئی جیسے ایک بچہ تیزی سے روتا ہے۔ ابرار جو زرنش کے آنسو دیکھ کر رونے لگا۔ وہ مرد اپنی بیوی کی آنکھوں کو چوم رہا تھا، اسے سچ میں زرنش کی آنکھوں میں آنسو نہیں چاہیئے تھے۔ وہ اس موقع پر کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا بس زرنش کو اپنے سینے سے لگائے زمین پر بیٹھا تھا۔ یہ

حقیقت ہے کہ ہر انسان نے ایک دن چھوڑ کر جانا ہے اپنے پروردگار کے پاس مگر یہ بھی سچ ہے کہ اس انسان کو بھیجنے والے تکلیف سے گزرتے ہیں۔ اپنے رب کی محبت میں اس بندے کو جانے دیتے ہیں جو ہر لمحے ان کے ساتھ تھا۔ والدین کا غم انسان کی زندگی کا سب سے بڑا غم ہوتا ہے، ان کے جانے کے بعد لوگوں کے بدل جانے کا احساس ان کے دل کو گولی کی طرح محسوس ہوتا ہے۔"

"جنازے کی تیاری کی جا رہی تھی، ہر طرف دکھ اور درد کا ماحول تھا۔ زرنش اور علیانہ اپنے باپ کی چارپائی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ علیانہ جو اب بھی رو رہی تھی جبکہ زرنش رونے کی وجہ سے چپ ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے پر کسی طرح کا بھی کوئی تاثر نہیں تھا۔ آنکھیں اس قدر لال کہ حد نہیں، اسے اپنے باپ کے جانے کا صدمہ لگا تھا۔ اپنی جان سے زیادہ قیمتی چیز جو گوا دی تھی

اس نے۔ جنازہ لے جاتے وقت علیانہ گڑگڑا رہی تھی کہ اس کے بابا جان کو نہ لے جایا جائے مگر زرنش اب بھی چپ چاپ بیٹھی ہوئی تھی۔ زرنش کے سر کا گرا ہوا دوپٹہ ابرار نے سیدھا کیا اور اپنی بیوی کے چہرے سے بال ہٹائے۔

ابرار: "زرنش میری خاطر خود کو سنبھالو۔

یہ سننے کے بعد بھی زرنش کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ بے ہوش ہو گئی، ڈاکٹر کو بلایا گیا جس نے بلڈ پریشر کم ہونے کا بتایا اور ساتھ ہی ساتھ دوا ابرار کے ہاتھ میں تھما دی۔"

ہر ٹی وی چینل پر ابرار کے سسر کی فوتگی کی خبر تھی اور ہر کوئی ان کی مغفرت کی دعا کر رہا تھا۔ یہ خبر سرفراز صاحب کے بھائی نے بھی دیکھی تھی مگر انہوں نے پھر بھی کوئی رابطہ نہ کیا۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ اپنے وقت کے ساتھ

ایسے بدل جاتے ہیں جیسے ان کی زندگی میں ہم کبھی تھے ہی نہیں۔ لوگ وقت کے ساتھ خود کو ایسا بدل لیتے ہیں جیسے ہم نے ان کے ساتھ کچھ اچھا کیا ہی نہیں۔ ساری زندگی ایک انسان کے ساتھ اچھا کرتے رہو مگر ہماری ایک غلطی ساری زندگی کی اچھائی پر بھاری پڑ جاتی ہے۔

ابرار اور علیانہ دونوں زرنش کی صحت کی فکر لے رہے تھے جو ابھی تک ہوش میں نہیں آئی تھی۔ ابرار جو زرنش کے کمرے میں عشاء کی نماز ادا کر رہا تھا اور اللہ سے زرنش کی صحت کی دعا کر رہا تھا، وہ اللہ سے گڑگڑا کر دعائیں کر رہا تھا۔ جب کوئی نہیں ہوتا تو تب خدا ہوتا ہے، اسی جملے نے ان کے دلوں کو نرم رکھا تھا اور یہ ہی جملہ ہر مسلمان کے دل میں ہوتا ہے۔ جب ساری دنیا اپنے دروازے بند کر لیتی ہے تو تب بھی اللہ کی رحمت کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ اللہ اپنے بندے کو ہر حالت میں دیکھ رہا ہوتا ہے اور جب وہ بندہ تکلیف کی حالت

میں اپنے رب سے دعا مانگتا ہے تو تب اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ امید ہی آخری چیز ہے جو انسان خدا سے لگا سکتا ہے مگر بندوں سے نہیں۔ ابرار کے پیچھے ہل چل ہوئی جو اس کے سجدے میں ہی محسوس کر لی تھی، سلام پھیرنے کے بعد وہ پیچھے مڑا تو دیکھا زرنش جو ہوش میں آچکی تھی اور ابرار کو دیکھ رہی تھی۔ زرنش ابھی بھی کمزور دکھائی دے رہی تھی، جس کے چہرے پر ابھی بھی کوئی تاثر نہیں تھا۔ ابرار جا کر بیڈ پر بیٹھ گیا اور زرنش کے ہاتھ کو پکڑ کر چومنے لگا۔ وہ کسی طرح اسے ٹھیک کرنا چاہتا تھا۔ آنکھوں سے آنسو گرنے لگے اور سر جھک گیا، محبت کی ایک خوبصورت مثال ہے کہ وہ اپنے پیار کو درد یا تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے۔ ابرار کا جھکا ہوا سر اب کوئی اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر اوپر کر رہا تھا۔ یہ چیز ابرار کو محسوس ہوئی تو حیرانی سے اوپر کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ ہاتھ زرنش کے تھے جو ابرار کے آنسو دیکھ کر رونے لگی تھی۔ اسے

ابرار کے آنسو نے رلا دیا تھا، اس سخت جان کو ابرار کے آنسوؤں نے پگھلا دیا تھا۔"

ابرار نے زرنش کو تیزی سے گلے لگایا اور رونے لگا۔ 'میں ڈر گیا تھا کہ کہیں تم کو کچھ ہو تو نہیں گیا۔ اللہ...' یہ سن کر زرنش کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی مگر آنکھوں میں مسلسل آنسو جاری تھے۔ 'اب میں ٹھیک ہوں۔' 'اللہ کا شکر ہے...' یہ آواز اس کے دل سے نکلی تھی۔ اس نے اپنے لبوں کے استعمال سے پہلے اپنے دل کی آواز کا استعمال کیا۔ وہ سچ میں زرنش کو کھونے سے ڈرتا تھا۔

NOVEL HUT

زَرنش جو تہجد کی نماز ادا کر رہی تھی اور زار و قطار اُس کی آنسو بہہ رہے تھے، اللہ سے رات کے اس پہر وہ باتیں کر رہی تھی، وہ اپنے خدا کی بارگاہ میں صبر حاصل کرنے کے لئے کھڑی تھی۔ مُصلی پر گرے ہوئے آنسو اس بات کے گواہ تھے کہ کسی کو کھو دینا یا کسی کے چلے جانے کا دُکھ بہت گہرا ہوتا ہے۔ کسی ایسے انسان کو کھو دینا جو دل کے بے حد قریب ہو دل کو تڑپا دیتا ہے۔ ابراریہ سب دیکھ رہا تھا مگر چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ زرنش کا دُکھ کافی بڑا تھا۔ ابرار کے سینے میں بھی ایک راز دفن تھا جو اُس کو اور زیادہ تکلیف دے رہا تھا، اندر ہی اندر وہ تکلیف سے پاگل ہو رہا تھا مگر زرنش کی خاطر خود کو مضبوط کیے ہوئے تھا۔ ابرار نے زرنش کو مصلی سے اُٹھایا اور بستر پر بٹھا دیا، اپنے ہاتھوں سے اُس کی آنکھوں کے آنسو صاف کیے اور پانی کا گلاس ہاتھ میں تھما دیا۔

"بس میری جان، تم نے رو رو کر اپنی آنکھیں لال کر لی ہیں، اب نہیں رونا، سمجھی؟" ابرار ہلکا سا ڈانٹ کر پیار جتا رہا تھا، وہ کسی طرح زرنش کو چپ کرانے کی کوشش کر رہا تھا۔ زرنش جو بستر پر بیٹھی تھی اور ابرار جو اب اُس کے قدموں میں بیٹھا تھا، اپنا سر زرنش کی گود میں رکھ کر سوچ میں گم تھا۔

زرنش روتے ہوئے پوچھنے لگی "آپ کیا سوچ رہے ہیں؟"

ابرار واپس ہوش میں آتے ہوئے کہنے لگا "سوچ رہا تھا کہ اگر ہمارا بچہ ہوا تو وہ اپنی ماں کی طرح ہر وقت روتا رہے گا۔" یہ بات ابرار نے اس لیے کہی کہ زرنش کا موڈ بہتر ہو سکے اور ایسا ہی ہوا۔

"کیوں، آپ کو میں روتی ہوئی پسند نہیں؟"

"مشکل سوال ہے۔" ابرار سوچ میں پڑ گیا۔

"مجھے تم ہر حال میں پسند ہو مگر رویا مت کرو، تمہاری آنکھوں میں آنسو اچھے نہیں لگتے مجھے۔"

اس بات پر زرنش کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔

خوبصورتی تو اس بات میں ہے کہ ابرار شاہ اپنی بیوی کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا۔ یعنی وہ اپنی بیوی سے اس قدر محبت کرتا تھا کہ اُس کے قدموں میں بیٹھنا پسند کرتا تھا۔ یہی تو ہے اصل محبت کی تاثیر جو ایک مرد اپنی عورت کے لئے ہر کام کر گزرتا ہے۔ میری جان، میں جانتا ہوں کہ جب سے ہماری شادی ہوئی ہے، ہم پر ایک سے ایک بڑی مصیبت آ رہی ہے اور ہم ایک دوسرے کے

ساتھ خوشی اور سکون کے لمحات نہیں گزار پا رہے۔ میں تمہاری خاطر ایک تحفہ لایا ہوں، امید کرتا ہوں تم کو پسند آئے گا۔

ابرار نے اپنی الماری میں اس تحفے کو ڈھونڈا اور زرنش کو لا کر تھما دیا۔ وہ ایک ڈائمنڈ کی انگوٹھی تھی جو باہر کے ملک کی سب سے خوبصورت انگوٹھی تھی۔ زرنش نے یہ دیکھتے ہی حیرانی اور خوشی والا چہرہ بنایا مگر اُس کی خوشی تب بھر گئی جب ابرار نے اُس کا ہاتھ لیا اور اُس کو انگوٹھی پہناتے ہوئے اُس کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ کتنا خوبصورت لمحہ ہے یہ جو اُن کو اتنے دکھ کے بعد مشکل سے ملا تھا۔

NOVEL HUT

خوشی سب کا حق ہے اور چھوٹے چھوٹے لمحوں میں خوشی ڈھونڈنا ایک انسان کا فن ہے۔ ہر لمحہ، ہر پل انسان کی زندگی کا خوبصورت ہونا چاہیئے اور اس کو خوبصورت بنانے کے لیے اُس انسان کو چھوٹی چھوٹی چیزوں میں خوشی

تلاش کرنی چاہیئے۔ اکثر چھوٹی چھوٹی خوشیاں بڑی بڑی خوشیوں سے زیادہ بہتر ہوتی ہیں۔ ابرار زرنش کے لیے کچھ کرنا چاہتا تھا مگر حالات اُس کو اس چیز کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔ اوپر سے میڈیا کا زور بھی بہت تھا اُس کے کندھوں پر کیونکہ وہ بار بار اپنے آپ سے کوئی نہ کوئی بات بنا کر پیش کر دیتے تھے۔

پاکستان میں جعلی خبروں کا مسئلہ ایک سنگین حقیقت ہے۔ میڈیا میں اکثر غیر مستند اور بے بنیاد خبریں پھیلائی جاتی ہیں جو عوام کو گمراہ کرتی ہیں اور معاشرتی مسائل کو بڑھاتی ہیں

سرفراز صاحب کی وفات کے بعد زرنش اب پہلے کی طرح خوش نہیں رہتی تھی۔ وہ کافی بدل چکی تھی اپنے والد کی وفات کے بعد۔ ابرار اسی چیز کی وجہ سے تناؤ میں رہتا تھا کیونکہ اس کو زرنش کی پرانی والی خوشی چاہیے تھی، مگر کام

اور جلسوں کی وجہ سے وہ اپنی بیوی کو وقت نہیں دے پا رہا تھا۔ ابرار ایک دن جلدی چھٹی کی وجہ سے اور کام نہ ہونے کی وجہ سے گھر اپنے ساتھ ایک خوبصورت کینری طوطا لے آیا جو زرنش کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ زرنش نے اس تحفے کو دیکھتے ہی مسکرانا شروع کر دیا اور ابرار کے گلے لگ گئی۔

یہ کتنا پیارا ہے۔ یہ کس کے لیے ہے؟ یہ کس کا طوطا ہے؟ یہ کہاں سے لائے آپ؟ اتنے زیادہ سوالوں نے ابرار کا سر چکرا دیا۔

ارے میری ماں چپ کر جاؤ یہ تمہارے لیے لایا ہوں اور آج سے اس کا خیال رکھنا۔ یہ سن کر زرنش ہوا میں جھومنے لگی۔ اسے واقعی جانوروں سے محبت تھی، یہ سب ابرار دیکھ رہا تھا اور اپنی بیوی کو اتنا خوش دیکھنے کے بعد اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

اللہ میری زرنش کو ہمیشہ اتنا خوش اور ہنستا کھیلتا رکھے، آمین۔ ابرار کے دل کی آواز تھی جو اسے سکون فراہم کر رہی تھی۔ زرنش اس طوطے کو مختلف چیزیں کھلانے لگی جیسے مرچ۔

ارے میری چھوٹی سی پاگل یہ نازک چڑیا ہے اسے مرچ مت دو۔

زرنش حیران ہو کر بولی تو پھر کس کو کھلاؤں مرچ؟

میں کل تم کو دوسرا طوطا بھی لا دوں گا، اسے مرچ کھلانا رہنا۔ اس بات پر زرنش اور بھی زیادہ خوش ہوئی۔ ابرار جو اپنی بیوی کی خوشی دیکھ کر سکون میں لیٹا ہوا تھا مگر اس کے سکون کو خراب کرنے آریان کمرے میں آگیا۔

زرنش آپی آپ کے پاس طوطا کہاں سے آیا؟ یہ کتنا پیارا ہے۔ یہ کس نے آپ کو لا کر دیا؟

اتنے سوالوں نے زرنش اور ابرار دونوں کا سر چکرا دیا۔

ابرار نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا، "میں عنقریب پاگل ہونے والا ہوں" جس پر زرنش نے بولا، "یہ تمہارے بھائی نے دیا ہے مجھے"۔ دونوں بھابھی اور دیور مل کر طوطے کو تنگ کر رہے تھے۔ ابرار جو ان دونوں کی حرکتوں کو دیکھ کر اپنے سر پر دوبارہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا، "عنقریب یہ طوطا بھی پاگل ہونے والا ہے"

NOVEL HUT

زرنش جو اپنے گھر میں بڑے سے کینوس پر پینٹنگ کر رہی تھی، اور ابرار سٹڈی روم میں میٹنگ اٹینڈ کر رہا تھا۔ زرنش نے ایک انسانی دل کی پینٹنگ بنائی تھی جو دیکھنے میں بہت خوبصورت تھی۔ خوبصورت ہوتی بھی کیوں نہ؟ اس کی اتنی

محنت جو لگی تھی اس پر۔ زرنش نے ابرار کو اشارہ کرتے ہوئے بلایا جس پر پہلے وہ ہنسنے لگا کیوں کہ زرنش کی ناک پر لال پینٹ لگا ہوا تھا۔ زرنش کو کچھ سمجھ نہ آیا تو اپنا پینٹ والے ہاتھ سے اپنی ناک صاف کرنے لگی۔ اس کی اس حرکت سے اس کی ناک پر اور زیادہ پینٹ لگ گیا تھا جو ابرار کو ہنسنے پر مجبور کر رہا تھا۔

زرنش تھوڑے غصے اور نخرے میں بولی "آپ کیوں ہنس رہے ہیں مجھ پر؟" جس کا جواب ابرار نے اپنا لیپ ٹاپ بند کر کے اس کے نزدیک آکر دیا۔

"ہا ہا ہا میری جان مجھے معاف کرنا، تمہاری ناک پر لال پینٹ لگا ہوا ہے اسی وجہ سے ہنس رہا تھا میں" اور اپنے ہاتھوں سے زرنش کی ناک پر لگا ہوا پینٹ صاف کرنے لگا۔

زرنش نے اپنی پینٹنگ ابرار کو دکھائی جس پر ابرار حیران رہ گیا، وہ حیران اس بات پر تھا کہ اس کی بیوی کو اتنی اچھی پینٹنگ کرنی آتی تھی۔ اس نے اپنی بیوی کے پینٹ والے ہاتھ کو بوسہ دیا جس نے یہ خوبصورت پینٹنگ بنائی تھی۔ اس بار تو ابرار کی ناک پر بھی پینٹ لگ گیا تھا، زرنش ہنستی ہوئی پیچھے مڑی مگر پاؤں پھسلنے کی وجہ سے کینوس پر جا گری۔

خیال سے..... ابرار نے زرنش کو زمین پر تیزی سے گرنے سے بچا لیا مگر اس پینٹنگ پر زرنش کے ہاتھ چپ چکے تھے۔ ابرار نے زرنش کی اداسی محسوس کی اور زرنش کے ہاتھ کے نشان کے ساتھ اپنا ہاتھ بھی چپ دیا۔ اب اس پینٹنگ جو ایک جان سی مل گئی تھی، اس تصویر کو اب ایک مطلب سا مل گیا تھا۔ اس تصویر میں بنا ہوا دل ان دونوں کی محبت کو ظاہر کرتا ہے۔

علیانا جو اب زرنش کے ساتھ ہی رہتی تھی کیونکہ اس کے علاوہ اس دنیا میں اور کوئی نہیں تھا ان کا، اس نے زرنش کو اور ابرار کو کھانے کے لیے بلایا۔ سب حیران تب ہوئے جب ان سب کو اس بات کا علم ہوا کہ آج کھانا علیانا نے پکایا ہے۔ آریان خوشی سے اپنے دل ہی دل میں سوچنے لگا "اللہ میری بیوی کو اتنا اچھا کھانا بنانا آتا ہے؟ اللہ اب تو جلدی شادی کروا دے ہماری"، کھانے کا پہلا نوالہ لیتے ہی خوشی سے تعریف کرنے لگا۔

زرنش آپی مجھے لگتا تھا کہ آپ کے علاوہ اس دنیا میں کوئی اچھا کھانا نہیں بنا سکتا مگر آج پتہ بھی چل گیا۔ اس نے علیانا کو تنگ کرنے کے لیے کہا جس پر علیانا چڑ گئی۔

تو مت کھاؤ نا میرے ہاتھ کے بنے ہوئے بریانی۔ علیانا نے غصے میں کہا جس پر اریان نے معذرت کرتے ہوئے اصلی تعریف کی۔

زرنش اور ابرار ان دونوں ان کی طرف دیکھ رہے تھے اور یقین سے دونوں کے دماغ میں ایک ہی سوچ تھی۔ وہ سوچ ان دونوں کی شادی کروانے کی تھی مگر ابھی یہ دونوں چھوٹے تھے۔ کھانا کھانے کے بعد زرنش اور ابرار اپنے داد کے کمرے میں چلے گئے، انہوں نے ان دونوں کی رشتے کی بات شروع کر دی جس پر ان کے داد نے امتحان کے بعد ان کی شادی کرنے کو زیادہ اہمیت دی۔

اسلام میں والدین کا اپنے بچوں کی شادی نہ کرنا ایک سنگین مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، بچوں کی شادی کرانا والدین کی ذمہ داری ہوتی ہے تاکہ وہ معاشرتی اور مذہبی پابندیوں میں رہ کر اپنی زندگی گزار سکیں۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ شادی آدھا ایمان ہے اور بچوں کی جلد شادی کرانا والدین کا فرض ہے۔

اگر والدین اپنے بچوں کی شادی میں تاخیر کرتے ہیں یا انہیں شادی کے حق سے محروم رکھتے ہیں تو یہ نہ صرف بچوں کے حقوق کی پامالی ہے بلکہ اسلامی اصولوں کے خلاف بھی ہے۔ اس عمل کو گناہ تصور کیا جاتا ہے کیونکہ اس سے بچوں کی اخلاقی اور روحانی زندگی پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

قرآن اور حدیث میں والدین کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی جلد شادی کرائیں تاکہ وہ پاکدامنی اور اخلاقی بلندی پر قائم رہ سکیں۔ والدین کا یہ فرض ہے کہ وہ بچوں کی شادی کے معاملے میں سنجیدگی سے کام لیں اور انہیں بہتر مستقبل کی طرف راہنمائی فراہم کریں۔

یہ ساری باتیں شرارتی آریان دروازے کے باہر کان لگا کر سن رہا تھا۔ اُس کے دل میں خوشی سے لڈو پھوٹ رہے تھے۔ ابرار نے فوراً دروازہ کھولا جس کی وجہ سے یہ زمین پر گر گیا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو چھوٹے جاسوس؟"

اس بات پر آریان ہلکا ہنسنے لگا اور بہانے بناتے ہوئے کہنے لگا "بھائی میں تو زمین پر پُش اپس مار رہا تھا"

اس بات پر ابرار نے مذاق کرتے ہوئے جواب دیا "ٹھنڈی زمین پر؟ دروازے کے سامنے؟ وہ بھی ڈیڈ کے دروازے کے سامنے؟"

اس بات پر آریان ہلکا ہلکا اُٹھنے لگا اور ہنستے ہنستے بھاگ گیا۔

شرارتی انسان۔

ابرار اپنے کام کے سلسلے میں دوسرے شہر جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔ زرنش کو اداس اداس لگ رہی تھی کیونکہ اسے ابرار کی عادت ہو چکی تھی، جب کسی چیز کی عادت ہو جائے تو اس چیز کو خود سے دور کرنا تکلیف دہ ہوتا

ہے۔ زرنش نے ابرار کو کوٹ پہنایا اور خود اداس چہرے کے ساتھ بستر پر جا بیٹھی۔

"میں آپ سے بات نہیں کروں گی، میں آپ سے ناراض ہوں۔"

ابرار جو ہلکا مسکراتے ہوئے اپنی بیوی کے قریب آیا اور چہرے پر سے زلفوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہنے لگا "مجھے معاف کرنا میری جان مگر جانا پڑ رہا ہے مجھے، میں وہاں سے آتے ہوئے تمہارے لیے ضرور کچھ لے کر آؤں گا"۔ یہ سن کر زرنش راضی تو ہوئی مگر نہ جانے کیوں اسے گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی، اسے کسی چیز کا ڈر تھا جو اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ اُس نے اپنے شوہر کو الوداع کرتے ہوئے کمرے میں آ گئی۔ اُس کا دل پینٹنگ بنانے کو کر رہا تھا مگر پہلی بار اُس سے پینٹنگ صحیح طرح نہیں بن رہی تھی۔ وہ اس بات پر کافی حیران تھی جیسے اُس کا جسم اُس کو اس خطرے کی آگاہی دے رہا ہو۔ زرنش

کا دل بیٹھا جا رہا تھا جس کی وجہ سے اُس نے قرآن پڑھنے کا سوچا۔ قرآن پڑھتے پڑھتے اُس کے ذہن میں ابرار کی بار بار سوچیں آ رہی تھیں۔ اُس کو جدائی کا احساس اتنا نہیں تھا جتنا کچھ غلط ہو جانے کا احساس تھا۔ اُس نے آیت الکرسی پڑھ کر ابرار پر پھونکا اور اللہ سے دعا میں ابرار کی سلامتی مانگی۔

ابرار کو گئے ہوئے ابھی ایک گھنٹا ہی ہوا تھا کہ اُس کی گھبراہٹ تیز ہو گئی، سانس اُکھڑنا، آنکھوں کے سامنے اندھیرا آنا اور سینے میں عجیب سا ڈر نے اپنا پورا قابو زرنش کے دل و دماغ پر کر لیا تھا۔ زرنش کمرے سے باہر نکلی تو علیانہ اور آریان دونوں نے زرنش کی طرف دوڑ لگائی۔ اُن کو بھی کچھ غلط ہونے کا احساس ہو گیا تھا جب اُنہوں نے زرنش کو اس حالت میں دیکھا۔ لمبی سانسیں بھرتی ہوئی زرنش بار بار آریان کو کال کرنے کا اشارہ کر رہی تھی۔ آریان جو بار بار زرنش کو حوصلہ دے رہا تھا یہ کہہ کر کہ ابرار بھائی جہاں بھی

ہوں گے ٹھیک ہوں گے۔ مگر اس بات پر زرنش مطمئن نہیں تھی اُس نے پھر بھی کال لگانے کا اشارہ کیا۔

"ابرار بھائی کال نہیں اُٹھا رہے۔" آریان نے گھبرا کر بولا جس پر زرنش کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔

وہیں دوسری طرف گاڑی میں ابرار دوسرے شہر جا رہا تھا، سگنلز کی کمی کی وجہ سے اُس نے زرنش کو کال ملانی چاہی مگر نہ ملا سکا۔ کچھ دور جاتے ہی شام ہونے والی تھی اور جنگل سے وہ سڑک گزرتی تھی۔ ابرار شاہ جو کسی چیز سے نہیں ڈرتا تھا مگر شام کے وقت جنگل کو دیکھ کر حد سے زیادہ خوفزدہ ہو گیا۔

ابرار اپنی سوچ میں کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔ "اگر کوئی بڑا جانور دوڑتا ہوا آگیا اور میری کھڑکی میں اُس نے سر اندر گاڑی میں گھسا دیا تو؟" اس ڈر سے ابرار نے گاڑی کا شیشہ اوپر کر لیا۔

"اگر کوئی جانور تیزی بھاگتا ہوا آیا اور گاڑی کے ساتھ ٹکرا گیا تو؟" اس بات پر اُس نے آیت الکرسی پڑھنی شروع کر دی۔

"اگر ابھی کوئی حادثہ ہو گیا تو؟" اس پر اُس نے اللہ سے اپنی حفاظت کے لیے دعا کی۔

ابرار ایک ایسا شخص تھا جو دنیا کے لیے بے خوف تھا اور کسی بھی چیلنج کا سامنا بڑی دلیری سے کرتا تھا اور جو ہر مشکل کا سامنا بہادری سے کرتا تھا۔ خطرناک مہمات پر جانا، پہاڑوں کی چوٹیاں سر کرنا، یہاں تک کہ جنگلی جانوروں

کا سامنا کرنا، ابرار کے لیے سب ایک کھیل تھا۔ لیکن جب بات جنگل کی آتی تو یہ دلیر شخص ایک دم ڈرپوک بن جاتا تھا۔

ہر شخص اس دنیا میں کسی نہ کسی چیز سے ڈرتا ہے مگر اپنے ڈر کو اپنے اندر ہی چھپا کر رکھتا ہے کہ کہیں کوئی دوسرا انسان اس کا مذاق نہ بنا لے۔ خوف انسان کے دماغ میں اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس خوف کی وجہ سے اس انسان کو اپنا پروردگار یاد آتا ہے۔ اکثر لوگ خوشی میں خدا کو یاد نہیں رکھتے کیونکہ انہیں لگتا ہے کہ انہیں خوشی اپنی وجہ سے ملی ہے جب کہ ایسا بالکل نہیں ہے، خوشی اور غم دینے والا تو اللہ کی ذات ہے۔ خوف میں انسان کے لبوں پر ایک ہی نام ہوتا ہے وہ ہے "یا اللہ"۔ وہ اپنے اللہ کو اسی وقت دل سے یاد کرتا ہے کیونکہ اس شخص کو اس بات کا پہلے سے ہی پتا ہوتا ہے کہ اس کا پروردگار اس کو

بچا لے گا۔ یہی حال ابرار کا تھا، ساری دنیا کے لیے وہ دل کا سخت مرد تھا مگر خوف کی حالت میں وہ ایک دم ڈرپوک بن گیا۔

بیچاری زرنش ابرار کے لئے پریشان ہو رہی تھی۔ شام کی اذان ہو چکی تھی جس کی وجہ سے سڑک پر بنایا ہوا گیس سٹیشن خالی تھا۔ نماز پڑھنے کے لئے گیس سٹیشن کے قریب مسجد میں جا کر نماز ادا کرنے کا سوچا۔ اس حرکت سے انسان کو یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ انسان کو اپنی نماز کسی صورت بھی نہیں چھوڑنی چاہیئے۔ ابرار اور اس کی باقی ٹیم نماز ادا کر رہے تھے، وہیں اس سڑک پر شام کے وقت دور دور تک کوئی گاڑی نظر نہیں آتی تھی مگر آج اتفاق سے ان کی گاڑی سے ملتی جلتی گاڑیاں اسی سڑک سے گزر رہی تھیں۔ اس گاڑی کے کچھ دور جاتے ہی تیز خوفناک آوازیں سنائی دیں۔ ابرار اور اس کے گارڈز پریشانی میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے، ابرار نے ایک گارڈ کو

آگے جا کر دیکھنے کو کہا۔ طلحہ یعنی وہ گارڈ جو آگے سڑک کی طرف روانہ ہوا، ہلکے قدموں کے ساتھ وہ چل رہا تھا جیسے ابھی اس کے ساتھ بھی کچھ ہو جائے گا۔ 10 منٹ بعد جب وہ آگے تک پہنچ ہی گیا تو اس نے ان بڑی کالی گاڑیوں کو سڑک پر بری حالت میں پایا جس میں اب بھی لوگ تھے۔ وہاں پر صرف ایک گاڑی نہیں تھی بلکہ اور بھی گاڑیاں تھیں جو کسی کال کی وجہ سے ایک دوسرے سے ٹکرا گئی تھیں۔ وقت نہ ملنے کی وجہ سے گاڑیوں کے بیچ میں ٹکر ہو گئی اور کافی لوگ بھی زخمی تھے۔ طلحہ جو حیران کھڑا تھا پولیس کو کال لگانے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہاں سگنل کے مسئلے کی وجہ سے کال نہیں لگ رہی تھی۔ طلحہ نے ایک اور چیز زمین پر پڑی ہوئی دیکھی جو ایک جال تھا۔ وہ جال عام طور پر کہیں نہیں ملتا اور باہر کے ملک کی پولیس اس کو گاڑیوں کو روکنے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ پاکستان میں ایسا جال پہلی بار دیکھا تھا جس پر طلحہ کو کسی

اچھی خاصی سازش کا احساس ہوا۔ اس کا پلان کسی دشمن نے بہت وقت سے بنایا ہوگا اور یقیناً وہ دشمن اس جنگل میں ہے۔ طلحہ واپس گیس سٹیشن کی طرف دوڑا، اس کا پسینہ اس کے ماتھے سے نیچے بہہ رہا تھا، اس کے ہاتھوں کے بال اس خوف سے کھڑے ہو چکے تھے آسان لفظوں میں اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے کیوں کہ کسی دشمن کی سازش سے کتنے لوگوں کی موت ہو سکتی تھی۔ وہ بھاگتا بھاگتا گیس سٹیشن کے قریب مسجد میں چلا گیا۔ سانس پھولنے کی وجہ سے وہ کچھ بھی نہیں بتا سکتا تھا جو کچھ خطرناک اس نے آگے دیکھا۔

NOVEL HUT

وہاں... کسی نے... جال... بچھایا... ہے... سازش... دشمن...

ابرار جو خود پریشان تھا اس نے طلحہ کو پانی کا گلاس تھمایا اور تیز تیز سانس لینے کو کہا۔ کچھ وقت بعد طلحہ بلکل ٹھیک ہو گیا تھا جس پر اس نے سب کچھ بتایا۔

یہ سننے کے بعد ابرار کو بڑا دھچکا لگا تھا کیوں کہ اسے اس بات کا احساس نہیں تھا کہ کوئی انسان دشمنی میں کسی کی جان لینے پر بھی آسکتا ہے۔ انہوں نے پولیس کو کال ملائی جو نہیں لگ رہی تھی۔

فون اٹھاؤ ڈی ایس پی فون اٹھاؤ وہاں لوگ مرجائیں گے۔ ابرار نے تیزی سے فون گاڑی میں پھینکا اور اپنی گاڑی کو تیز سپیڈ میں پیچھے کی طرف گھمانے لگا۔ ایک گھنٹے بعد جب وہ لوگ اپنے شہر کے قریب پہنچ گئے تو دوبارہ پولیس کو کال ملائی گئی، اس بار وہ کال اٹھا لی گئی تھی۔ ابرار نے سارا واقعہ ڈی ایس پی کو بتایا اور ان کو فوراً اپنا کام کرنے کو کہا۔ پولیس کی پوری ٹیم نکل پڑی تھی اس سفر پر۔ وہیں میڈیا کو بھی کسی نے خبر دے دی تھی کہ مشہور سیاستدان سردار ابرار شاہ کی گاڑی کا بری طرح حادثہ ہو گیا ہے۔ میڈیا کو ایک بات اگر پتہ چل جائے تو وہ دس باتیں اپنے آپ سے بنا لیتے ہیں اور وہی ہوا۔ یہ خبر آریان اور

اس کے والد نے نیوز پر دیکھی اور آریان کا رنگ ہی اڑ گیا تھا۔ وہ ایک دم سفید پر گیا جیسے اس کے جسم کا سارا خون اس کے جسم سے باہر آگیا ہو۔ یہ نیوز زرنش نے بھی سن لی تھی جو صدمے سے بے ہوش ہو گئی، اسے اسپتال لے جایا گیا مگر اس وقت سب کی حالت کافی بگڑی ہوئی تھی۔ ابرار کے والد کا ٹینشن سے برا حال تھا وہیں زرنش بے ہوش تھی اور آریان جو صدمے میں تھا۔ سب کچھ اس وقت ان کے لئے خراب چل رہا تھا۔

ابرار کو غصہ اس چیز کا تھا کہ دشمن اس کو راستے سے ہٹانے کے لیے اس حد تک چلے جائیں گے؟ حیرت ہوتی ہے ان لوگوں پر جو اللہ کے بندے ہونے کے بعد بھی اپنے اسلامی بھائیوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ اپنی حسد اور انا کی خاطر ہم دوسروں کی جان تک لینے پر آجاتے ہیں، کچھ پل کی خوشی کے لیے ہم دوسرے کی زندگی برباد کر دیتے ہیں اور پھر جب

اس بات کا پچھتاوا ہوتا ہے تو اللہ کی بارگاہ میں جا بیٹھتے اور اللہ سے معافی مانگتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ بھی تب تک معاف نہیں کرتا جب تک وہ انسان نہ کر دے۔یہاں بھی دشمنی میں ابرار کو راستے سے ہٹانے کا منصوبہ بنایا گیا مگر ابرار کی جگہ دوسرے لوگ ان کی دشمنی کا شکار بن گئے۔ ابرار کو یہ سوچ کر بے حد غصہ تھا مگر یہ سوچ کر تکلیف بھی ہوئی کہ اس کو اللہ نے بچا تو لیا مگر دوسرے لوگ ان کی دشمنی میں آکر اپنی جان کھو بیٹھے۔ ابرار کا فون ٹوٹ چکا تھا جس وجہ سے اس کو کی جانے والی کال اس تک نہیں پہنچ رہی تھی۔ ابرار پولیس کے ڈی ایس پی کے ساتھ اسی جگہ پر دوبارہ گیا، وہاں کا منظر اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر حیران ہو گیا۔ لہو لہان لوگ گاڑی میں مردوں کی طرح لیٹے ہوئے تھے۔ تکلیف تو اس بات کی تھی کہ یہ بھی کسی کے بچے، والدین اور ہمسفر ہوں گے۔ تین لوگ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے اور

باقی آٹھ لوگ تشویشناک حالت میں تھے جن کو ہسپتال لے جایا گیا۔ ان کو دیکھ کر ان ماؤں کی یاد آتی ہے جنہوں نے ان کو پیدا کیا ہو گا اور ساری زندگی نازوں سے پالا ہو گا۔ وہیں دوسری طرف ان کے والد کا سوچ کر حیران ہونا پڑتا ہے کہ اپنی ساری زندگی ان کی خاطر کام میں لگا دی۔ آخر میں ان کی اولاد لوگوں کی دشمنی کے درمیان آکر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

رات کا وقت اور جنگل کا خوفناک منظر بہادر انسان کے دل کو خوف میں بتلا کرنے کے لیے کافی ہے۔ ابرار جو اپنی آنکھوں کے سامنے بڑے سے خوفناک جنگل کی بڑی بڑی ٹہنیوں کو دیکھ رہا تھا، ٹھنڈی ہوا خون کی گردش کو اون تک واپس لا رہی تھی۔ ایمبولینس کی آوازیں ہر طرف سے گونج رہی تھیں جو کسی کے بھی دل کو لرزا دیں۔ جنگل کے بیچ میں کچھ لوگ کوئی بھاری لوہے کا جال لے جاتے ہوئے پولیس افسران کو دیکھ گئے۔ وہ اپنی جان بچانے کے لیے

بھاگنے لگے جبکہ پولیس لوگوں کو جان لینے کے لیے انہیں پکڑنے لگی۔ ابرار جو اپنے پولیس افسران سے زیادہ تیز بھاگ سکتا تھا کیونکہ وہ باقی پولیس افسران سے جسمانی طور پر طاقتور اور صحت مند تھا۔ جنگل کے بیچ درخت کی ٹہنیوں پر گرتے پڑتے لوگ بھاگ رہے تھے، اندھیرا جو کالے سائے کی طرح تھا اور زمین پر چھوٹے چھوٹے پتھر پاؤں میں چبھنے کی بعد کی تکلیف ہونی یہ سب اس لمحے میں ہو رہا تھا۔ ابرار کا ہاتھ ایک مرد کے کندھے کو تیزی سے پکڑتے ہوئے پیچھے کی طرف دھکا دیا جس سے وہ شخص اپنی کمر پر جا گرا۔ فوراً پولیس والوں نے اسے پکڑ لیا مگر باقی دو تین مردوں کو پکڑنے کے لیے ابرار خود ہی آگے کی طرف چل پڑا۔ ابرار جس کی رفتار پہلے سے تیز ہو گئی کیونکہ اب بات اترائی کی تھی۔ وہ جنگل اب اترائی کی طرح نیچے ہو گیا تھا یعنی یقیناً اس سے آگے کوئی ندی یا کھائی ہوگی۔ ابرار نے اپنے ہاتھ استعمال کرتے ہوئے ایک اور شخص کو

کمر پر تیزی سے ہاتھ مارا توازن برابر نہ ہونے کی وجہ سے جا گرا۔ اب ایک آخری انسان بچا تھا جو دیکھنے میں جانا پہچانا تھا۔ یہ بات ابرار کے دماغ کو سوچنے پر مجبور کر رہی تھی کہ وہ شخص جانا پہچانا کیوں ہے؟ ابرار نے تیز آواز میں دہاڑ لگائی "رک جاؤ... سامنے کھائی ہے..." اس بات پر وہ شخص رک گیا، ابرار اور اس شخص میں کچھ ہی فاصلے کی کمی تھی جب وہ شخص پیچھے مڑا۔ وہ اور کوئی نہیں بلکہ عمر تھا جس نے ابرار کی زندگی ختم کرنے کے بارے میں سوچا تھا۔ ابرار جو غصے سے لال تھا عمر کو گھورنے لگا۔ عمر کی سانس پھولی ہوئی تھی مگر پھر بھی بولنے کو ترجیح دی۔ "ابرار؟ تم اس حادثے میں مر کیوں نہیں گئے؟" غصے میں کھڑا ابرار دہاڑ مارتے ہوئے کہنے لگا، "بکواس بند کرو اپنی، تم نے مجھے مارنے کے چکر میں بیچارے معصوم لوگوں کی جان لے لی۔ میں تمہیں مار ڈالنا چاہتا تھا مگر تم نے نماز پڑھنے کو ترجیح دی اس وقت جس کی وجہ سے معصوم

لوگ مر گئے، یہ سب تمہاری غلطی ہے۔" ابرار جس نے اس کی بکواس کو اور نہ سنتے ہوئے اپنے قدم آگے کی طرف بڑھائے۔ "آگے مت آنا سردار ابرار شاہ ورنہ میں یہاں سے کود جاؤں گا۔" ابرار کو دھمکی دیتے ہوئے عمر بولا جس کی آواز اب لڑکھڑانے لگی۔ وہ سچ میں اپنی شکست کو تسلیم نہیں کر رہا تھا جس پر ابرار نے اپنے قدموں کو روکا نہیں، وہ آگے آتا گیا۔ "تم جیسے انسان کو مر ہی جانا چاہیے جو دوسروں کو تکلیف دینے کے لیے پیدا ہوا ہو۔" عمر جس کو اندازہ تھا کہ ابرار کے ایک دو قدموں سے وہ اسے پکڑ لے گا، اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی جیب سے چالاکی سے چاقو نکالا۔ ابرار کو عمر کی چالاکی کا اندازہ نہ ہو سکا جس وجہ سے عمر نے وہ چاقو ابرار کے اوپر استعمال کر لیا۔ وہ چاقو ابرار کے کندھے میں سیدھا اندر گھس گیا۔

ابرار کے دائیں بازو کے کندھے میں وہ چاقو لگا تھا جس کا درد ابرار کی گردن تک پھیل رہا تھا۔ عمر جو ابرار سے قد میں بھی چھوٹا تھا اور طاقت میں بھی ابرار سے کم تھا، ابرار کے جھٹکے سے کھائی میں جا گرا۔ ابرار جو اسے بچانا چاہتا تھا مگر اندھیرے کی وجہ سے اور درد کی شدت کی وجہ سے بچا نہ سکا۔ وہ انسان اب مر چکا تھا جس نے معصوم لوگوں کو مار ڈالا اپنی انا اور حسد میں۔ اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے اس نے یہ بات سوچا ہی نہیں کہ کوئی ماں کا لال، کوئی باپ کا سکون، کوئی بہنوں کا محافظ، کوئی بیوی کا آدھا دین اور اللہ کا بندہ اپنی جان کھو بیٹھے گا۔ عمر اب اس دنیا کو چھوڑ کر بہت دور چلا گیا تھا، ابرار جو اپنے درد کی شدت اور زیادہ خون بہنے کی وجہ سے بے ہوش ہوگیا۔ فوراً ہسپتال لے جاتے ہوئے اس کے گھر والوں کو کال ملا دی گئی جو اتفاقاً اسی ہسپتال میں تھے۔ سفید قمیض اور کالی سوٹ کی پینٹ پر خون لگا ہوا ہر کسی کے دل کو لرزا رہا

تھا۔ آریان کو اس بات کی خبر دی گئی جس پر وہ اپنے بھائی کو ڈھونڈتے ہوئے ایمرجنسی وارڈ تک آگیا۔ اپنے بھائی کو خون میں لپٹا دیکھ کر آریان کی آنکھوں سے آنسو پانی کی طرح بہنے لگے، اس کا دل اپنے بھائی کی تکلیف کا سوچ کر چھلنی چھلنی ہوگیا۔ ڈاکٹروں نے علیانہ کو زرنش کے بارے میں خوشخبری سنائی جس پر علیانہ خوشی سے پاگل ہوگئی مگر زرنش جس کو اپنے شوہر کے پاس جانا تھا... اسے ابرار صحیح سلامت چاہیئے تھا... علیانہ نے زرنش کو ابرار کی حالت کے بارے میں بتایا، آنکھوں میں آنسو جو جم گئے تھے، دل کی دھڑکن جیسے رک سی گئی ہو۔ زرنش جس نے اپنے شوہر کی حالت سن کر بستر سے اٹھ کر دوڑ لگانی چاہی مگر جسم کی کمزوری کی وجہ سے زمین پر گر گئی۔ گرتے پڑتے وہ ایمرجنسی وارڈ تک پہنچی۔

اپنی کمزور اور بیمار حالت میں بھی اپنی صحت کی پروا کئے بغیر اپنے آدھے دین یعنی اپنے شوہر کے لئے دعا کر رہی تھی۔ اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے زرنش آنکھوں میں آنسو لئے بیٹھے تھی۔ امید کا دامن نہ چھوڑتے ہوئے اُس نے اللہ سے بچوں کی طرح رو کر ابرار کی صحت مانگ رہی تھی۔

یہ منظر بہت ہی جذباتی اور دل دہلا دینے والا ہے۔ زرنش کی محبت اور وفاداری اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے اور اللہ سے دعا کرتے ہوئے اُس کا دل بھر آیا ہے۔ دعا اور محبت کی طاقت کمال ہے اور یقیناً اس میں اللہ کی رضا شامل ہے۔

NOVEL HUT

بیشتر اوقات ہم لوگ دوسروں کی صحت اور خوشی کے لیے اپنی جان بھی داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ یہ لوگ اور کوئی نہیں بلکہ وہ ہوتے ہیں جن سے ہمیں محبت ہوتی ہے۔ محبت کا مطلب یوں نہیں کہ صرف اپنے ہمسفر کے لیے ہی ایسا

قدم اٹھایا جائے بلکہ دوستی اور وفاداری کے لیے بھی یہ قدم اٹھایا جا سکتا ہے۔ محبت تو اُس خوبصورت احساس کا نام ہے جس میں ہم کسی دوسرے کی تکلیف یا خوشی میں خود کو اُن کے ساتھ پائیں۔ اصل محبت تو تب کہلاتی ہے جب سامنے والا بیمار ہو اور اُس بیماری کا احساس آپ کے دل کو ہو اور آپ کا دماغ اُس کی صحت کے لیے پریشانی میں ہو۔ ماں کو جیسے اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے، باپ کو جیسے اپنے بچے سے محبت ہوتی ہے، بہن کو جیسے اپنے بھائی یا بہن سے محبت ہوتی ہے اور بیوی کو جیسے اپنے شوہر سے محبت ہوتی ہے۔ زندگی میں اگر ایک بھی محبت کا رشتہ حاصل ہو جائے تو زندگی مکمل لگتی ہے مگر جس انسان کی زندگی میں محبت ہی نہ ہو..... اُس انسان کی زندگی مکمل نہیں ہوتی۔

اللہ اپنے بندوں سے 70 ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے اور اس کی محبت دنیا کی سب سے بڑی محبت ہوتی ہے۔ اللہ جن سے محبت کرتا ہے انہیں آزماتا بھی ہے کیونکہ وہ اپنے بندے کی اپنے لئے محبت کو آزماتا ہے۔ جو انسان اللہ سے محبت کرتا ہے اس کی زبان پر ہر وقت اللہ کا کلام رہتا ہے۔ وہ کلام ان کی زبانوں کو نرم رکھتا ہے اور اخلاق کو خوبصورت بناتا ہے۔

**سُبْحَانَ اللہ x33**

SubhanAllah - اللہ کی عظمت بیان کرتا ہوں

NOVEL HUT

**اَلْحَمْدُ لِلہ x33**

Alhamdulillah - اللہ کی تعریف کرتا ہوں

**اللہُ أَکْبَر x34**

Allah-o-Akbar- اللہ سب سے بڑا ہے

اللہ کو ہر لمحے یاد رکھنا ایک مومن کی نشانی ہے۔ غم، خوشی، پریشانی ہر حالت میں اللہ کو یاد رکھنا اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ سے محبت ہے۔ جس انسان کے دل میں اس پاک رب کی محبت ہوتی ہے وہ دل ہمدردی سے بھرا ہوتا ہے، دل میں کسی طرح کی حسد نہیں رہتی اور نہ ہی کسی طرح کی کوئی نفرت ہوتی ہے۔

کئی گھنٹوں بعد ابرار کی سرجری کامیاب ہوئی اور وہ خطرے سے باہر آگیا۔ پریشان زرنش اپنے شوہر کی صحت کی دعا کر کر کے تھک گئیں۔ آریان ٹینشن سے کرسی پر اپنے بھائی کو تندرست دیکھنے کے لیے ترس گیا۔ جب ڈاکٹروں نے ابرار کی بہتر حالت کے بارے میں انہیں آگاہی دی تو ہنستے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا۔ ایک انسان کو جب اپنے رب سے سچی امید ہوتی ہے تو اللہ ضرور پوری

کرتا ہے، اگر خدا انسان کی سچی امید ہونے کے باوجود بھی کسی دعا کو پوری نہ کرے تو اس عمل کے پیچھے کوئی نہ کوئی سبق یا مصلحت ہوتی ہے، مگر انسان اس مصلحت کو بغیر سمجھے اپنی امید کو ختم کر دیتا ہے اور اللہ کی محبت سے منہ پھیر لیتا ہے۔ مومن اُسی کو کہتے ہیں جو اچھے برے دونوں حال میں اللہ کی رسی کو نہیں چھوڑتا، اللہ کی کسی چیز کے پیچھے چھپی مصلحت کو سمجھ کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے۔

ابرار کی آنکھیں ہلکی ہلکی کھلی، وہ ہوش میں آچکا تھا۔ آنکھیں جب پوری کھل گئیں تو ساتھ ہی زرنش کو پتا جو اس کو دیکھ کر خوشی کے آنسو رونے لگی۔ آریان جو اپنے بھائی کو دیکھ کر گلے لگ گیا۔ ابرار کے کندھے کو تکلیف ہوئی مگر اس نے اپنے بھائی کو خود سے دور نہ کیا، ہستے ہوئے بولا "آرام سے.....میرے بھائی" جس پر آریان خوشی سے اور زیادہ رونے لگا۔

بھائی آپ کو کیا ہوا؟ بھائی آپ کو آج نہیں جانا چاہیے تھا، اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو؟ بھائی آپ ٹھیک تو ہیں نا؟ بھائی ہم سب پریشان تھے آپ کے لئے.....آریان نے سوالوں کی برسات کر دی۔۔۔۔۔۔ ابرار ہنسنے لگا اور اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا "میں بیماری میں بھی پاگل ہو جاؤں گا" زرنش اور علیانا ہنسے۔ صدام صاحب نے اپنے بیٹے کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار کیا اور بغیر کچھ بولے کمرے سے باہر چلے گئے۔ زرنش اور آریان ابرار کے بیڈ کے ساتھ چپکے ہوئے تھے اور اپنے سوالوں کی برسات جاری رکھتے ہوئے ابرار کو تنگ کر رہے تھے۔ صدام صاحب کمرے سے باہر نکل کر رونے لگے، ان کی چشموں پر آنسو گرے ہوئے باپ کی اپنے بیٹے کے لئے محبت کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ محبت لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی، یہ محبت لفظوں کی محتاج ہے بھی

نہیں..... اس محبت کو خالص محبت کہتے ہیں جو ہر ماں باپ کے دل میں ہوتی ہے۔

اگلے دن ابرار کو گھر لایا گیا اور بیڈ پر بٹھا دیا۔ زرنش گرم سوپ بنا کر لے ائی اور ابرار کو پلانے لگی۔

آپ کے ہاتھوں سے تو کڑوا سوپ بھی پی لوں گا میں۔ یہ بول کر ہلکا مسکرا دیا جس پر زرنش کے گال لال ہو گئے۔ وہ اتنی شرمیلی تھی کہ چھوٹی سی بات پر شرمانے لگی۔ زرنش نے ابرار کے آگے مٹھائی کرتے ہوئے اس کو کھولنے کا حکم دیا، ابرار جو حیران تھا اس نے مٹھائی کھولی جس میں ایک چھوٹے بچے

کے ہاتھ سے بنی ہوئی جراب تھی۔ سفید جراب جس پر لال رنگ کا ربن بندھی ہوئی تھی۔ ابرار جو یہ دیکھ کر کچھ سمجھ نہ سکا مگر زرنش کے لال منہ کو دیکھ کر سب سمجھ گیا۔ ابرار اپنے ہاتھ کی فکر کئے بغیر خوشی سے بیڈ پر کودنے لگا۔

زرنش جس کو حد سے زیادہ شرم آرہی تھی کمرے سے بھاگ گئی۔ یہ فلمی سین دیکھ کر کس انسان کو ہنسی نہیں آئے گی؟ یہ دونوں کتنے خوبصورت لگتے ہیں ساتھ اور ہر لمحے کو ان کی محبت خوبصورت بنا دیتی ہے۔

زرنیش اور علیانہ دونوں شاپنگ کرنے گھر سے نکل گئے، اب ابرار کی صحت کافی بہتر تھی پہلے سے مگر اپنی چھٹیوں کو وہ اپنے بھائی کے ساتھ کھیل کھیل کر گزار رہا تھا۔ دونوں بھائی ویڈیو گیمز میں اتنا مصروف تھے کہ ایک سامنے پڑا ہوا کھانا بھی ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

بھائی سائیڈ پر ہو جائیں مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا.....

تم دوسری سائیڈ پر چلے جاؤ کیونکہ یہ میری جگہ ہے.....

بھائی.....

آریان..... میں جیتنے والا ہوں۔

بھائی اگر آپ جیت گئے تو میرا نام آریان نہیں ہوگا....

ٹھیک ہے... اپنے لیے نیا نام سوچ کر رکھو....

یہ کہہ کر دونوں ہنسنے لگے۔ دوسری طرف علیانہ اور زرنیش ہونے والے بچے کے لیے شاپنگ کر رہے تھے، لڑکیوں کے شوق ہی کچھ الگ ہوتے ہیں۔

آپی یہ چھوٹے کپڑے کتنے پیارے ہیں...

ہاں علیانہ یہ میں لے لیتی ہوں....

آپی..... وہ دیکھیں بچوں کی چھوٹی سی جرابیں....یہ تو میری انگلی سے بھی چھوٹی ہیں؟

ہنستے ہوئے زرنش بولی "ہاں تو بچے اتنے ہی چھوٹے ہوتے ہیں"۔ سب خوشی خوشی چل رہا تھا کہ علیانہ کی نظر روڈ کے اس پار ایک کیفے پر پڑی جس میں عامر کسی لڑکی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ علیانہ کو دیکھ کر غصہ آرہا تھا کیونکہ وہ انسان کسی دوسری کی بیٹی کے دل کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ عامر کوئی سیدھا سادہ اچھا لڑکا نہیں تھا بلکہ خودغرض اور برا انسان تھا۔ علیانہ کا بس چلتا تو وہ جا کر اس لڑکی کو سب کچھ بتا دیتی مگر زرنیش کے روکنے پر رک گئی۔ عامر جیسے لڑکے ہر جگہ پائے جاتے ہیں جو کبھی ایک لڑکی کے ساتھ ہوتے ہیں تو کبھی کسی اور لڑکی کے ساتھ۔ نہ جانے اپنی بیٹی کے معاملے میں یہ مرد کیا کریں گے؟ علیانہ

نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے اپنی شاپنگ پر توجہ دی۔ بڑے شاپنگ بیگز پکڑے ہوئے گھر پہنچی، ابرار اور آریان دونوں نے ان کے ہاتھوں سے بڑے بڑے شاپر لیے۔

کیا ساری دکان اٹھا کر لے آئی ہو؟ ابرار حیرانی میں پوچھنے لگا۔

نہیں.....یہ تو بس کچھ ہی کپڑے ہیں باقی پھر کسی دن جاؤں گی، زرنیش نے بے تکلف ہو کر بولا۔

شام ہوتے ہی زرنش اپنی ساری شاپنگ سب کو دکھانے لگی۔ اسے اپنے باپ کی کمی بہت محسوس ہو رہی تھی جو اگر یہاں ہوتا تو بہت خوش ہوتا یہ سب دیکھ کر۔ تبھی علیانہ کے فون پر ایک میسج آیا، وہ میسج اور کسی کا نہیں بلکہ عامر کا تھا۔

*عامر کا میسج*

کیسی ہو علیانہ؟ میں تمہیں بہت مس کر رہا ہوں، کہیں مل کر اپنی آنے والی زندگی کے لیے باتیں کرتے ہیں۔

علیانہ جس کا خون اُبل رہا تھا۔

اپنی بکواس بند کرو لگتا ہے اُس دن کا تھپڑ بھول گئے ہو.... دوبارہ یاد دلاؤں؟ دوبارہ میسج مت کرنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔

یہ کہہ کر علیانہ نے عامر کو بلاک کر دیا۔ وہ اس قدر غصے میں تھی کہ اس کا بس چلتا تو وہ موبائل دیوار پر مار دیتی۔ ایسے مردوں سے بچ کر رہنا میں ہی اچھائی ہے، اپنی عزت کی حفاظت کرنا ایک لڑکی کو آنا چاہیئے تاکہ ایسے مرد اُن کی

عزتوں کو خراب نہ کر سکیں۔ علیانہ نے یہ بات کسی کو نہیں بتائی کیونکہ اسے اپنے گھر کا ماحول نہیں خراب کرنا تھا۔

سب خوش تھے اور گھر میں ایک نئی شروعات ہونے والی تھی، اس لئے علیانہ اپنے گھر کے ماحول کو اسی طرح برقرار رکھنے کے لئے خاموش رہی۔

NOVEL HUT

کچھ دنوں بعد علیانہ اور اریان کے امتحانات شروع ہو گئے۔ دونوں لائق تھے مگر دلچسپی اس بات کی تھی کہ زیادہ نمبر کس کے آئیں گے۔ دونوں محنت کر رہے

تھے مگر یہ بات کہنی سچ ہو گی کہ علیانہ لڑکی ہے اور لڑکیاں زیادہ عقل مند ہوتی ہیں جبکہ آریان عقل مند ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی گیم پر بھی فوکس کرتا تھا۔ وہ اپنی پڑھائی کو بھی مکمل کر رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اپنے فٹ بال فیلڈ میں بھی قدم مضبوطی سے جما رہا تھا۔ اسے اپنے فٹ بال کیریئر میں بہت آگے جانا تھا جبکہ علیانہ کو پاکستان کے بڑے سرجنز میں سے ایک بننا تھا۔

یہ دونوں پیپر دے کر گھر آتے تھے اور ایک دوسرے سے بحث کرنے لگ جاتے تھے۔ آخر کار ان کے پیپر ختم ہوئے اور بحث کے سلسلے کو بھی فل سٹاپ لگ گیا۔ اب ٹینشن تھی تو رزلٹ کی جو ان دونوں کو بیچین کر رہی تھی۔ اپنی ٹینشن کو دور کرنے کے لیے اریان علیانہ کو اپنے فٹ بال میچ دکھانے لے گیا۔ فٹ بال کھیلتے ہوئے آریان جس کی ماتھے سے پسینہ گر رہا تھا مگر اپنی

آنکھوں کو اپنے گول پر رکھتے ہوئے کھیلتا دیکھ کر علیانہ خوش ہو رہی تھی۔ اس نے باقی لڑکیوں کو بھی آریان کا نام لیتے دیکھا جس پر اس کا غصہ جائز تھا۔

آریان کی جیتنے پر علیانہ نے تیزی سے کہا "آریان....." اور ہاتھ خوشی سے ہلایا جس پر آریان نے آواز پہچانتے ہوئے اپنی آنکھیں علیانہ کی طرف گھمائیں۔

اس نے دیکھا کہ علیانہ خوشی سے اس کا نام چلا رہی تھی اور ہاتھ ہلا رہی تھی۔

آریان نے بھی خوشی سے ہاتھ ہلایا جس پر تمام لڑکیاں علیانہ کو دیکھنے لگیں۔

ان کا جبڑا جیسے گر گیا ہو کیونکہ پہلی بار اریان نے کسی لڑکی کو ہاتھ ہلا کر مسکراہٹ دی۔ وہ لڑکیاں جیلَس ہونے کے علاوہ کچھ بھی نہ کر سکیں کیونکہ آریان علیانہ کی طرف ہی آرہا تھا، علیانہ کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی جو آریان نے لے لی اور پانی پینے لگا۔ لڑکیاں اس پر بھی حیران تھیں اور ان کا منہ کھلا رہ گیا جب انہوں نے آریان کو پہلی بار کسی لڑکی کی کوئی چیز لیتے ہوئے

دیکھا۔ وہ سب اس کو ایک خواب سمجھنے لگیں مگر علیانہ اس خواب کے غبارے کو پھاڑنے کے لئے بیٹھی ہوئی تھی۔ علیانہ دل ہی دل میں بہت خوش تھی کیونکہ ان لڑکیوں کا کھلا ہوا منہ دیکھ کر مزہ آرہا تھا۔

آریان فٹبال بہت اچھا کھیلتا تھا، وہ اپنی ٹیم کا سب سے اچھا کھلاڑی تھا جسے اس بات کا اندازہ تھا کہ وہ بہت جلد باہر کے ملک جا کر کھیل سکے گا۔ آریان کو باہر کے ملک جا کر چمکنا تھا اور وہیں کی ٹیم میں شامل ہونا تھا۔ وہ اپنے نتیجے کا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا کیونکہ اسے باہر کے ملک کی یونیورسٹی میں داخلہ لینا تھا۔ آریان اور علیانہ دونوں گھر جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھے اور کھیلوں کی ہی باتیں کرنے لگے۔ ان دونوں کے شوق بہت ملتے تھے، اسی وجہ سے علیانہ آریان کو بہت سپورٹ کرتی تھی۔ ہمارے ملک کے زیادہ تر والدین اپنی اولاد کو کھیلوں سے اٹھا کر پڑھائی کی طرف لگا دیتے ہیں، کھیلوں میں ان کا

جو شوق ہوتا ہے وہ سب اس وجہ سے ختم ہو جاتا ہے۔ کتنے بچے اپنی پڑھائی کے ساتھ کھیل بھی کھیلتے ہیں اور کتنے ایسے بچے ہیں جن کی زندگی میں صرف پڑھائی کا ہی دباؤ ہے۔ ہمارے یہاں تو لڑکیوں کو بھی کھیلنے نہیں دیا جاتا۔ ہمارے والدین اور سوسائٹی کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ بچوں کی زندگی کا اہم حصہ کھیلنا ہے۔ ہمارے ملک میں کئی ایسے بچے ہیں جن کو کسی بھی طرح کے کھیل کھیلنے کا بہت شوق ہے مگر خاندان کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنا شوق پورا نہیں کر سکتے۔

نہ جانے کیوں لڑکیوں کے والدین لڑکیوں کو کھیل کھیلنے سے منع کرتے ہیں، ان کو لگتا ہے کہ کھیل لڑکیوں کے لئے نہیں بلکہ لڑکوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ ان کو کس طرح سمجھایا جائے کہ کھیلنا ہر انسان کا دل سے شوق ہوتا ہے اور اسے کھیلنے سے انسان تندرست رہتا ہے۔

خواتین کی کھیلیں کسی بھی ملک کے لیے بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ نہ صرف خواتین کی جسمانی صحت کو بہتر بناتی ہیں بلکہ ان کی ذہنی اور جذباتی صحت کو بھی فروغ دیتی ہیں۔ کھیل میں حصہ لینے والی خواتین خود اعتمادی، قوتِ ارادی اور لیڈرشپ کی صلاحیتوں کو بہتر بناتی ہیں۔ خواتین کی کھیلوں میں شمولیت سماجی توازن پیدا کرتی ہے اور صنفی برابری کو فروغ دیتی ہے۔ اس سے ملک کے عالمی مقام میں بھی اضافہ ہوتا ہے کیونکہ کامیاب خواتین کھلاڑی ملک کا نام روشن کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ، کھیلوں کی صنعت میں خواتین کی شمولیت معاشی فوائد بھی لاتی ہے، جیسے کہ سپانسرشپ، میڈیا کوریج، اور سیاحت میں اضافہ۔ مجموعی طور پر، خواتین کی کھیلیں نہ صرف انفرادی بلکہ قومی ترقی کے لیے بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔

کچھ دن بعد ان کا نتیجہ آچکا تھا، یعنی یہ دونوں بہت اچھے نمبروں سے پاس ہو گئے تھے۔ علیانہ نے اپنی کلاس میں ٹاپ کیا تھا اور آریان دوسری پوزیشن پر آیا تھا۔ علیانہ کی خوشی تو سنبھالی ہی نہیں جا رہی تھی اور آریان جو علیانہ کو خوش دیکھ کر اور بھی زیادہ کھل اٹھا تھا۔ آریان نے باہر کے ملک کی بڑی یونیورسٹی کے لیے اپلائی کر دیا۔ وہ یونیورسٹی اور کوئی نہیں بلکہ "یونیورسٹی آف ڈرہم" جو یونائیٹڈ کنگڈم میں ہے۔ فٹبال گیم کے اس میچ کے لیے دنیا کی پہلے نمبر پر آنے والی یونیورسٹی مانا جاتا ہے۔ آریان بس دن اور رات اس یونیورسٹی کے سپنے دیکھتا تھا۔

NOVEL HUT

آریان کا خواب ہے کہ اس یونیورسٹی کی ٹیم میں کھیلے۔ آریان کو یقین تھا اور اللہ پر امید تھی کہ اس یونیورسٹی سے اسے جواب ضرور ملے گا، اس نے اور

بھی بڑی یونیورسٹیوں میں اپلائی کیا تھا جن کے نام "کلیمسن یونیورسٹی" اور "بکنگھم شائر یونیورسٹی" ہیں۔ وہ ہر دن بے صبری سے انتظار کرتا اور بار بار اپنا لیپ ٹاپ کھول کر دیکھتا کہ کہیں اس کی ای میل نہ آئی ہو۔ نمازوں میں دل لگا کر اللہ سے دعا کرتا تھا، اسے اپنے رب پر پورا یقین تھا۔ جب ہمیں کوئی چیز دل سے چاہیے ہوتی ہے تو ہم لوگ اس چیز کو اپنے رب سے مانگتے ہیں۔ اگر ہم خلوص نیت سے دعا مانگیں تو وہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اگر کوئی دعا ایسی ہو جو قبول نہ ہو تو اس کے پیچھے ہمارے پروردگار کی کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے کیونکہ اللہ وہ چیز بھی جانتا ہے جس سے ہم بے خبر ہو جاتے ہیں۔ ہمیں اپنے لئے کوئی چیز بہت پسند آتی ہے مگر اللہ اس چیز کو ہم سے بہتر جانتا اور پہچانتا ہے جس وجہ سے اکثر وہ دعا قبول نہیں ہوتی یا وہ چیز ہمیں نہیں ملتی۔ ہمیں ہر حالت میں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالی اپنی مخلوقات کی دعاؤں کو بے حد پسند فرماتا ہے۔ دعا اللہ اور بندے کے درمیان ایک خاص رابطہ ہے، جو ایمان اور یقین کا مظہر ہے۔ جب کوئی بندہ اللہ کے حضور دعا کرتا ہے تو وہ اپنی عاجزی، محتاجی اور عبودیت کا اظہار کرتا ہے۔ دعا کے ذریعے بندہ اپنے رب سے اپنے دل کی باتیں کہتا ہے اور اس کی رحمت و برکت کی التجا کرتا ہے۔ اللہ تعالی دعا کرنے والے بندے کی بات کو نہایت غور سے سنتا ہے اور اس کی دعا کا جواب دینے کا وعدہ فرماتا ہے۔ دعا کے ذریعے بندہ اللہ کے قریب ہوتا ہے اور اس کا دل سکون اور تسکین پاتا ہے۔ اللہ تعالی اپنی مخلوقات کی دعاؤں کو قبول کرنے والا اور اس پر مہربانی کرنے والا ہے، اور وہ دعا کرنے والے کو کبھی مایوس نہیں کرتا۔ دعا اللہ کی محبت اور رحمت کا مظہر ہے، اور اس کے ذریعے بندہ اپنی زندگی کو بہتر بنا سکتا ہے۔

کئی دنوں بعد آخر کار آریان کو جواب آ ہی گیا اور اس کی دعا قبول ہوئی۔ وہ جواب دوسری یونیورسٹیوں سے تھا جن کو اس نے احتیاطاً اپلائی کیا تھا۔ ایک سب سے بڑا سبق یہ بھی ہے کہ ہمیں ہر چیز کو کرنے سے پہلے اس کام کے ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے اور ہمیشہ دوسرا منصوبہ بھی ہونا چاہیے۔ اکثر لوگوں کا پہلا منصوبہ پورا نہیں ہوتا جس پر وہ بے چین ہو جاتے ہیں اور ان کو لگتا ہے کہ سب ختم ہو گیا، مگر اللہ کی یہ دنیا بہت بڑی ہے اور یہاں ہر چیز کے بہت سارے نعم البدل ہوتے ہیں۔ ہمیں ہار نہیں ماننی چاہیے اور اپنے منصوبوں کو ہمیشہ سوچ کر رکھنا چاہیے جیسے آریان نے کیا۔ آریان کی سمجھداری اس بات میں ہے کہ اس نے اپنی پسندیدہ یونیورسٹی میں اپلائی کیا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ دوسری بڑی یونیورسٹیوں میں بھی اپلائی کر دیا

کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر وہاں سے انکار سننے کو ملا تو اس کا دل ٹوٹ جائے گا اور اس کے پاس نہ وقت بچے گا اور نہ ہی کوئی پہلے سے بنایا ہوا منصوبہ۔

آریان جو خوشی سے پاگل ہو رہا تھا، بستر پر چڑھ کر ناچنے لگا۔ تکیے مُتَّکے سب اُٹھا کر گھما رہا تھا جیسے اسے لاٹری ملی ہو۔ خوشی سے دوڑتا ہوا اپنے داد کے پاس گیا اور اپنے داد کو خوشخبری سنائی۔ ابرار نے جب یہ سنا تو بھائی کو کس کر گلے لگا لیا۔

وہی علیانہ کا بھی بہت اچھی جگہ پر داخلہ ہوگیا تھا۔ وہ بھی خوشی سے پاگل تھی اور اپنی بہن کو پیچھے سے کر گلے لگا کر کودنے لگی۔ زرنش جس نے چیخ ماردی کیوں کہ اس کو علم نہیں تھا کہ علیانہ ایک دم سے آکر اسے ڈرا دے گی۔ اپنی چھوٹی بہن کو اتنا خوش دیکھ کر زرنش کی آنکھ میں آنسو آ گئے تھے اور وہ اپنی بہن کو گلے لگا کر رونے لگی۔

"آپ.... کیوں ہر وقت روتی رہتی ہیں؟ آپ پر رونا بلکل اچھا نہیں لگتا مجھے۔"

یہ سن کر زرنش مسکرانے لگی اور بولی، "ارے پاگلی، یہ خوشی کے آنسو ہیں.... اور مجھے پتہ ہے، میں ہوں ہی اتنی حسین کہ میرے چہرے پر رونا اچھا ہی نہیں لگتا۔"

اس بات پر دونوں بہنیں تیزی سے ہنسنے لگیں۔

آریان جو اب باہر کے ملک جانے کے لئے خود کو تیار کر رہا تھا اور اپنی پیکنگ کر رہا تھا۔ علیانہ نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے بولا، "ہو گئی پیکنگ؟"

NOVEL HUT

جس پر آریان نے جواب دیا، "ہاں بس تھوڑی سی رہتی ہے۔"

"وہاں جا کر ہمیں مت بھول جانا۔""وہاں جا کر ہمیں مت بھول جانا۔"

"تم لوگ کیا بھولنے والی چیز ہو؟ زرنش آپی جیسی بہترین بھابھی..... ابرار بھائی جیسا بہترین دوست..... اور تم جیسی چڑیل کہاں ملے گی۔" اس بات پر علیانہ کو غصہ آگیا مگر نخرے دکھاتے ہوئے بولی، "تم ہو گئی چڑیل، میں نہیں ہوں۔" آریان جو علیانہ کے سجائے ہوئے چہرے کو دیکھ کر ہنسنے لگا۔

"مزاق کر رہا ہوں۔۔۔"

اس بات پر علیانہ بھی مسکرانے لگی۔

***

NOVEL HUT

"آریان باہر کے ملک کی بڑی یونیورسٹی میں مزے کر رہا تھا۔ وہ پاکستانی نام کا تھا، ورنہ اُس کی صورت اور جسمانی ساخت پاکستانیوں کی طرح تو بالکل نہیں تھی۔ کالے بال اور کالی آنکھیں اُس لمبے جوان مرد پر سب سے زیادہ

خوبصورت لگتی تھیں۔ جسم اپنے بھائی جیسا لمبا چوڑا جس پر باہر کے ملک کے لوگ بھی فدا ہوتے تھے۔ لڑکیاں اُس سے بات کرنے کے لیے ترستی تھیں کیونکہ وہ باقی مردوں میں سب سے خوبصورت تھا، مگر سب کا پیارا آریان کسی لڑکی میں دلچسپی نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی اُن سے بات کرنے کا کوئی شوق تھا۔ وہ ہر لڑکی کو نظر انداز کرتا تھا کیونکہ اُس کو اُس کی پسند کی لڑکی مل چکی تھی۔ وہ لڑکی علیانہ تھی جو اُس کے لیے پاکستان میں انتظار کر رہی تھی۔ آریان کے دماغ میں ایک بہترین اور مکمل منصوبہ تھا علیانہ سے شادی کرنے کا مگر اُس سے پہلے اُس کا ایک بہت بڑا میچ جیتنا تھا۔ اُسے خود کو اور اپنے نام کو بہترین کھلاڑیوں میں شامل کرنا تھا۔ وہاں کے فٹبال کوچ اور باقی گیم کے جج اُس کی گیم سے مطمئن تھے، اُسے بغیر کسی مسئلے کے فٹبال کلب کی ٹیم میں شامل کر لیا گیا۔ وہاں کے لڑکے آریان کو شاباشی بھی دیتے تھے اور اُس کے گیم کھیلنے

کے انداز کو سیکھنے کے لیے اُس سے گیم کے سوالات پوچھتے تھے۔ آہستہ آہستہ اُس کے دوست زیادہ ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ فٹبال کلب کا مشہور کھلاڑی جانا گیا۔ اُسے کھیلتا دیکھ بہت سے لوگ اُس کی طرح بننے کی بھرپور کوشش کرتے تھے مگر ناکامی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔

دوسری طرف علیانہ جو اپنی مشکل پڑھائی میں مصروف تھی۔ اُسے سرجن بننے کے لیے ابھی بہت پڑھائی کرنی تھی اور بہت سے امتحانات کو پار کرنا تھا۔ علیانہ دن رات پڑھائی کرتی رہتی تھی اور آریان کو یاد کرنا اُس کے دل کی خواہش تھی۔ اُسے ہر وقت آریان کی یاد آتی تھی کیونکہ اُس کے بغیر گھر ادھورا سا لگتا تھا۔

وہیں ابرار اپنی بیوی کا خیال رکھ رہا تھا جو اس دنیا میں ان کا خوبصورت چھوٹا سا بیبی لانے والی تھی۔ ابرار اپنا کام چھوڑ کر اپنی بیوی کی خدمت کرتا تھا، یہ

کہنا غلط نہیں ہوگا کہ جب آپ کسی سے محبت کرتے ہیں تو اُس کی صحت کی پروا نہ ہو ایسا ہو نہیں سکتا۔ ابرار جو مزے کا کھانا بنا کر زرنش کے بیڈ کے پاس لایا۔ زرنش خفگی دکھاتے ہوئے ناراض ہوئی "آپ کیوں لائے کھانا؟ میں باہر آ کر کھاتی ہوں سب کے ساتھ"۔ زرنش نے بیڈ سے پاؤں نیچے رکھتے ہوئے بولا مگر ابرار نے زرنش کا پاؤں پکڑ لیا اور واپس بیڈ کی طرف آرام سے گھمایا "کہیں نہیں جانا تم نے، چپ چاپ لیٹو اور کھانا کھاؤ۔ تم نے آج سے آرام کرنا ہے صرف سمجھی"۔ ابرار جانتا تھا کہ زرنش یہ سننے کے باوجود اٹھ کھڑی ہوگی تو وہ زرنش کے پاؤں کے قریب جا بیٹھا۔ سردار ابرار شاہ اپنی بیوی کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا۔ "اگر کسی انسان نے مجھے ایسے بیٹھا دیکھ لیا تو؟" مذاق میں زرنش سے سوال پوچھا۔

"تو آپ کہہ دینا کہ میں اپنی بیوی سے محبت کرتا ہوں اس لیے اُس کے قدموں میں بیٹھا ہوں" اس بات پر ابرار شرما کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ کتنے پیارے طریقے سے زرنش نے ابرار کے دل کی بات بول دی۔

بلکل صحیح کہا میری جان.....

بول کر زرنش کے پاؤں دبانے لگا۔ زرنش گھبرا گئی اور ابرار کے ہاتھ ہٹانے لگی "نہ کریں کیا کر رہے ہیں آپ؟ پاؤں کو مات ہاتھ لگائیں میرے"۔ اس بات پر ابرار حیران ہوا مگر دبانا نہیں چھوڑا۔

NOVEL HUT

"میری بیوی ہو تم، اس میں کوئی شرم نہیں ہے کہ میں تمہارے پاؤں دباؤں.... اللہ ہر مرد کو توفیق دے اپنی بیوی کے پاؤں دبانے کی"۔ اس بات پر زرنش

ابرار کو دیکھتی جا رہی تھی وہ حیران تھی کہ آج کے زمانے میں بھی کوئی شخص ایسا بھی بول سکتا ہے۔"

ابرار زرنش سے اس قدر محبت کرتا تھا کہ زرنش کے پاؤں کو ہاتھ لگانا یا دبانا اُس کے لئے ایک افضل بات تھی۔ اُسے اپنی بیوی کے قدموں میں بیٹھنا پسند تھا، اور اس میں شرم بھی کیسی؟ اگر کسی سے محبت کرتے ہیں تو اُسے ہر حالت میں قبول کرنا فرض کی طرح ہوتا ہے، ہر چیز سے محبت کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ جس بندے کی آپ کے دل میں جگہ ہوتی ہے، اُسی شخص کی ہر پسندیدہ چیز بھی آپ کے دل کے قریب ہو جاتی ہے۔ ابرار شاہ جس پر لاکھوں لڑکیاں مرتی تھیں، اُن سب لڑکیوں کے لئے ابرار ایک پتھر جیسا تھا، مگر زرنیس کے لئے وہ موم تھا۔ اس احساس کو محبت یا عشق کہتے ہیں، اور ابرار عشق میں مبتلا تھا زرنش کے۔ کسی کو چاہنا آسان ہے، کسی کو اپنے دل میں جگہ دینا

آسان ہے، مگر محبت کرنا ہر انسان کے بس میں نہیں۔ محبت جیسا پاک احساس اُسی کو ہوتا ہے جو محبت کرنے کے قوانین کو پہچانتا ہے اور اصولوں کی پاسداری کرتا ہے۔

دوسری طرف آریان جو اپنا میچ ختم کر کے اپنے کمرے میں آرام کرنے چلا گیا۔ وہ اس نئی جگہ میں سب کو بہت یاد کر رہا تھا مگر سب سے زیادہ یاد اسے الیانہ کی آرہی تھی۔ اس کا دل الیانہ سے بات کرنے کا کر رہا تھا۔ اپنے دل کی مانتے ہوئے اس نے الیانہ کو کال ملا دی جو خود بھی تھکی ہوئی آئی تھی۔

"کیسی ہو چڑیل؟"

"ٹھیک ہوں اللہ کا شکر ہے تم بتاؤ؟ تم وہاں جا کر سچ میں ہمیں بھول گئے؟"

اس بات پر آریان ہنسنے لگا مگر جلد ہی جواب دیا "ہاں میں تو بھول گیا۔"

علیانہ کو یہ بات بالکل اچھی نہیں لگی جس پر وہ بالکل چپ ہو گئی۔ اس کا کچھ نہ بولنا آریان کو احساس دلا چکا تھا کہ علیانہ ناراض ہے تو اس نے فورا اپنے کان پکڑ لیے۔

"معاف کر دو پلیز مذاق کر رہا تھا، تم سب کو کیسے بھول سکتا ہوں میں خاص طور پر تم جیسی چڑیل کو۔"

ہنستے ہوئے علیانہ نے فرمائش کی "وہاں سے کچھ اچھا لے کر آنا میرے لیے۔"

آریان جو حیران تھا اور سوچ میں پڑ گیا "تم کو یہاں سے کیا چاہیے؟" علیانہ نے جواب میں سر نفی میں ہلایا اور اپنے لبوں پر انگلی رکھ دی "میں نہیں بتاؤں گی۔"

آریان جو علیانہ کو دیکھی جا رہا ہے اور دل ہی دل میں "پگلی" بولی جا رہا تھا۔

علیانہ زرنش سے بالکل مختلف تھی۔ زرنش عقلمند اور ہوشیار تھی جب کہ علیانہ عقلمند تو تھی مگر پاگل بھی تھی۔ اس کی حرکتیں سب کو ہنساتی تھیں اور چلبلا پن سب کو پسند تھا۔ کال بند کر کے علیانہ زرنش آپی کے پاس چلی گئی جس نے سفید قمیض شلوار، سنہری دوپٹہ اور لال لپ اسٹک پہنی ہوئی تھی۔ اس کے خوبصورت چہرے پر میک اپ کی ضرورت ہی نہیں تھی، لال لپ اسٹک اور ہری خوبصورت آنکھیں اس کو سب سے مختلف بنا رہی تھیں۔ ہاتھوں میں چاندی کی چوڑیاں اور کانوں میں بالیاں اس نظارے کو اور بھی خوبصورت بنا رہی تھیں۔ ہلکے بھورے رنگ کی زلفیں جو سلک کی طرح تھیں، سب کچھ بے حد خوبصورت لگ رہا تھا۔ علیانہ جو اپنی بہن کو اتنا تیار دیکھ کر پوچھنے لگی "ماشاءاللہ، میری ہی نظر نہ لگ جائے میری پیاری آپی کو..... آپ

کہاں جا رہی ہیں؟" وہی ابرار شاہ کمرے میں داخل ہوا۔ سفید قمیض شلوار اور بھورے رنگ کی پشاوری چپل پہن کر تیار کھڑے تھے۔

"گڑیا؟ کچھ چاہیے تھا آپ کو؟" ابرار نے پیار سے علیانہ سے پوچھا جس پر علیانہ نے پھر سے وہی سوال پوچھا۔

"گڑیا ہم باہر جا رہے ہیں کھانے پر، آپ بھی چلنا چاہتی ہو؟"

اس بات پر علیانہ خوش تو ہوئی مگر منع کرتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔ وہ اپنی بہن کی خوبصورت شام کو خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔ زرنش جو اب ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی تھی اور خود کو دیکھ رہی تھی، اسی وقت ابرار پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

"میری بیوی کتنی خوبصورت لگ رہی تھی۔" اس بات پر زرنش شرمانے لگی اور سر نیچے کر لیا، ابرار نے اپنے ہاتھ سے اس کے چہرے کو اوپر کیا اور دوبارہ سے تعریف کرنے لگا۔ علیانہ نے یہ دیکھ کر ہنسنا شروع کر دیا اور بولی "آپی مجھے لگتا ہے مجھے چلنا چاہیے۔" اس بات پر شرماتی ہوئی زرنش علیانہ کو روکنے لگی۔

"معاف کرنا تمہارے جیجا جی بہت تنگ کرتے ہیں۔"

ابرار جو مذاق کرتے ہوئے بولنے لگا "ہاں نہ کیا کروں میرا کام ہی ہے زرنش کو تنگ کرنا اور اب تو دوسرا بچہ بھی آجائے گا تنگ کرنے کے لیے"

زرنش حیرت سے بولی "دوسرا بچہ؟" ابرار ہنستے ہوئے جواب دینے لگا "ہاں ! میں پہلا بچہ ہوں اور دوسرا وہ" زرنش اس بات پر لال ہو چکی تھی کیوں کہ ابرار اس کو بار بار تنگ کر رہا تھا۔ ہاہاہا مذاق کر رہا ہوں، ابرار بولتے ہی اپنے بال

صحیح کرنے لگ گیا اور شیشے سے کہنے لگا "زرنش کو تنگ کرنا میرا سب سے پسندیدہ کام ہے اس لیے میں ایک بچے کی طرح اسے تنگ کرتا ہوں"۔

زرنش الیانہ کو کمرے سے باہر لے گئی اور بولنے لگی "خیال رکھنا میری گڑیا اور میں جلد واپس آجاؤں گی۔" علیانہ جو خوشی خوشی زرنش اور ابرار کو جاتا دیکھ رہی تھی اور دل ہی دل میں اپنی شادی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

میرے ہسبنڈ بھی اسی طرح تنگ کریں گے مجھے؟ کتنا مزہ آئے گا ہنستی ہوئی کمرے میں چلی گئی۔

زرنش اور ابرار ایک فینسی ریسٹورنٹ میں کھانا کھا رہے تھے مگر ابرار ساتھ ساتھ اس چیز کا احساس ہوا کہ زرنش کو وہ ریسٹورنٹ نہیں پسند تھے۔ اسے یہ امیر لوگ سمجھ میں نہیں آتے تھے اور خاص طور پر وہ امیر لوگ جو غریبوں

سے بدتمیزی کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ ابرار نے زرنش کی بے چینی دیکھتے ہوئے ایک بار پوچھ ہی لیا "کیا ہوا زرنش؟ کیا تمہیں کھانا اچھا نہیں لگا؟"

"کھانا تو اچھا ہے مگر یہاں پر عجیب محسوس ہو رہا ہے۔۔۔ سب عجیب نظروں سے دیکھ رہے ہیں مجھے۔"

"کون دیکھ رہا ہے میری بیوی کو؟" غصے سے ابرار نے آنکھیں گھمائیں تو دیکھا بہت سے لوگ ان کو دیکھ رہے تھے۔

"لوگوں کا کام ہے دیکھنا، تم بس نظر انداز کرو۔"

NOVEL HUT

زرنش دوبارہ کھانے میں مگن ہو گئی مگر ابرار نے کچھ ایسا بولا جس نے زرنش کو شرمانے پر مجبور کر دیا۔

"میری بیوی ہے ہی اتنی خوبصورت کہ ساری دنیا کی اس پر نظر ہے۔۔۔ مگر میں کتنا خوش نصیب ہوں جس پر میری بیوی یعنی زرنش کی نظر ہے۔"

"اللہ اللہ۔۔۔ چپ کریں اور کھانا کھائیں آپ کیا بول رہے ہیں۔" شرماتی ہوئی زرنش سر جھکا کر کھانے لگی۔ زیادہ کھانا گھر کے لیے پیک کروا لیا اور گھر کے لیے نکل گئے۔ راستے میں ایک چھوٹا بچہ جس کی عمر 12-13 سال ہوگی رات کے وقت گجرے بیچ رہا تھا۔ زرنش نے گاڑی رکوا کر اس بچے سے اس کا نام پوچھا۔

"کیسے ہو؟"

"میں ٹھیک، آپ؟"

"میں بھی بالکل ٹھیک۔۔۔ کیا نام ہے تمہارا؟"

"ازلان۔۔۔"

"تم اتنی رات کو یہ گجرے کیوں بیچ رہے ہو؟ گھر جاؤ بہت رات ہو گئی ہے !"

"صبح سے کچھ نہیں کمایا اور گھر گیا تو چچا بہت مارے گا۔"

"کیا یہ تمہارا سگا چچا ہے؟"

"نہیں۔۔۔ میرے ماں باپ نہیں ہیں اور اس بندے نے ہم جیسے اور بھی بچے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں جو بھیک مانگتے ہیں !"

یہ بات سن کر زرنش کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ "کیوں مارے گا آپ جیسے پیارے بچے کو؟"

"پیسہ نہیں دیں گے تو چچا کھانا نہیں دے گا اور میں کل سے بھوکا ہوں۔ چچا ہم بھائی بہنوں سے بھیک منگواتا ہے اور پھر اس سے جوا کھیلتا ہے۔۔۔ میری چھوٹی بہن صرف 5 سال کی ہے اس کو بھی مارتا ہے۔"

یہ معصوم بچے کی معصوم سی باتیں زرنش کے دل کو تکلیف دے رہی تھیں۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ پورے دن میں کتنا کما لیتے ہو؟"

"400-500 روپے"

زرنش نے اس معصوم بچے کے معصوم ہاتھوں کو چوما اور کچھ پیسے دے دیے جس سے اس کی مدد ہو سکتی تھی۔

"کیا تم میرے ساتھ چلو گے؟"

"میرا بھائی؟۔۔۔ میری بہن؟"

"ہاں وہ بھی ساتھ چلیں !"

اس بچے نے پاس کچھ ٹوٹے ہوئے عجیب گھروں کی طرف اشارہ کیا۔ یہ دونوں گاڑی میں اس کا پیچھا کرنے لگے۔ وہ بچہ چالاکی سے اپنے دونوں بہن بھائی کو لے آیا اور گاڑی میں بٹھا دیا۔

"کیا آپ کو پتہ ہے میں آپ کو ایک جگہ پر لے جا رہی ہوں وہاں پر آپ جیسے پیارے پیارے بچے ہوتے ہیں۔۔۔ مگر ان کی زندگی اس طرح جہنم نہیں ہوتی۔۔۔ وہاں میں ہر وقت ان کو پیار کرنے آتی ہوں۔۔۔ آپ جیسے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پڑھایا بھی جاتا ہے۔"

وہ بچے بے حد خوش تھے۔ رات کے وقت ٹھنڈی ہوا کسی عام انسان کو بھی لرزا سکتی ہے اور ان چھوٹے بچوں کے جسم پر پھٹے ہوئے لباس تھے۔

زرنش یہ دیکھ کر بے حد اداس تھی مگر وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ ابرار جو اس وقت سے یہ سب دیکھ رہا تھا، اسے اپنی بیوی کی آنکھوں کے آنسو چبھ رہے تھے اس وجہ سے اس نے زرنش کے لیے کچھ کرنے کا سوچا۔

یتیم خانے پہنچ کر ان تینوں بچوں کو اتارا اور زرنش ساتھ لے گئی۔ ان بچوں کو نہلایا گیا اور نئے کپڑے پہنائے گئے۔ گرم گرم کھانا ان کو پروسا گیا اور وہ خوشی سے کھاتے گئے۔ ازلان جو سب سے بڑا تھا اپنی چھوٹی بہن کو نوالے بنا کر کھلا رہا تھا۔ زرنش یہ سب دیکھ رہی تھی۔یہ محبت سگے خون کی گرمی میں پائی جاتی ہے۔ کوئی بھائی اپنی بہن سے جتنا بھی لڑلے مگر اس کے دل میں محبت ضرور ہوتی ہے۔ بھائی بہن کا رشتہ دنیا کا سب سے خوبصورت رشتہ ہوتا ہے۔

زرنش اکثر یہاں آجاتی تھی ان پیارے پیارے بچوں کے پاس۔ وہ اب ازلان کو پہلے سے بہتر حالت میں دیکھ کر خوش تھی، ازلان کی زندگی اب پہلے کی طرح نہیں تھی۔ وہ اب غربت کی زندگی نہیں گزار رہا تھا، یہاں اسے سب کچھ میسر تھا۔ ان سب بچوں کو پڑھایا بھی جاتا تھا اور اکثر وہ چھوٹے بچے زرنش کو خوشی خوشی بتاتے تھے۔ زرنش ان کے درمیان خود کو ان جیسا ہی پاتی تھی، ان کے رنگ میں خود بھی رنگ جاتی تھی۔ اسے ان بچوں سے محبت کرنا سب سے خوبصورت عمل لگتا تھا اور یقیناً یہ عمل اسلام میں بھی خوبصورتی کا درجہ رکھتا ہے۔

NOVEL HUT

علیانہ کے پیپر چل رہے تھے اور آریان کا مشکل میچ، دونوں اپنی زندگی میں مصروف تھے۔ ابرار نے زرنش کی آنے والی برتھ ڈے پر اس کو سرپرائز دینا تھا جو وہ جانتا تھا کہ زرنش اس تحفے کو دیکھ کر بہت خوش ہوگی۔ سب اپنی

زندگی میں بزی تھے اور سب اپنی اپنی زندگی کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ آریان اپنے میچ کے لیے بہت پریشان تھا، اسے ڈر لگ رہا تھا کیونکہ یہ پہلا میچ ہے جو الگ ملک کے لوگوں کے سامنے وہ کھیلے گا۔ ساری دنیا اسے دیکھ رہی ہوگی اور اگر وہ یہ میچ ہار گیا تو سب اس کا مذاق بنائیں گے۔ اسے یہ میچ کسی بھی حالت میں جیتنا تھا کیونکہ اس کے بعد وہ سب سے اعلیٰ کھلاڑیوں میں شامل ہوگا جس کو باقی ملک کے لوگوں کے ساتھ کھیلنے کا موقع ملے گا۔ سانس بھاری ہونا اور بار بار اس طرح کی سوچ آنا عام سی بات ہے۔ یہ سب لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے، جب کوئی ایسی چیز جس کو کرنے کا بہت دل ہو مگر اسی چیز کو کرنے کا دل میں ڈر بھی ہو۔ یہ عام سا احساس ہے..... ڈر کو خود پر حاوی نہیں ہونے دینا ہوتا بلکہ اس ڈر سے لڑنا ہوتا ہے۔ آریان بھی یہی سوچ کر لمبی سانس بھرنے لگا اور اللہ کو یاد کرتے ہوئے اپنا بال اٹھا لیا۔

اللہ.....

اس کے دل سے ایک ہی آواز نکلی۔ وہی دوسری طرف علیانہ جو پڑھائی پر دھیان لگا رہی تھی۔ آریان نے علیانہ کو میسج کر کے بتایا کہ اس کا آج بہت بڑا میچ ہے مگر اس وقت علیانہ اپنا پیپر دے رہی تھی جس وجہ سے وہ آریان کا مسج نہ دیکھ سکی..... آریان جو بار بار اپنا فون نکالتا اس خیال سے کہ علیانہ کا مسج آیا ہوگا۔ میچ شروع ہو گیا اور آریان کو اپنا فون اپنے لاکر میں ہی چھوڑنا پڑا۔ اداس چہرہ لیے کر میدان تک آیا، یہ سوچ کر کھیلنے لگا کہ اللہ اس کے ساتھ ہے اور وہ یہ گیم ضرور جیتے گا۔ میچ بہت مشکل تھا کیونکہ آریان کے ساتھ کھیلنے والے اور آریان کے خلاف کھیلنے والے بھی گیم میں ماہر تھے۔

آریان کو یہ میچ کسی بھی طرح جیتنا تھا جس وجہ سے اس نے اپنی ٹیم کے ساتھ مل کر پلاننگ کرنے کی سوچی۔ پلاننگ کرنے کے بعد دوبارہ میچ شروع ہوا جس

میں جیت ان کی ہوئی مگر سامنے والی ٹیم بھی کافی تگڑی تھی اور وہ ان کے پلان کو سمجھ چکے تھے جس وجہ سے آخری گیم کافی مشکل ہو گئی تھی۔ سب کی نظر سکور بورڈ پر تھی۔ آریان نے اللہ کا نام لیتے ہوئے آخری بال کروائی، جو بندہ بال کو بچانے کے لیے کھڑا تھا اس کا بیلنس خراب ہو گیا جس وجہ سے وہ بال کو صحیح وقت میں نہ پکڑ سکا۔ وہ لوگ جیت چکے تھے، سب لوگوں کی تالیاں سنائی دے رہی تھیں، میڈیا جو ان سے انٹرویو کرنے آ گئے۔ آریان جو وہیں میدان میں سجدے میں گر گیا اسے وہ مل گیا جو وہ سوچ رہا تھا، اب اس کا آخری کام تھا جو وہ کب سے کرنا چاہتا تھا مگر نہ کر سکا۔ اس نے میڈیا والوں کو ایک اہم بات بتائی "میں پاکستان واپس آ رہا ہوں" یہ بات نیوز میں ہر جگہ شائع ہونے لگی۔ فورا ٹکٹیں کروا کر آریان پاکستان آ گیا۔ وہی علیانہ جس نے ابھی تک موبائل نہیں کھولا تھا کیونکہ وہ اپنی پڑھائی کرنے میں مصروف تھی۔ زرنش

کے بتانے پر علیانہ کو اس بات کا پتہ چلا کہ آریان اپنا میچ جیت چکا ہے جس وجہ سے اس نے اپنا فون کھولا اور دیکھا آریان کے بہت سارے میسج اور کالز۔ اسے افسوس ہوا جواب نہ دینے کا مگر خوشی بھی اتنی تھی کہ حد نہیں۔ آریان کچھ دن بعد پاکستان کے لیے نکل گیا اور پاکستان پہنچتے ہی ابرار اسے لینے آگیا۔

"میرا چیمپئن کیسا ہے؟"

"میں ٹھیک بھائی آپ سب کیسے ہو؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں اور باقی سب بھی ٹھیک ہیں۔"

دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کو گلے لگایا اور چل پڑے گھر کی طرف۔

اس میچ کی چرچا پاکستان میں بھی ہو رہی تھی کیونکہ اس میچ کو جیتنے والا اور جتانے والا شخص اور کوئی نہیں سردار آرین شاہ تھا۔ میڈیا والے پہلے سے ہی وہی ائیرپورٹ پر اس کا انتظار کر رہے تھے۔

"سر..... سر پلیز بتائیں آپ پاکستان واپس کیوں آئے؟..... سر آپ کو جیتنے کے بعد کیسا لگ رہا ہے؟"..... یہ سب سوالات اس سے ایک کے بعد ایک میڈیا والے پوچھ رہے تھے جن کے جواب میں اس نے کچھ ایسا کہا "میں یہاں ایک ایسا تحفہ لینے آیا ہوں جو اللہ نے میرے نصیب میں رکھا ہے، میں یہاں اس شخص کو لینے آیا ہوں جو میرے مقدر میں لکھ دی گئی ہے"..... اس بات نے سب کو خاموش کر دیا..... ایک شخص نے پوچھ ہی لیا کہ آخر کار وہ خوش نصیب کون ہے؟ تو آرین نے کچھ نہ بولتے ہوئے مسکراہٹ کو اپنے چہرے سے ہٹانے نہ دیا۔ گھر پہنچتے ہی سب نے اس کا استقبال کیا.... علیانہ کو دیکھ

کر اسے وہ سکون ملا جو شاید پہلے کبھی نہ ملا ہو۔ سردار صدام شاہ کے گھر کے باہر بہت بڑی میڈیا کی ٹیم جمع ہو چکی تھی.... اپنا بیگ وہیں چھوڑتے ہوئے آرین نے علیانہ کو آواز لگائی جو دور سیڑھیوں پر کھڑی تھی..... علیانہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر میڈیا والوں کے سامنے جا کھڑا ہوا..... علیانہ جسے کسی بات کا علم ہی نہیں تھا بس آرین کے کہنے پر چلتی گئی..... "وہ تحفہ جو اللہ نے مجھے دیا ہے وہ یہ لڑکی ہے جس کو میں اپنی جیت کے بعد حاصل کرنے آیا ہوں"..... اپنی جیب سے ڈائمنڈ کی انگوٹھی نکالی اور اپنے بائیں گھٹنے پر زمین پر بیٹھ گیا..... "علیانہ کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟"..... علیانہ جو حیران کھڑی تھی اپنی بہن کو دیکھنے لگی جو ان کے پیچھے آکر کھڑی ہو گئی.... زرنش اور ابرار اس بات کو پہلے سے جانتے تھے.... وہ جانتے تھے کہ آرین واپس آئے گا علیانہ کے لیے۔ آرین جس نے علیانہ کو اپنی بہن کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا تو فورا اپنی بھابھی سے

پوچھنے لگا "زرنش آپی کیا آپ علیانہ کا ہاتھ میرے ہاتھوں میں ہمیشہ کے لیے تھامیں گی؟".... زرنش نے خوشی خوشی ہاں میں سر ہلایا.... اب علیانہ نے خوشی خوشی ہاں بولا اور اپنا ہاتھ آرین کے سامنے کر دیا۔ نیوز میں چلنے والی دوسری بڑی خوشی تھی سردار صدام کے خاندان کی۔

گھر کے بڑے ڈیٹ فکس کر رہے تھے اور آریان جو بار بار علیانہ کو دیکھ رہا تھا، علیانہ شرم سے نظریں جھکا دیتی تھی کیونکہ وہ آرین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہیں دیکھ سکتی تھی، اسے شرم آتی تھی۔ اس بات کا فیصلہ ہوا کہ ان کی شادی 3 مہینے بعد ہوگی کیونکہ علیانہ کے امتحانات اور آریان کا میچ ان کی شادی میں رکاوٹ ڈال رہا تھا۔

*(ایک مہینے بعد)*

ایک پیاری سی گڑیا اس دنیا میں آچکی تھی..... ابرار نے پیار سے گود میں اٹھایا اور خوشی کے آنسو آنے لگے۔

"میری پیاری گڑیا، میری پیاری سی جان، میری دوسری محبت..... میری بیوی کی طرح ہی ہو تم..... چھوٹی سی زرنش...." ایک باپ اپنی بیٹی کی پیدائش پر خوش ہو رہا تھا، اسے اپنی بیٹی میں اپنی بیوی کی جھلک دکھائی دے رہی تھی، پیاری سی بیٹی کی آنکھیں اپنی ماں کی طرح ہری تھیں مگر چہرے پر ڈمپل اپنے بابا کی طرح تھے۔ سب لوگ اس بچی کا نام رکھنے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ سب الگ الگ اور اپنی پسند کے نام بتا رہے تھے۔

ابرار جس نے زرنش کو خاموش پایا تو اس نے بیٹی کا نام پوچھا، زرنش جو خاموش بیٹھی ہوئی تھی اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے شروع ہو گئے۔

"زنیرا.....یہ نام میری امی کو بہت پسند تھا"..... زرنش اپنی ماں کو یاد کر رہی تھی، اسے اپنی ماں کی کمی محسوس ہو رہی تھی، اگر اس کی ماں آج ہوتی تو کتنا خوش ہوتی۔ ابرار نے تیز آواز میں سب کو بتا دیا "اس کا نام زنیرا ہے" اور اپنی بیٹی کو چومنے لگا۔ یہ پھول جیسی بیٹی اللہ نے مجھے عطا کی ہے اس لیے اس کا نام بھی پھولوں جیسا ہی ہے۔ علیانہ جو اپنی بھانجی کو اٹھا کر خوش ہو رہی تھی " کیسی ہو پیاری بچی؟ ٹھیک ہو نا؟ اور سناؤ گھر میں سب کیسے ہیں؟" یہ بول کر علیانہ ہنسنے لگی۔ وہ اپنی بہن کو تھوڑا ہنسانا چاہتی تھی۔ اسے اس خوشی کے موقع پر اپنی بہن کا اداس چہرہ نہیں دیکھنا تھا۔ "بیٹا تم جلدی جلدی بڑی ہو اور تمہارے سر پر بال آئیں تاکہ میں تمہارے بال بناؤں اور تمہارا میک اپ

کروں"۔یہ ہر لڑکی کی سب سے پہلے سوچ ہوتی ہے کہ وہ کب چھوٹی بچی کے بال بنائے گی اور کب اس کا میک اپ کرنا سیکھے گی۔ ابرار اپنی بیوی کا اسی طرح خیال رکھتا تھا جیسے اپنی بیٹی کا، زرنش کو بستر سے اترنے ہی نہیں دیتا تھا اور اپنی بیٹی کو ہر وقت گود میں لیے ہوتا تھا۔

زنیرا اب 3 مہینوں کی ہو گئی تھی۔ اور اس کے سر پر چھوٹے چھوٹے سنہری بال تھے۔ آنکھیں اپنی ماں جیسی ہری اور بڑی بڑی پلکیں تھیں۔ گالوں پر ڈمپل تھے جو اس کی ہنسی کو اور بھی زیادہ خوبصورت بنا دیتے تھے۔

زنیرا آپ اپنی ماما کی طرح کیوں ہو؟ میری طرح کیوں نہیں ہو؟

زرنش حیرانگی سے پوچھنے لگی۔ "اس کے ڈمپل آپ ہی کی طرح ہیں۔"

"ہاں یہ تو ہے... مگر مجھے میرا بچہ اسی طرح پسند ہے... اپنی ماما کی کاپی ہے۔" پھر سے اپنی بیٹی کے ساتھ باتیں کرنے لگ گیا۔

"میری گڑیا... میری رانی.... میری جان.... میرا لڈو.... میرا گلاب جامون.... میرا رسگولا...." زرنش جو اب ہنسنے لگی تھی "بس کریں مجھے یہ سن کر بھوک لگنے لگی ہے"۔ ابرار یہ سنتے ہی اپنی بیوی کی فرمائش پوری کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلو میری گڑیا ماما کے لیے گلاب جامون اور رسگلے لاتے ہیں۔" اپنی بیٹی کو گود میں اٹھا کر چل پڑا۔ ابرار اپنی بیٹی سے بہت محبت کرتا تھا اور اسے ہر جگہ لے کر جاتا تھا، اسے اپنے سے دور ایک منٹ کے لیے بھی نہیں کرتا تھا۔ زرنش کو آرام کرنے کا موقع بھی اسی وجہ سے مل جاتا تھا مگر اصل مسئلے والی بات یہ تھی کہ زنیرا کو جب بھی ابرار گود سے اتارتا تھا تو وہ رونے لگتی تھی، جس پر

زرنش اکثر مذاق میں اس سے کہتی تھی "توبہ ہے زنیرا تم تو میرے شوہر کو چھوڑتی ہی نہیں ہو"۔ اس بات پر ابرار بھی کہہ دیتا تھا "زنیرا کی ماما جیلس نہ ہوں زنیرا سے وہ میری جان ہے"۔

آریان اپنے میچوں میں مصروف تھا اور علیانہ اپنے پیپرز میں۔ علیانہ گھر آتے ہی زنیرا کے ساتھ کھیلنے لگ جاتی تھی جبکہ آریان زنیرا کو دیکھنے کے لیے بار بار کال کرتا تھا۔ "زرنش آپی زوزو کو کال پر لیں"۔ آریان نے زنیرا کا نام زوزو رکھا تھا۔ علیانہ اور آریان اکثر مذاق میں لڑتے بھی تھے کہ زنیرا کس کی ہے۔ آریان کی ایک ہی رٹ ہوتی تھی کہ زوزو اس کی ہے جبکہ علیانہ کی رٹ ہوتی تھی کہ زانو اس کی ہے۔ علیانہ نے بھی زنیرا کا نام زانو رکھا ہوا تھا۔ زرنش ان کی لڑائی کو دیکھ کر ہنسی ہوتی تھی کیونکہ یہ دونوں پاگل ایک بچی پر لڑتے رہتے

تھے۔ بات ایک دن اس پر آگئی کہ زنیرا کس کی ٹیم میں ہوگی۔ ایک اپنی ٹیم کا کہتا تھا اور دوسری اپنی۔ ان دونوں کی اپنی ہی دنیا تھی.....

آخر کار وہ دن آ ہی گیا جب آریان نے پاکستان واپس آنا تھا اور اس کی زندگی کا سب سے بڑا دن قریب تھا جس کا وہ بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔ آریان پاکستان واپس آیا اور اپنے گھر کو دیکھا جو پوری طرح سے سجا ہوا تھا۔ اسے خوشی سب سے زیادہ تب ہوئی جب اس نے زوزو کو اٹھایا یعنی زنیرا کو۔

"چاچو کی جان زوزو کیسی ہو؟ مجھے مس کیا؟ میں نے تو بہت زیادہ آپ کو".....

(خوشی کا دن)

وہ دن آ ہی گیا جس کا انتظار تھا۔.....کھلے آسمان کے نیچے ان کا نکاح سٹیج تھا۔.....ہلکے گلابی اور سفید پھول حسین نظارہ پیش کر رہے تھے۔ بہت ہلکی گلابی شیروانی اور سفید شلوار۔ علیانہ دوسری طرف ہلکے گلابی جوڑے میں سٹیج پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس بار گلاب کے پھولوں کی چادر تھی ان کے درمیان۔

قبول ہے

قبول ہے

قبول ہے

NOVEL HUT

آخر کار یہ دونوں ایک دوسرے کے ہو گئے۔ دونوں کی محبت بھی آج پوری ہو گئی۔ محبت کی تاثیر رنگ لے آئی، محبت کی تاثیر اس وقت خالص ہوتی ہے جب اس محبت کو نکاح میں بدلنے کا وقت ہو۔ وہ محبت تب مکمل ہوتی ہے

جب 3 الفاظ ہمارے منہ سے نکلتے ہیں اور وہ شخص ہمارا ہمسفر بن جاتا ہے۔ دنیاوی محبت کبھی سچی نہیں ہوتی جو شہرت اور پیسے کے لیے کی گئی ہو، اصل محبت تو تب کامیاب ہوتی ہے جب اسے حلال بنایا جائے جو دونوں بھائیوں نے بنا لیا تھا۔ آریان نے زنیرا کو اٹھایا ہوا تھا جس کو وہ کہنے لگا "زوزو آپ کا کوئی مقابلہ نہیں مگر آج میری بیوی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی تو آج کا کریڈٹ اسے جاتا ہے.... سوری بڈی مگر کیا کروں بیوی ہے تعریف تو کرنی پڑے گی" اس بات پر سب ہنسنے لگے۔

NOVEL HUT

....The end

# حرف آخر

السلام علیکم

... میں مہشبہ ہوں اوریہ میرا پہلا ناول ہے۔ اس ناول کو دیکھنے کے بعد مجھے ایک ریویو دینا یقینی بنائیں تاکہ میں اپنی اگلی کتاب کے جذبات کو اپنے خوبصورت اورپیارے ناظرین کے مطابق بدل سکوں۔ لہذا تازہ ترین خبروں کے لیے مجھے انسٹاگرام پر ضرور فالو کریں۔اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے یا کوئی بات آپ کو ناگوار گزرے تو مجھے معاف کیجئے اوریہ میرا پہلا ناول ہے اس میں اگر غلطی ہو تو نظر انداز کیجئے گا۔

----------جزاک اللہ خیر ---------

# CONTACT THE AUTHOR

If you want to contact the author we will mention her instagram here.

Novel-hut at your service

JazakAllah

NOVEL HUT

writer's instagram :mahisba kashaf